ھو الکریم

یاھو الکریم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیک

معدن العصمت

فی

سیرت

اُم القائم الحجتہ

صلوات اللہ علیہا

مصنف

مخدوم السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری

جمن شاہ ضلع لیہ

www.jamanshah.com

ھوالکریم

یاھوالکریم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیک

انتساب

میں اپنی یہ کتاب اس معصومۂ کائنات صلوات اللہ علیہا کے نام اقدس سے منتسب کرتا ہوں کہ جن کے بارے میں آج کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ ان کی مزار اقدس حلہ شریف میں ہے اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ ہمارے شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک ہمشیرہ ہیں۔

یہ کتاب میں امیدِ کامل کے ساتھ ان کے نام منسوب کرتا ہوں کہ وہ اپنے پاک بھائی عجل اللہ فرجہ الشریف کی نعلین اطہر کے صدقے میں اسے شرف قبول عطا فرمائیں گی۔

دعا گو

جعفر نقوی

www.jamanshah.com

ھو الکریم

یا مولا الکریم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیک

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	گفتنی	1
2	عرض مرتب	5
3	تعارف ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا	7
4	قیصر کا سفر	14
5	قیصر روم میخائل تھرڈ	22
6	جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ	24
7	وصایت جناب شمعون سلام اللہ علیہ	28
8	ظہور ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا	36
9	اسرار اسمِ مبارک	38
10	واقعۂ عقد در روم	56
11	سفر از روم	68
12	بغداد سے سرمن آمد	75
13	آمد در سرمن رائے	86
14	امہات الآئمہ اطہار صلوات اللہ علیہن	92
15	قصر امامت	95
16	اسیری ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام	98
17	اسد الدجیل صلوات اللہ علیہا	101

www.jamanshah.com

18	عظمت وشان	105
19	تقریب شادی ورخصتی	108
20	شہادت امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام	117
21	مقام خاتونِ اول صلوات اللہ علیہا	119
22	آمد رب الارض عجل اللہ فرجہ الشریف	123
23	اولین ایام	147
24	زمانہ مہد مبارک	155
25	انجام معتز باللہ عباسی ملعون	158
26	رفتار نشو ونما	161
27	حفاظتی انتظامات	164
28	معمولاتِ پرورش	171
29	دوسرا دورِ اسیری	184
30	تیسرا دورِ اسیری	188
31	چوتھا دورِ اسیری	191
32	سفر حج	198
33	شہادت ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام	202
34	پسماندگان کے حالات	217
35	پسماندگانِ عالی عجل اللہ فرجہ الشریف	225
36	افسانۂ گرفتاری	238
37	زمانۂ فترہ	246
38	مصبِ ہدایت	253

www.jamanshah.com

39	سفر حلہ شریف	260
40	انتظامِ ہدایت در حلہ شریف	269
41	وصال معصومۂ حلہ صلوات اللہ علیہا	273
42	واپسی در سامرہ شریف	280
43	وصال جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا	285
44	معتضد باللہ ملعون کی کاروائیاں	288
45	غیبت در سردابِ مبارک	293
46	وصال شہزادیٔ روم صلوات اللہ علیہا	300
47	عقد واولاد پاک صلوات اللہ علیہم	302
48	پاک فرزندان صلوات اللہ علیہم	305
49	سلسلۂ سفر	311
50	رہائش در جزائر کے وجوہات	322
51	غیبت	324
52	برائے جویندگان	339
	﴿حصہ نظم﴾	
53	شادی خانہ آبادی	342
54	ظہورِ نورِ حق	386
55	معصومِ کائناتؑ	394
56	رحلت (ملکۂ روم صلوات اللہ علیہا)	407
57	حوالہ جات	425

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

گفتنی

الحمد للہ رب العالمین و صل علیٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعین خصوصاً علی حجۃ اللہ فی العالمین عجل اللہ فرجہ الشریف و آبائہ المعصومین و امہاتہ الطاھرین الطیبین صلوات اللہ علیہم اجمعین و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین من یوم الازل الی یوم الدین

احبابِ گرامی قدر

کلی حمد ہے اس ذاتِ مخفی و مستور و محجوب عن العقول کی کہ جس نے اپنے شدت کرم کی وجہ سے عالم خلق میں مظاہر ازلی وابدی صلوات اللہ علیہم اجمعین کو قبائے بشر میں ظاہر ہونے کا اذن بخشا اور اندھی خلق کی دست گیری فرمانے کیلئے اپنے دست ہائے قدس کو ظاہر فرمایا حالانکہ اس شفقت کا کوئی مستحق بھی نہ تھا یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے آثار کا متلاشی رہتا ہے اس کی ایک ایک چیز کو ڈھونڈتا ہے اس سے متعلق ہر چیز کو دریافت کرتا ہے اور اپنے محبوب کی ہر چیز کے سامنے سجودِ محبت نچھاور کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ محبّ اپنے محبوب کے نقوشِ قدم سے بھی پیار کرتا ہے ہم اگرچہ محبوب عالمین عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت کا دعویٰ کرنے کے تو قابل نہیں ہیں مگر مصر کی بڑھیا کی طرح صفِ عشاق میں نام دیکھنا ضرور چاہتے ہیں۔

دوستو یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جو انسان کسی سے محبت کرتا ہے اس کے واقعات اور اس کے متعلقین کے واقعات کو دیکھنا اور سننا پسند کرتا ہے اسی لئے مجھے بھی بچپن سے یہ لگن عطا ہوئی تھی کہ میں بھی اپنے مالک حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم کروں ان کے ساتھ ان کے پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کروں اسی لئے میں نے اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے جملہ متعلقین کے بارے میں اپنے فرسِ تجسس کو ہمیشہ محوِ جولان رکھا مگر مجبوری یہ تھی کہ میرے پاس

www.jamanshah.com

سوائے کتابوں کے اور کوئی ذریعہ نہ تھا اس لئے کتب بینی کا جنون طاری ہوا اور دن رات کتابوں کی چار دیواری میں گزرنے لگے مگر ابتدائی دور میں اس بارے میں مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا رہا

لیکن مجھے ایک منفرد ایڈوانٹج (Advantage) یا فائدہ یہ بھی ہوا کہ بچپن میں جس طرح ہر بچے کو قصے کہانی سننے کا شوق ہوتا ہے اسی طرح مجھے بھی تھا اور رات کو میں قبلہ ام دام ظلہ کے بستر میں گھس جاتا تھا اور ان سے قصے سننے کی ضد کرتا تھا اور وہ مجھے اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے واقعات بطور کہانی سنایا کرتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک عام آدمی کو جو واقعات حصولِ تعلیم کے بعد لاکھوں جتنوں کے بعد دیکھنے کو ملتے ہیں وہ مجھے بچپن میں بطور کہانی سنا دیئے گئے تھے اور میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ بعد میں جب میں خود کتب بینی کے قابل ہوا تو اس کے بعد آج تک کوئی معجزہ کوئی واقعہ ایسا میری نظر سے نہیں گزرا جو میں نے بچپن میں بطور کہانی نہ سنا ہوا ہو بلکہ واقعات ملاقات امامؑ پر جملہ کتب دیکھے ہیں مگر 90%فی صد واقعات میں بطور کہانی سن چکا تھا اور دس فی صد وہ واقعات ہیں جو متاخرین کے ہیں ورنہ متقدمین کا کوئی واقعہ ایسا ہے ہی نہیں جو میں نے بچپن میں نہ سنا ہو۔

دوستو یہ مولائے کریم عجل اللہ فرجہ الشریف کا کرم ہے کہ آغوش مادر میں جو پہلی آواز میرے کانوں میں آئی وہ تھی اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم یعنی میری زندگی کا آغاز بھی شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذکرِ خیر سے ہوا اور پھر یہی میری زندگی کا مقصد بن گیا بلکہ میں یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کروں گا کہ ازل سے میری زندگی کا مرکز و محور اپنے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذاتِ اقدس کو بنا دیا گیا اور بن مانگے مجھے یہ معراج سعادت نصیب ہوگئی اور اس میں میری کسی کد و کاوش و کوشش و سعی و صلاحیت کو کوئی مدخلیت تھی ہی نہیں بلکہ عطا فرمانے والے کریم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے لطفِ خاص سے سب کچھ بن مانگے عطا فرما دیا جس کا

شاید میں مستحق بھی نہ تھا اور اس کے قابل بھی نہ تھا مگر یہی تو شانِ ربوبیت ہے کہ استحقاق و استعداد کو بالائے طاق رکھ کر سب کچھ عطا فرما دیا

بچپن سے اپنے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں ہمیشہ ایک پیاس رہی کہ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم کروں ان کے فضائل ان کے واقعات زیادہ سے زیادہ مجھے عطا کئے جائیں اور جن جن پہلوؤں پہ میں نے اولین پیاس محسوس کی تھی ان میں سے ایک پہلو یہ تھا کہ جس کے بارے میں آج آپ سے بات ہو رہی ہے یعنی شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ طاہرۂ وطیبہ ومقدسہ ومطاہرہ صلوات اللہ علیہا اور ان کے اجداد صالحین سلام اللہ علیہم کے بارے میں معلومات جمع کئے جائیں۔

جب کچھ پڑھنا لکھنا آیا تو پہلا ذریعہ سورس (Source) اردو کتابیں ہی تھیں اور اس دور میں جو پہلی کتاب میں نے پڑھی وہ قبلہ ام دام ظلہ کے کتب خانے سے سید اولاد حیدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''درِ مقصود'' تھی مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب نے مجھے ایک بنیاد تو دی مگر پیاس بجھانے والی بات اس میں تھی ہی نہیں کیونکہ وہ روایتی انداز میں لکھی ہوئی تھی اور اس کی پرانی اردو اور ثقیل علمی لب ولہجہ میرے ذہن پر بوجھ سا لگتا تھا اور میں سوچتا تھا کہ کوئی ایسی کتاب ملے کہ جس میں یہ خصوصیات موجود ہوں یعنی جدید زبان، سلیس طرزِ بیان، وسیع معلومات، مربوط تسلسل اور گہرائی تک رسائی کی حامل ہو کہ جس کے پڑھنے کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی نہ رہے۔

یہ خصوصیات اس میں اور اِس جیسی دوسری اردو کتب میں موجود نہ تھی پھر جب میری رسائی فارسی عربی انگلش کتب تک ہوئی تو میری یہ کمی آہستہ آہستہ پوری ہوتی گئی

مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کے احسان سے کافی حد تک یہ کمی پوری ہوگئی سب سے پہلے فارسی کتاب میں جناب شیخ محمودؒ عراقی کی ''دارالسلام'' پڑھی اسکے بعد یہ سلسلہ چل نکلا عربی کتاب سب سے پہلے میں نے منتخب الاثر پڑھی اس موضوع پہ کئی

www.jamanshah.com

برس سے مطالعہ جاری ہے اوراب میں یہ چاہتا تھا کہ میں اپنی اس دولت میں دوسروں کو بھی شریک کروں سواس کیلئے میں نے آج سے ایک سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا ہے۔

اس مطالعاتی دور میں مجھے سب سے پہلے جس چیز کی زیادہ پیاس محسوس ہوئی تھی اس کے بارے میں گفتگو کا آغاز کررہا ہوں یعنی میری سب سے پہلی خواہش تھی کہ مجھے جناب ملکۂ دوراں، سیدۃ الزمان، ملیکۃ الروم صلوات الله عليها یعنی اپنے شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کی والدہ ماجدہ صلوات الله عليها کی ظاہری حیات طیبہ کے بارے میں معلومات مل جائیں اور میں ان کی حیات طیبہ کے بارے میں مکمل Educate ہوجاؤں۔

سوآج اسی موضوع سے ہماری گفتگو کا ایک سلسلہ شروع ہورہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اس میں بہت سی کمی ہے اب بھی ان کی حیاتِ طیبہ کے کئی گوشے ایسے ہیں جو پردۂ راز میں پوشیدہ ہیں پھر بھی میں ایک عام سامع کیلئے کافی معلومات پیش کروں گا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ' Somthing isbetter than nothing' یعنی کچھ نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہوتا ہے اس لئے یہ کچھ نہ کچھ تو ہے ہی۔

دوستو اس مقام پر التماس دعا کروں گا کہ آیئے ہم سب مل کر ان ملکۂ عالمین صلوات الله عليها کو دعا دیں کہ اب ان کی عظمت وجلالت کے اظہار کا روزِ سعید جلدی آئے ان کی ابدی خوشیوں کا زمانہ جلدی آئے اوران کے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف پوری کائنات کی جملہ مسرتیں سمیٹ کر ان کے قدموں میں نچھاور کردیں

آمین یا رب العالمین

التماسِ دعا ..... فقط ..... فقیر الفقرا

جعفر

13/7/98

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

عرض مرتب

الحمد للہ رب العالمین و صل علیٰ ولی العالمین و آباہ الطاھرین عجل اللہ فرجھم اجمعین

ولعنۃاللہ علی اعدائھم اجمعین من یوم الست الی یوم الدین

قارئین میں آپ سے بار بار یہی کہتا رہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ مجھے ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے یہ ڈیوٹی ملی ہے کہ میں اپنے استاد محترم کے خطبات کی صورت میں جو علمی خزائن کیسٹوں میں چھپے ہوئے تھے انھیں کتابی شکل میں لاکر عوام کے سامنے پیش کروں آج ان کے ایک نئے سلسلۂ بیان کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں یہ سلسلہ بیان انھوں نے 1996 ماہ رمضان کے مجالس میں پیش کیا اور یہ موضوع ایک اہم موضوع تھا اس کی اہمیت کی کئی وجوہات تھیں کیونکہ جس ذات اقدس واطہر وطیب صلوات اللہ علیہا کے تعارف پر مبنی یہ سلسلہ بیان تھا وہ اس دور میں پاک گھر اطہر میں خاتون اول ملکۂ عالمین کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کے واقعات کتابوں میں بہت مختصر اور مبہم اور مخدوش سی حالت میں لکھے ہوئے تھے جنہیں ان کے شایان شان بیان کرنا اس لئے ضروری تھا کہ انھیں جو مقام اعلیٰ ذات واجب الوجود نے بخشا ہے اس کا بقدرِ ظرف بشر اظہار ہو جائے تا کہ تشنگان چشمۂ مَوَدت کی تشنگی کم سے کم تر ہو جائے کیونکہ یہ تشنگی تو ابد تک باقی رہنی ہے امید ہے میرے قارئین میری اس کوشش کو قابل اعتنا ضرور سمجھیں گے۔

اب میں آپ کے اور اس کتاب کے درمیان حائل نہیں رہنا چاہتا اس لئے اجازت چاہوں گا لیکن اس کتاب کے ضمن میں جن لوگوں نے میرے ساتھ ترتیب میں تعاون کیا ہے ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی ہی سے میں اس کام کو

جاری رکھے ہوئے ہوں ان قابلِ قدر افراد میں سب سے اول میں ہیں جناب سید مظہر حسین موسوی صاحب آف کراچی، شاعر آل عمران جناب ملک صفدر حسین ڈوگر صاحب، جناب سید وجاہت حسین صاحب آف لاہور، جناب ملک مداح حسین صاحب (M.C.S.) ماسٹر اِن کمپیوٹر سائنسز، جناب پروفیسر شمیم اعجاز صاحب، جناب شاہ عمران علوی صاحب کروڑ، چودھری محمد رضا صاحب آف لاہور، ان محترمین کا شکریہ ادا کروں گا اور یہاں خصوصی طور پر جناب علامۃ الجلیل سید افتخار حسین نقوی صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کیونکہ اس کتاب کے بارے میں انہوں نے کافی رہنمائی فرمائی ہے اور اس کتاب کی طباعت کے ضمن میں جناب غلام عباس چوہان صاحب کی خصوصی معاونت کا شکریہ بھی ادا کرنا لازم ہے۔

یہاں اپنے قارئین کی سہولت کے لیے یہ عرض کر دوں کہ اس کتاب میں آپ کو مختلف جگہوں پر (R_) کا نشان نظر آئے گا یہ دراصل حوالہ نمبر (Reference Number) ہیں یعنی جو واقعہ جس کتاب سے اخذ کیا گیا ہے اس ریفرینس نمبر کے مطابق اس کا حوالہ آپ کو کتاب کے آخر میں دئے گئے حوالہ جات کی فہرست میں مل سکتا ہے اسی کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا۔

والسلام

فقیر گوشہ نشیں

مہتاب حیدر ظفر

19/8/98

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

تعارف ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا

الحمد للہ رب العالمین و صل علیٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعین خصوصاً علی حجۃ اللہ فی العالمین عجل اللہ فرجہ الشریف و آبائہ المعصومین و امہاتہ الطاھرین الطیبین صلوات اللہ علیہم اجمعین و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین من یوم الازل الی یوم الدین

اسماوالقاب

جب بھی کسی شخصیت کی Biography کی جاتی ہے تو اس کے تعارف کا سلسلہ اس کے نام سے ہوتا ہے اس لئے میں سب سے پہلے ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے اسماوالقاب مبارکہ کو یہاں نقل کرتا ہوں مگر ان کے اسماوالقاب کے اندر جو اسرار وغوامض پوشیدہ ہیں انہیں اپنے مقام پہ بیان کروں گا

روم میں جو نام پاک والدین نے دیا وہ جناب ملیکۃ الروم صلوات اللہ علیہا تھا، جب روم سے خانۂ توحید و رسالت میں تشریف لائیں تو وہاں انہیں جو اسم ملا وہ تھا..... جناب [ن رج س] خاتون صلوات اللہ علیہا یہ دونوں اسمائے مبارکہ اتنے محترم ہیں کہ جتنے ان کے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذاتی اسم ہے کہ جس کے بارے میں لاتعداد احادیث وفرمامین ہیں کہ اس اسم مبارک کو مجمع عام میں لینا حرام ہے، نجم الثاقب میں اور دیگر کتب غیبت میں خود شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا حکم یہاں تک ہے کہ جو "شخص ہمارے نام پاک کو عام محفلوں اور مجمعوں میں برسرِ عام لے اس پر ہماری اور ہمارے آبائے طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی لعنت ہے" (R_1)

اب اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان اسمائے مبارکہ کو عام لوگوں کے سامنے تلاوت

کرنا کتنا بڑا اجرم ہے اس لئے میں اپنے قارئین کو تاکید کروں گا کہ ان دو اسمائے مبارکہ کو برسرعام تلاوت نہ کریں اور جب خلوت میں ان کے تلاوت کرنے کی مجبوری ہو تو پھر باوضو ہو کر ادب اور احترام سے کسی اسم مبارک کو تلاوت کریں اور یہ بھی یاد رہے ع

چوں حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

یعنی اگر ان کی عظمت وعزت کا ادب نہیں کروگے تو کافر ہو جاؤ گے اور یہ بھی کسی عارف نے کہا ہے کہ

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیست

اگر میں ہزار مرتبہ اپنے دہن اور زبان کو مشکِ گلاب سے پاک بھی کرلوں تو پھر بھی آپ کا نام پاک لینا بے ادبی کی انتہا ہے۔

اگر ان کا ذکر خیر کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے القاب کی تلاوت کرنا چاہیے اور ان کے تلاوت کرنے پر بھی صلوات پڑھنا واجب ہے ان القاب میں سے چند یہ ہیں

( ) جناب سیدۃ الزمان صلوات اللہ علیہا
( ) جناب سیدۂ دوراں صلوات اللہ علیہا
( ) جناب ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا
( ) جناب ملکۂ رُوما صلوات اللہ علیہا
( ) جناب امینۃ الحجۃ صلوات اللہ علیہا
( ) جناب بتولِ زمانہ صلوات اللہ علیہا
( ) جناب مریمؑ دوراں صلوات اللہ علیہا
( ) جناب صدیقۂ عصر صلوات اللہ علیہا
( ) جناب ام الحجت صلوات اللہ علیہا

www.jamanshah.com

()جناب طاہرہ ومطہرہ وتقیہ ونقیہ وذکیہ صلوات الله عليها
ان کے کچھ اسما والقاب بعض وجوہات کی بنا پر مشہور ہوئے ہیں انہیں بعد میں نقل کروں گا۔

وطن مالوف

ان کے خاندان کا اصل وطن تو روم کا شہر مکدونیہ تھا کہ جہان کا حاکم سکندر اعظم تھا مگر ان کا ظہورِ اجلال روم ثانی یعنی موجودہ ملک ترکی کے شہر قسطنطنیہ [استنبول] میں ہوا ان کے زمانے میں ترکی ہی کو روم کہا جاتا تھا اور اس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا جو آج استنبول کے نام سے مشہور ہے اور آج بھی ترکی کا دارالخلافہ ہے۔

خاندانی پس منظر

جب بھی کسی شخصیت کا ذکر ہوتا ہے تو اس کے خاندانی پس منظر Family Background کے بارے میں ضرور بتایا جاتا ہے اور یہ ہماری تریجڈی Tragedy ہے کہ جب ہم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی والدہ ماجدہ صلوات الله عليها قیصر روم کی پوتی تھیں تو ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ کس قیصر کی پوتی تھیں اس لئے سب سے پہلے میں ان کے خاندان کا تعارف کروانا چاہوں گا، سچی بات تو یہ ہے کہ جب ہم اپنی کتابوں میں شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے حالات طیبہ کا تاریخی حوالے سے مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک نامکمل سی تصویر نظر آتی ہے جو اشتباہات کی گرد سے دھندلائی ہوئی ہوتی ہے اور ایک سمجھدار قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ ابھی اس پر بہت سی تحقیق کرنا باقی ہے خصوصاً جب شہنشاہِ یزداں اجلال عجل الله فرجه الشريف کی والدہ پاک صلوات الله عليها کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس کا احساس شدت سے ہوتا ہے کہ اس پر تو کام ہوا ہی نہیں ہے ایک روایت بلا تحقیق مسلسل نقل در نقل ہوتی چلی آ رہی ہے اور اسے بیسوں نقائص کے باوجود درست مانا جا رہا ہے اسی بات کو دیکھتے ہوئے میں نے اس پر تھوڑی سی تحقیق کی ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ تحقیق ناکافی ہے مگر اس کی

www.jamanshah.com

اتنی افادیت ضرور سمجھتا ہوں کہ اس سے محققین کے طرزِ تحقیق کو ایک Track [راستہ] مل جائے گا اور عوام کو سوچنے کا ایک اور زاویہ مل جائے گا جو آخرِ کار ایک یقینی اور مکمل تاریخ پر منتج ہوگا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اپنی تاریخ کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں یورپین مؤرخین کی کتب کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے اسی وجہ سے میں نے مغربی مؤرخین کا مطالعہ بھی کیا مگر پھر بھی تشنگی باقی ہے ابھی تک کئی باتیں پردۂ راز سے باہر نہیں آ سکی ہیں مطالعاتی عمل تو موج رواں کی طرح ہوتا ہے شاید آئندہ سفر میں کچھ راز کھلیں اور شاید اگلی مرتبہ آپ کے سامنے آ سکیں۔

انسائیکلو پیڈیاز یعنی انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا 'انسائیکلو پیڈیا بلیکا انسائیکلو پیڈیا انکارٹا انسائیکلو پیڈیا کومپٹن وغیرہ میں ان کے خاندان کے بارے میں ہے کہ یہ بنیادی طور پر بازنطینی قوم بہت بڑھ گئی تو اس کے قبائل کے تشخص اور پہچان کیلئے سب کاسٹ کے طور پر اور نام مشہور ہوئے ان میں سے ایک خاندان تھا جسے ''فرائی گن'' کہا جاتا تھا پھر فرائی گن فیملی کی شاخیں بنیں تو جس شاخ سے قیصر روم کا خاندان تھا اسے ''ایمورین'' نام دیا گیا اور یہی اس قوم کا سردار قبیلہ یا خاندان تھا۔

بازنطینی قوم پہلے مکدونیہ [موجودہ اٹلی] میں رہتی تھی پھر یہ قوم ملکوں کی فتح کے شوق میں وہاں سے روانہ ہوئی BC1200 میں مکدونیہ (یونان) سے موجودہ ملک ترکی کے شہر قسطنطنیہ (استنبول) کی طرف روانہ ہوئی اور پہلے یہ قوم آ کر ''کیزل'' کے علاقے میں ''دریائے ہیلز'' کے کنارے آباد ہوئی وہاں کے لوگوں میں ان کا نام ''مشکی'' مشہور ہوا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ایشیا میں شمال مشرق سے آنے والوں کو ''مشکی'' کہا جاتا تھا اس لئے ایشیا والوں نے انہیں بھی مشکی قوم کا نام دیا یہاں یہ قوم خوب پھولی پھلی اور یہاں ان کے کئی قبائل وجود میں آئے یعنی ان کے خاندان کی کئی شاخیں بن گئیں ان شاخوں میں سے ان کے خاندان کو ایمورین خاندان کہا جاتا تھا اور

ایمورین کے معنی ہیں جس نے پی رکھی ہو، اسی ایمورین خاندان میں قیصر روم ہرقل Hercules بھی تھا کہ جس کی طرف شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا گرامینامہ (خط) بھی ارسال فرمایا تھا بس اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے قیصرِ روم نوفلؒ بن میخائلؒ

قیصر روم

قیصر شاہان روم کا لقب ہوتا تھا اور اس کی وجہ تسمیہ کچھ یوں ہے کہ قیصر [سیزر] یا caes کے معنی اس بچہ کے ہیں جسے ماں کا پیٹ چاک کر کے نکالا جائے، ہوا یہ تھا کہ سب سے پہلا جو شخص قیصر کہلایا تھا وہ تھا قیصر آ وَ گاسٹس Ogastis تھا اور یہی وہ قیصر روم ہے کہ جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا اور یہی وہ قیصر ہے جس نے پہلی مردم شماری بھی کروائی تھی جس کا ذکر چاروں انجیلوں میں بھی ہے۔

جب یہی قیصر اوگاسٹس ماں کے شکم میں تھا تو اس کی ماں شدید بیمار ہوگئی اور اس کے بچنے کی امید تک باقی نہ رہی ادھر صورت حال یہ تھی کہ یہی ہونے والا بچہ ہی تخت کا واحد وارث تھا جب اہل سلطنت کو اس کی ماں کی موت کا یقین ہونے لگا تو انہوں نے اس کی ماں کا شکم چاک کر کے بچے کو نکال لیا بس اسی وجہ سے اس کا لقب قیصر بن گیا

اس کے بعد قیصر کے معنی میں بھی تبدیلی کر دی گئی اور اس کے معنی یہ لکھ دئے گئے کہ قیصر وہ بچہ ہوتا ہے کہ جو شکمِ مادر سے تاج سر پہ لے کر پیدا ہو۔

ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے جو دادا تھے وہ تھے قیصرِ روم نوفل بن میخائل ثانی Thiuphilis بازنطینی فرائی گن ایمورین مشکی شہنشاہ تھیوفی لس۔

قیصر تھیوفیلس

820 عیسوی بمطابق 204 ہجری کا واقعہ ہے کہ قیصرِ روم جناب نوفل کے والد

میخائیل ثانی Mickal Second نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے استنبول ترکی میں اپنے عالیشان قصر میں ایک تقریب منائی اس وقت جناب نوفل عین جوان تھے قیصر تھیوفیلس (نوفل) اپنے والد قیصر روم مائیکل (میخائل ثانی) کے ساتھ ایک عظیم جشن میں شریک حکومت ہوئے اور بادشاہ نے انہیں Crown Prince بنایا اور ان کی تاج پوشی کی اور اپنے اختیارات میں بھی انہیں شریک کیا، اس تاج پوشی کے بعد قیصر مائیکل سیکنڈ نے اپنے اس جوان بیٹے کی شادی کا پروگرام بنایا اور ان کی شادی کا اعلان کر دیا اور طے یہ پایا کہ پورے ملک کے اعلیٰ خاندانوں کی لڑکیوں کو قصرِ شاہی میں دعوت دی جائے اور پھر ان میں سے ملکہ رُوم یا Crown Princess کا انتخاب کیا جائے گا یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی گئی اور اس عالی شان تقریب میں اسی خاندان کی ایک لڑکی کو ملکہ بنانے کیلئے منتخب کیا گیا اس کا نام تھا Thiodora تھیوڈورا اسے عربی میں ندورہ لکھا جاتا ہے، اس شادی کو چند سال گزرے مگر ندورہ کی نرینہ اولاد نہ ہوئی بلکہ دو بیٹیاں ہوئیں اس پر تھیوفی لس نے ایک اور لڑکی سے شادی کی پھر ان کے بطن سے دو بیٹے ہوئے جیشوا (یشوعا) سلام اللہ علیہ اور مائیکل تھرڈ Michal Third، مائیکل کی ولادت 828 یا 829 عیسوی بمطابق 213 یا 214 ہجری میں ہوئی، یہ 214 ہجری کا وہی سن ہے کہ جس میں جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کا 5 رجب بروز جمعہ دنیا پہ ظہورِ پرنور ہوا تھا۔ بعض مورخین نے سن 838 بھی لکھا ہے جو روایت کے حساب سے غلط ثابت ہوتا ہے ان کے بعد جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی ولادت ہوئی ان کا سنِ ولادت 830 یا 831 عیسوی بمطابق 215 ہجری ہے اور یہی جناب یشوعا سلام اللہ علیہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے والد تھے۔

جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی زوجۂ محترمہ سلام اللہ علیہا جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے وصی جناب شمعون پطرس Simen Pator سلام اللہ علیہ کی نسل میں سے تھیں کیونکہ یہ تو ہماری

کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا مادری نسب کے حوالے جناب شمعون سلام اللہ علیہ کی نسل میں سے تھیں اور ان کا یہ رشتہ والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کی طرف سے تھا جیسا کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا اپنا فقرہ ہے،

وامی من ولد الحواریین تنسب الی وصی المسیح الشمعون سلام اللہ علیہ(R_2)

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میں ہر جگہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے والدین کے نام کے ساتھ سلام اللہ علیہ لکھتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خود ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی زیارت کا وہ فقرہ میرے پیش نظر رہتا ہے کہ جس میں ان کے آبائے صالحین پر سلام وارد ہوا ہے اور ان کے بارے میں یہ رائے رکھنا کہ وہ غیر مسلم تھے یہ درست نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت وہ ہے جو خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام نے ہم پر منکشف فرمائی ہے یعنی انہوں نے زیارت میں ان کے آبائے صالحین سلام اللہ علیہم پر سلام کر کے فرما دیا ہے کہ وہ غیر مسلم نہیں تھے بلکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے حقیقی وارث تھے اور لائق سلام و اکرام و احترام تھے۔
ان کے اسلام کے بارے میں ہم آئندہ اوراق میں بحث بھی کریں گے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

قیصر کا سفر

احباب گرامی

227 ہجری بمطابق 842 عیسوی کا واقعہ ہے قیصرِ روم جناب نوفلؒ بن میخائلؒ ثانی (مائیکل) نے کسی مکاشفے کے بعد اپنا دربار آراستہ کیا اور اپنے دونوں بیٹوں یعنی بڑے بیٹے میخائیلؒ اور چھوٹے بیٹے یشوعا سلام اللہ علیہ کو اپنے دائیں بائیں بٹھایا اور سارے عمالِ حکومت اور رؤسائے سلطنت کو سنہری کرسیوں پہ جگہ دی اور ان کے سامنے یہ اعلان کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقدس ہیکل کی زیارت کو جاؤں اور ساتھ ہی میرا ارادہ ہے کہ میں وہاں تک پابرہنہ پیدل جاؤں اس ضمن میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

یہ سن کر تمام امراء ووزرا حیران رہ گئے کہ یہ کیسی بات کی گئی ہے؟

اس کے بعد انہوں نے کہا اے قیصر نوفلؒ ہم آپ کی رائے کے سامنے اپنی رائے تو نہیں دے سکتے لیکن یہ کام جو آپ کرنا چاہتے ہیں اسے جتنا آسان آپ سمجھ رہے ہیں یہ اتنا آسان نہیں ہے اس پر انہوں نے کہا کہ آپ اس کی مشکلات کے بارے میں مجھے آگاہ کریں سب نے کہا کہ سب سے پہلی مشکل تو یہ ہے کہ بیت المقدس فلسطین میں ہے اور وہ یہاں سے پچیس دن کے فاصلہ پر ہے جو تقریباً دو ہزار کلومیٹر کے قریب بنتا ہے اور آپ کئی پشتوں سے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ بڑے ناز ونعم سے پلے ہوئے شاہی محلات میں رہنے والے یہ سفر کیسے کریں گے اور وہ بھی پیدل۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ آپ پیدل ہی نہیں پابرہنہ بھی چلنا چاہتے ہیں، کہیں راستے صحرائی ہوں گے اور کہیں سنگلاخ زمینیں ہوں گی کہیں موسم معتدل ہوگا تو کہیں زمین گرم بھی ہوگی

یہ ٹھیک ہے کہ آپ کیلئے افواج سارا راستہ صاف کر دیں گی مگر پھر بھی بہت سی مشکلات ایسی ہوں گی جو ہم سے حل نہ ہو سکیں گی ، تیسری مشکل یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کو بھی لے جانا چاہتے ہیں جن میں سے ایک کی عمر چودہ سال ہے اور دوسرے کی تیرہ سال ہے یہ کمسن بچے کس طرح اتنا سفر پیدل کر سکیں گے؟

اس پر انہوں نے کہا اپنے محبوب کی ملاقات کیلئے ایک محبّ کیلئے کوئی مشکل مشکل نہیں ہوتی پھر یہ بھی ہے کہ ہم جس کیلئے جا رہے ہیں وہ بھی ہماری مشکلات کو آسان فرمائے گا تم فکر نہ کرو اور انتظام کرو اس کے بعد کہا کہ ہمارے مورث اعلیٰ قیصر ہرقل (Hercules) نے بھی تو یہ سفر کیا تھا اور پیدل کیا تھا اگر وہ یہ سفر کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے ؟ بس تم تیاری کے انتظامات کرو۔

بڑے شاہی انتظامات ہوئے ایک عظیم قافلہ کے ساتھ قیصر روم تھیو فی لسؒ بن مائیکلؒ نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور سینکڑوں اونٹ اور گھوڑے ساتھ تھے جس جگہ سے قیصر روم نے گزرنا ہوتا تھا وہاں اس کے قدموں میں پھولوں کی پتیاں بچھائی جاتی تھیں جس شہر اور صوبہ سے گزرتے لوگ ان کے استقبال کو آ جاتے اور کئی کئی منازل تک ان کے ساتھ پیدل چلتے انتہائی شان و شوکت اور شاہی طمطراق کے ساتھ قیصر نے یہ سفر جاری رکھا۔

جہاں بھی قیصر روم کو تھکان محسوس ہوتی وہیں قیام کر لیا جاتا اور وہاں جنگل میں ایک شاہی خیمہ بستی بسا لی جاتی تھی اور جنگل میں منگل کا سا سماں ہوتا اسی طرح یہ قافلہ کئی ہفتوں کے سفر کے بعد یروشلم پہنچا جب اہلِ یروشلم کو اطلاع ملی کہ قیصرِ روم کا قافلۂ زیارت کے ایک منزل قریب پہنچ گیا ہے تو مقدس ہیکل سلیمانی کے سارے اسقف و پادری اور متولیان نے ایک منزل شہر سے دور آ کر اپنے معزز مہمان کا استقبال کیا ، یہاں کئی مہینے قیصرِ روم نے قیام کیا اور یہاں سے واپسی کے چند ماہ بعد یعنی 227

www.jamanshah.com

ہجری بمطابق 842 عیسوی میں قیصر روم نوفل بن میخائل نے اپنے شاہی قصر میں وفات پائی، یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مسلمانوں پر بنی عباس مسلط تھے اور ان میں عباسی خلیفہ معتصم باللہ محمد بن ہارون الرشید عباسی حاکم تھا اس کا زمانہ خلافت 218 تا 227 ہجری بنتا ہے اس کے بعد 237 تک واثق باللہ یعنی ہارون بن معتصم حاکم رہا اور اس کے بعد 247 ہجری تک متوکل باللہ ملعون جعفر بن معتصم باللہ مسلمانوں پر مسلط رہا۔

قیصر روم کا خط

یہ 227 ہجری کے اوائل کی بات ہے کہ قیصر روم جب مقدس ہیکل سلیمانی کی زیارت کو بیت المقدس میں پہنچے تو وہاں ان کا کئی ماہ قیام رہا، وہاں ان کا روز کا معمول یہ تھا کہ ساری رات مقدس ہیکل میں صحفِ انبیاء علیہم السلام کی تلاوت کی جاتی تھی اور ان دنوں میں ان نادر کتابوں کی بھی تلاوت کی جاتی تھی جو عام لوگوں کو دکھائی بھی نہیں جاتی تھیں اور ان میں جناب شمعون الصفاء سلام اللہ علیہ سائمن پیٹر جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے نائبین میں سے تھے ان کی کتاب [انجیل] کی بھی تلاوت کی جاتی تھی۔

ہوا یہ کہ ایک رات جب قیصر روم مقدس ہیکل کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور مقدس ہیکل کا پورا صحن اور رواق لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تو اس وقت اس انجیل کی تلاوت شروع ہوئی جو جناب شمعون الصفا سلام اللہ علیہ کی لکھی ہوئی تھی اس میں ایک عبارت آئی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جو شخص کلام الٰہی میں سے ایسی کسی سورہ کی تلاوت کرے اور اس کو اپنی عبادات میں شامل کرے اور اس کو اپنا معمول بنائے کہ جس میں یہ سات حروف موجود نہ ہوں تو وہ شخص ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ سات حروف ہیں۔

(ث)(ج)(خ)(ز)(ش)(ظ)(ف)

دورانِ عبادت یہ بات قیصر روم نے نوٹ کر لی جب عبادات کا اختتام ہوا تو اس نے

اساقفہ اور جتنے ہیکل کے متولی اور پریسٹ تھے انہیں جمع کیا اور کہا آج دوران تلاوت آپ نے یہ بات بھی بیان کی ہے اب یہ بھی تو بتائیں کہ وہ کون سی سورہ ہے جس میں یہ سات حروف موجود نہیں ہیں سارے علمائے مذہب نے کہا کہ ہمیں معلوم تو نہیں ہے کہ وہ کون سی سورہ ہے ہاں اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں امید ہے مل جائے گی، سارے علما نے تورات زبور انجیل اور اسی طرح کی دیگر مقدس کتابیں کھول لیں اور تلاش شروع کر دی اور اس تلاش میں دن رات ایک کر دئے لیکن ایسی کوئی سورہ نہ کسی کتاب میں موجود تھی نہ مل سکی۔

دو چار دن بعد سارے علما اساقفہ اور پادری جمع ہوئے اور قیصر روم کے سامنے کہا کہ ہم نے ہر اس کتاب کو دیکھا ہے کہ جسے ہم اللہ کی کتاب یا صحیفہ مانتے ہیں ہمیں ایسی کوئی سورہ ان میں نہیں مل سکی یہ سن کر قیصر روم نے کہا آپ نے اپنی کتابوں میں تو دیکھ لیا ہے کیا اسلام کی جو مشہور کتاب ہے جسے قرآن کہا جاتا ہے اس کو بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہ ہی ہم نے دیکھا ہے اور نہ ہی ہم اسے اللہ کی کتاب مانتے ہیں اور نہ اسے دیکھنا جائز سمجھتے ہیں قیصر روم نے انہیں تو باہر بھیج دیا مگر خود وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں خلیفہ بنی عباس کی طرف خط لکھ کر یہی بات اس سے پوچھ لیتا ہوں ایک تو اِس سے اُس کے علم کا امتحان بھی ہو جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کیا ان میں واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی حقیقی جانشین بھی موجود ہے یا نہیں؟

یہ سوچ کر اس نے عباسی حاکم معتصم باللہ عباسی جو ہارون رشید ملعون کا بیٹا تھا اسے ایک خط لکھا اور یہ ساری بات لکھ دی مگر قیصر روم نے جب اپنا خط ایک سپاہی کے حوالے کیا تو اسے تاکید کی کہ تم یہ خط دینے کے بعد ان پر کڑی نگاہ رکھنا اور یہ دیکھنا کہ اس خط کا

www.jamanshah.com

جواب وہ خلیفہ خود دیتا ہے یا علما کو جمع کر کے اس سورہ کو تلاش کرنے کو کہتا ہے یا کسی ایک شخصیت سے اس کا جواب لے کر بھیجتا ہے؟

یہ خط لے کر وہ قاصد ایک تیز رفتار گھوڑے پر روانہ ہوا اور سیدھا بغداد پہنچا اور اس نے معتصم باللہ ملعون کے دربار میں اذنِ باریابی طلب کیا اسے اگلے دن آنے کا حکم ملا ساتھ ہی اسے شاہی مہمان خانہ میں عزت واحترام کے ساتھ رکھا گیا دوسرے دن وہ دربار میں پیش ہوا اور اس نے پورے آدابِ شاہی کے ساتھ وہ خط خلیفہ کے سامنے پیش کیا اس نے خط کھولا پڑھا مگر صورتِ حال یہ تھی کہ چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں خط پڑھنے کے بعد اس نے دربار میں موجود علماء کی طرف رجوع کیا اور انہیں سارا خط پڑھ کر سنایا کہ جس میں لکھا تھا کہ آپ بھی دینِ حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر آپ کا دین سچا ہے تو میرے اس خط کا جواب دو یہ خط سنا کر اس نے علماء سے کہا اب تم ہی کوئی جواب دو یہ مسئلہ میرا تو نہیں ہے تمہارا ہے۔

سارے علماء بوکھلا گئے اور کہا یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے تم خود ہی کچھ سوچو اس نے کہا تم دن رات یہاں مسائل پہ مباحثے کرتے ہو اور مجھ سے لاکھوں درہم ماہانہ لیتے ہو اور جب کوئی مشکل مسئلہ آتا ہے تو اپنی گلو خلاصی کروا لیتے ہو، اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا ورنہ جواب دو، یہ ساری کارروائی وہ قاصد بھی دیکھ رہا تھا آخر علماء نے وقت مانگا اور اگلے دن تک دربار برخواست ہو گیا دوسرے دن سارے علماء سر جھکائے ہوئے حاضر ہوئے اور جب عباسی ملعون نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ سب نے کہا ہمیں کوئی سورہ ایسی نہیں مل سکی، یہ سن کر عباسی خلیفہ بہت پریشان ہوا اس وقت ایک شخص نے کہا کہ یہ دین نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا ہے اس خط کا جواب صرف وہ ذات پاک ہی دے سکتی ہے کہ یہ دین جن کے اجدادِ طاہرین علیہم الصلوات و السلام کا ہے اگر انہیں بلا سکتے ہو تو بلا لو

www.jamanshah.com

اس نے کہا کیا وہ ہمارے عرض کرنے پر یہاں تشریف لائیں گے؟
اہل دربار نے کہا تم نہیں جانتے وہ کتنے کریم ہیں وہ تو مشکل میں ہر کسی کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں چاہے دشمن بھی ان سے مدد طلب کرے وہ مدد ضرور فرماتے ہیں تم انہیں بلا کر تو دیکھو،
خلیفہ صاحب نے فوراً مطلعِ ولایت کے دسویں آفتابِ عالم تاب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی پاک بارگاہِ اقدس میں ایک وزیر کو بھیجا اور عرض کی کہ اگر آپ تکلیف نہ سمجھیں تو ہماری مدد کو ضرور تشریف لائیں۔
جب معتصم باللہ ملعون کا خط لے کر وہ وزیر دارِ اطہر پر حاضر ہوا تو امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے ایک غلام کو پہلے سے اپنا منتظر پایا انہوں نے کہا کہ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا
المختصر امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم کل تشریف لائیں گے دوسرے دن آپ نے دستارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے سر اطہر پہ موزوں فرمائی اور دربار میں تشریف لائے جونہی اہلِ دربار کی نگاہ آپ پر پڑی تو تعظیماً کھڑے ہو گئے اور خلیفہ نے تخت چھوڑ دیا اور بڑھ کر اپنے ہاتھ سے شہنشاہِ کائنات علیہ الصلوات والسلام کی کرسی درست کی
اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام کے سامنے قیصر روم کا خط پیش کیا گیا، آپ نے بلا تاخیر مسکرا کر فرمایا یہ تو سورہ الحمد [فاتحہ] ہے کہ جس میں یہ سات حروف موجود ہی نہیں ہیں۔
خلیفہ نے دست بستہ عرض کی آقا اس کی وجہ بھی بیان فرما دیں کہ یہ حروف اس سورہ میں کیوں نہیں لائے گئے؟
آپ کے بیان فرمانے سے ہمارے علم میں اضافہ ہوگا [یہ ساری کارروائی قیصر روم کا قاصد بھی دیکھ رہا تھا اور ساری باتیں بغور سن رہا تھا]
جب معتصم ملعون نے یہ عرض کی تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اس سورہ میں یہ سات حرف اس لئے نہیں لائے گئے کہ اس سورہ میں رحمت ہی رحمت اور برکت ہی برکت ہے چونکہ صحفِ انبیاء میں ان حروف کے مرادات یہ ہیں۔

www.jamanshah.com

''ث'' سے ثبور ہے یعنی غضبِ الٰہی کی وجہ سے تباہی و ہلاکت و بربادی
''ج'' سے جہنم ہے جو غضب الٰہی کی وجہ سے ملنے والا عقوبت خانہ ہے
''خ'' سے خیبت ہے یعنی ذلت بدبختی میں گرنا اور خسران وگھاٹا ہے
''ز'' سے زقوم ہے جو اہل جہنم کی غذا ہے یعنی تھوہر کا پودا ہے
''ش'' سے شقاوت ہے جو انسان کی بدبختی کی علامت ہے
''ظ'' سے ظلمت ہے جو تاریکی اور جہالت اور جہنم کے ماحول کی سیاہی کی علامت ہے
''ف'' سے فرقت ہے جو اپنے احباب سے کمر توڑ جدائی کی علامت ہے

فرمایا یہ چیزیں رحمت و برکت کے منافی تھیں اس لئے اس سورہ میں یہ سات حروف نہیں لائے گئے۔ یہ فرمانے کے بعد قیصر روم کے قاصد کی طرف نگاہِ کرم فرمائی اور فرمایا قیصر روم کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ فرزندِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے دل کے عہد پر باقی رہو گے تو ہم تمہیں جہنم میں نہیں جانے دیں گے اس کے بعد ملعون خلیفہ ظالمین نے قیصر روم کے پاس جوابی خط لکھا اور یہ ساری باتیں تحریر کر کے خط قاصد کے حوالے کر دیا اور وہ فوراً روانہ ہو گیا

قیصر روم اس وقت بیت المقدس میں تھے کہ جب قاصد نے انہیں خط پیش کیا جب یہ خط قیصر روم تھیوفی لس نے پڑھا تو فوراً قاصد سے سوال کیا کہ کیا یہ ساری باتیں اس نے خود بتائی تھیں؟

قاصد نے جواب دیا کہ اس نے پہلے یہ مسئلہ علماء سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ دے سکا آخر انہوں نے اپنے بقول فرزندِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے رابطہ کیا اور انہوں نے یہی جواب عطا فرمایا تو پھر انہوں نے خط لکھا اس کے بعد اس نے قیصر روم کو امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کا پیغام پہنچایا کہ امامِ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے آپ کے نام یہ پیغام بھی دیا تھا کہ اگر تم اپنے دل کے عہد پر

باقی رہے تو ہم تمہیں جہنم نہیں جانے دیں گے، جب قاصد نے یہ زبانی پیغام دیا تو قیصر روم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ بے شک میں اپنے اس عہد پر قائم ہوں کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا آج سے میں مسلمان ہوں مگر اس محسن کش قوم کی طرح نہیں کہ جو ایسے شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کی موجودگی میں خود کو خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہلواتے ہیں(R_3)

اس واقعہ کو صاحب مدینۃ المعاجز اور دیگر کتب میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے نام سے لکھا گیا ہے سوائے نہج الاسرار کے کسی نے انکے علاوہ نام نہیں لکھا ہاں صاحب نہج الاسرار کو اشتباہ ہوا اور انھوں نے اس واقعہ کو لفظ علی علیہ الصلوات والسلام سے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے نام منسوب کر دیا ہے جو خلاف واقعہ ہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

قیصر روم میخائل تھرڈ

احبابِ گرامی

یہ تو کتب میں لکھا ہے کہ قیصر روم جناب نوفلؒ کے والد مائیکلؒ ثانی کا 829 عیسوی = 213 ہجری میں انتقال ہوا اور ان کی وفات کے بعد قیصر نوفلؒ مکمل حاکم ہو گئے اور یہ بارہ تیرہ سال تک پوری طرح حاکم رہے انہی کے دور حکومت میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کا دنیا میں ظہور ہوا یعنی اسی سال جس سال قیصر روم جناب نوفل کو مکمل حکومت حاصل ہوئی ان کا دور اقتدار گویا مذہب کے احیا کا دور تھا اور اسی دور میں چرچ کو مکمل حاکمیت و عزت ملی پھر انہوں نے آخری سال میں باطنی طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا مگر چرچ کے اقتدار کی وجہ سے اسے ظاہر بھی نہ کر پائے کہ ان کا انتقال ہو گیا یہ 842 عیسوی = 227 ہجری کا واقعہ ہے یعنی اسلامی مؤرخین نے نوفل کا سن وفات 844 عیسوی = 229 ہجری بھی لکھا ہے اس وقت قیصر میخائل ثالث کی عمر پندرہ یا سترہ سال کے قریب اور جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی عمر چودہ یا سولہ سال کی تھی۔

جس وقت جناب نوفلؒ کی وفات ہوئی تو ان کے بعد اقتدار کی منتقلی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا اس کی وجہ میخائل کی کم عمری تھی اس وجہ سے یہ معاملہ کونسل کے سپرد کر دیا گیا۔

اس زمانے میں ملک کے اہم فیصلے کرنے کے لئے ایک کونسل تشکیل دی گئی تھی اور اس کے ممبرز کو بطریق یا Petrioch کا نام دیا جاتا تھا جس وقت قیصر روم جناب نوفل کی وفات ہوئی اور نئے قیصر کا مسئلہ درپیش ہوا تو کونسل نے اجلاس بلایا اور اس میں قیصر میخائل بن نوفل کے بچپن کو دیکھتے ہوئے بہت لے دے کے بعد یہ فیصلہ

ہوا کہ اصل وارث میخائل ہی ہے کیا ہوا کہ یہ ابھی بچہ ہے مگر قیصر یہی ہوگا عارضی طور پر اس کی سوتیلی ماں ندورہ [تھیوڈورا] Thiudora کو شریک مملکت کر دیا جائے اور تھیوک ٹس ٹس کو چیف منسٹر بنا دیا جائے اور یہ فیصلہ ہوا کہ جب تک میخائل حکومت چلانے کے قابل نہیں ہوتا حکومت چلانے کا کام یہی کریں گے، قیصرہ ندورہ Thiudora نے چھ یا سات سال حکومت کی سن 849 عیسوی = 234 ہجری میں وزیر اعلیٰ تھیوک ٹس ٹس نے قیصر میخائل کے سوتیلے ماموں بطرناس (برداس) کے قتل کی ایک سازش بنائی اور اس وقت برداس میخائل کا محافظ اور بہت معتمد تھا اس سازش کا انکشاف ہو گیا اور وہ پکڑا گیا تو اس نے کہا اس بات کا حکم مجھے ملکہ ندورہ نے دیا ہے اس پر کونسل نے کیس سنا اور اس کے قتل کا حکم دیا اس فیصلے میں ملکہ ندورہ نے احتجاج کیا اور جیوری میں موجود بطریق Petrioch ''فوٹی اس'' کو اپنا ہمنوا بنایا تا کہ وزیر اعلیٰ کو بچایا جا سکے اس وجہ سے فوٹی اس نے وزیر اعلیٰ کی حمایت کی۔

یاد رہے کہ اس دور میں بطریق ہمیشہ مذہبی راہنماؤں کو بنایا جاتا تھا اور ان کا انتخاب رومن چرچ ہی کرتا تھا اس معاملہ میں بطریق کی حمایت نے اس بات کو مذہبی رنگ دے دیا اس کا انجام یہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ قتل کر دیا گیا اور ملکہ ندورہ کو برطرف کر دیا گیا اور برطرفی کے بعد اس نے اپنی بیٹیوں سمیت خود کو چرچ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور حکومت قیصر میخائل کو مل گئی اور فوٹی اس کو بھی اپنے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور بعد میں یہی بات چرچ سے قیصر کی علیحدگی کی وجہ بھی بنی اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات بیان کئے جاتے ہیں مگر ان میں صداقت نظر نہیں آتی اسلامی مؤرخین کے مطابق ملکہ ندورہ کا یہ واقعہ 850 عیسوی =235 ہجری کا ہے اور اس وقت میخائل کی عمر 23 سال کی تھی

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ

احباب گرامی

جب کسی خاندان کی بات ہوتی ہے تو مورث اعلیٰ کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے اور ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے مورث اعلیٰ کے بارے ہمارے کتب میں لکھا ہے کہ وہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے حوارین میں سے ایک حواری اور آپ کے بارہویں نائب جناب شمعون سلام اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھیں اس لئے سب سے پہلے ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ عرض کرنا ضروری ہے

اے احباب گرامی قدر

ہم ماضی کی طرف ایک الٹی زقند لگاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ شہنشاہ آخز بن یوتام بن عزیاہ کا دربار آراستہ ہے اور یہاں ایک جشنِ مسرت منعقد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج اس فتح کا جشن منایا جارہا ہے جو اس بادشاہ کو بادشاہ ارم رضین اور بادشاہِ اسرائیل فقح بن رملیاہ پر حاصل ہوئی ہے ملک کے جملہ امرا، رؤسا اور فوجی جرنیل وغیرہ سنہری کرسیوں پر بیٹھے محل کی رنگینیوں کا نظارہ کر رہے ہیں اور رقص و ساز سے لطف اندوز ہو رہے ہیں چاروں طرف پہرے دار کھڑے ہیں غلام اور کنیزیں طشت و جام بکف ان کرسیوں کے درمیان تیزی سے گردش کر رہے ہیں ہر کسی تک مشروبات اور لذیذ کھانے پہنچانے کیلئے دوڑ رہے ہیں کہ اچانک ہر چیز رک گئی ساز خاموش ہو گئے رقاصاؤں کے قدم رک گئے سازندوں کے ساز بند ہو گئے شہنشاہ یہود یہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے کہ قصر شاہی کے صدر دروازے سے دو افراد داخل ہو رہے ہیں ان میں سے ایک نوجوان ہیں اور دوسرے ضعیف العمر ہیں انہوں نے لمبے لمبے چوغے پہنے ہوئے ہیں

ہاتھوں میں عصائیں اور تخت شاہی کی طرف خراماں خراماں بڑھ رہے ہیں جب وہ قدرے قریب آئے تو بادشاہ یہود یہ آخز بن یوتام فوراً تعظیماً کھڑا ہو گیا پھر تخت سے اتر کر ان آنے والوں کے استقبال کو بڑھا رعایا اور امرا کی نگاہیں آنے والوں پر جمی ہوئی ہیں بادشاہ ان کے سامنے جا کر جھک گیا اور عرض کی اے خداوند رب الافواج کے محبوب یسعیاہ بن عاموس نبی سلام اللہ علیک آپ پر میرا سلام ہو اور آپ کے بیٹے شیار یاشوب پر بھی میرا سلام ہو۔

جناب یسعیاہ سلام اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انہیں دعا دی پوری رعایا رکوع میں جھک گئی بادشاہ دونوں باپ بیٹے کو احترام کے ساتھ تخت تک لایا اور تخت کے قریب کرسیوں پر بٹھایا پھر خود جا کر تخت پر بیٹھا اس کے بعد اس نے جھک کر عرض کیا کہ آپ نے آج یہاں کیسے زحمت فرمائی ہے؟

جناب یسعیاہ علیہ السلام نے فرمایا اے داؤد بن یسی بن عبید علیہم السلام کی مسند کے وارث یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری خوشی میں شریک نہ ہوں، یہ سن کر آخز بادشاہ از راہِ تشکر اٹھا اور جھک کر شکریہ ادا کیا اس کے بعد جناب یسعیاہ سلام اللہ علیہ نے فرمایا آج ساری آلِ داؤد سلام اللہ علیہ جمع ہے خداوندِ رب الافواج نے فرمایا ہے کہ آج ان کی خوشی کوئی گنا بڑھا دو اور انہیں چند بشارات دو تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ابراہیم و اسحاق و یعقوب و داؤد علیہم السلام کا خدا ان کی آل پر کتنا مہربان ہے؟ یہ سن کر پوری رعایا نے رکوع میں جھک کر شکریہ ادا کیا اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے آلِ داؤد سلام اللہ علیہ کے بادشاہ اگر تمہیں میری بشارت پر یقین نہ ہو تو مجھ سے معجزہ طلب کر لے، وہ معجزہ چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو فرمایا Lateif deepasa shewll or high as heve چاہے وہ تحت الثریٰ سے بھی نیچے کا ہو یا عرش علیٰ سے بھی اوپر کا ہو۔ بادشاہ نے عرض کی کہ آپ کی زبانِ مبارک ہزاروں معجزات پر بھاری ہے آپ ارشاد فرمائیں

www.jamanshah.com

اس پر مسکرا کر فرمایا مستقبل میں ایک باکرہ مستور کے ہاں بیٹا ہوگا اور وہ اس کا نام عمانوئیل (خدا ہمارے ساتھ) رکھے گی اس کی غذا دہی اور شہد ہوگی اس کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا اس کے بعد ایک اور خوش خبری سنائی اور فرمایا

Out of his roots and the spirit of the lord shell rest upon him the shell come for the shoot from the stump of jesse and a branch shall and the fear of the lord and his delight shell be in spirit of wisodem and understanding.The spirit of counsel and might the grow righteousness he shell judge the poor and the fear of the lord. He shell not judge by what his eyes see or decide spirit of knowledge. The breath of his lips he shell slay decide with equity for the meek of the earth and he shell smit the earth by whet his ear shear.But with the lamb and the leopard wicked righteousness shell be the gordle of his waist and faithfulness with the rod of his mouth. And with cow and the bear shell lie down with the kidand and the calf and the lion and the fatling the gordle of his lions.The wolf shell dwell with the asp and the feed their young shell lie down together and the lion shell eat straw lie together and a little child shell laed them.The full of the weaned child shell could shell put his hand on the eadder, sden they shell not thurd the ox. The sucking child shell play over the whole of nation,s knowledge of the lord as the waters cover the sea. In the

day the rooter destory in all my holy mountain for the earth shell seek, and his bwellings shell be glorious of gesse shell stand as an ensign to the peoples.

فرمایا یسی بن عوبید سلام اللہ علیہما کے تنے سے ایک کونپل پھوٹے گی اس کی جڑوں سے ایک بارآور شاخ پیدا ہوگی پھر خداوند کی روح اس شاخ پر متمکن ہوگی حکمت اور مصلحت کی روح قدرت اور معرفت کی روح خوفِ خدا کی روح ،اس کی خوشی خوفِ خدا میں ہوگی نہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر انصاف کرے گا نہ سنے کے مطابق حکم لگائے گا بلکہ وہ حق کی وجہ سے مسکینوں کا انصاف کرے گا ،اور عدل سے خاک ساروں کا فیصلہ کرے گا' وہ اپنی زبان کے عصا سے زمین کو مارے گا ،لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کرے گا ،اس کی کمر کا پٹکا حق ہوگا ،اس کے پہلو میں وفاداری کا کمر بند ہوگا ،اس کے دور میں بھیڑیا برہ کے ساتھ رہے گا' چیتا بکری کے ساتھ بیٹھے گا ،بچھڑا اور پلا ہوا بیل اور شیر کا بچہ ایک ساتھ رہیں گے ،ننھا بچہ ان کی قیادت کرے گا ،گائے اور ریچھنی ایک ساتھ مل کر چریں گے ،ان کے بچے مل کر بیٹھیں گے ، شیر ببر بیل کے ساتھ بھوسہ کھائے گا ،دودھ پیتا بچہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالے گا ،وہ تمام میرے کوہِ مقدس پر نہ ضرر پہنچائیں گے نہ ہلاک کریں گے کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے معمور ہے اسی طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی اس وقت لوگ یسی بن عوبید کی جڑ کے طالب ہوں گے جو لوگوں کے لئے ایک آیت ہے نشانی ہے ،اس کی آرام گاہ جلالی ہوگی ۔جس تنے کا ذکر تھا وہ جناب یسی بن عوبید سلام اللہ علیہ تھے اور کونپل جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ تھے اور بارآور شاخ ان کی نسل طیب سے ظہور فرمانے والی یہ معظّمہ ہیں ، جس کی بلندیوں پر روحِ الٰہی ہمارے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام قرار پذیر ہوئے اور باقی ان کے اور ان کے زمانۂ اقتدار کے بارے میں پیش گوئیاں تھیں کہ اس سنہری دور میں کیا کیا ہوگا ۔نوٹ .....اس چیپٹر کا زیادہ حصہ بائیبل کتاب یسعیاہؑ اور اناجیل سے لیا گیا ہے

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصایت جناب شمعون سلام اللہ علیہ

احباب گرامی

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فلسطین کے شہر جلیل (گلیل) کے نواحی جنگل میں 30 سال کی عمر میں اپنا ماہ صیام منایا تھا، ایک ہی روزہ رکھا مگر پورے چالیس دن کا، چالیس دن نہ کسی سے ملے اور نہ کچھ کھایا پیا، چالیس دن کے بعد روزہ کی دعائے اختتام پڑھ کر جنگل کو خیر باد کہا اور شہر جلیل کی طرف روانہ ہوئے یہ شہر بحر مردار یعنی Dead Sea کے قریب واقع ہے راستے میں اطلاع ملی کہ جوڈیہ اور قیصریہ کے حاکم ہیروڈیس نے جناب یحییٰ [یوحنا] سلام اللہ علیہ کو نظر بند کر دیا گیا ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ یہ خبر سن کر فوراً جلیل میں آئے وہاں گلیلی جھیل کے کنارے مچھیروں کی بستیاں آباد تھیں جن کا ذریعہ معاش ماہی گیری تھا

آپ جب ان جھونپڑوں کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اور ان الفاظ میں اعلان حق فرمانا شروع کیا، لوگو توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے

یہی منادی کرتے کرتے جھیل کے کنارے پہنچ گئے وہاں دیکھا ایک کشتی میں آل داؤد سلام اللہ علیہ کے دو چشم و چراغ کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں پھینکے جانے والے دو جال ہیں جو باری باری جھیل میں پھینکتے ہیں اور جو مچھلیاں اس میں آتی ہیں انہیں کشتی میں جمع کر رہے ہیں، انہیں جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے دیکھا اور نگاہ نبوت نے نوشتہ ازل پڑھا ان کے ہونٹوں پہ تبسم جلوہ کش ہوا ان کے مقدر پہ زیر لب مسکرائے اور وہ ان کے قریب آئے ان سے فرمایا اے نوجوانو ذرا کشتی کنارے پہ لاؤ، انہوں نے جال کشتی میں رکھ دئے اور کشتی کو کنارے پہ لائے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے شفقت سے ان کے

کاندھوں پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کیا تم آل داؤد سلام اللہ علیہ سے تعلق رکھتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا کیا تم شمعون سلام اللہ علیہ اور اندریاس سلام اللہ علیہ ہو [سائمن پیٹر اور اینڈریو ہو]؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں ہم دونوں بھائی ہیں اور ہمارے یہی نام ہیں فرمایا تم خواہ مخواہ ماہی گیری کر رہے ہو آدم گیری کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کی یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا اگر تم لِوَجہِ اللّٰہ میری نصرت کرو اور ہر چیز کو چھوڑ کر میرا ساتھ دو تو ہم تمہیں ماہی گیر سے آدم گیر بنا دیں گے، انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا گھر بار بیوی بچے چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلو اور خداوند کے انصار بن جاؤ ان کا یہ قول قرآنِ کریم میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ قال عیسیٰ ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ ؟ قال الحواریون نحن انصار اللہ (صف آیہ نمبر ۱۴)

جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے اپنے حوارین سے فرمایا اللہ کیلئے کون ہے جو ہماری نصرت کرے؟ تو اس وقت حواریوں نے عرض کی کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ یہ عرض کر کے انہوں نے ہر چیز وہاں چھوڑی اور پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے ساتھ چل پڑے، ازل سے ان دونوں بھائیوں کو جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے اوصیاء کے طور پر چن لیا گیا تھا ان میں سے بڑے بھائی اور وصیِ اول ہیں جناب شمعون پطرس یعنی سائمن پیٹر سلام اللہ علیہ اور بائیبل میں ان کے جزوی حالات آ جاتے ہیں۔

پانی پہ چلنا

ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ ایک کشتی پر سوار ہو کر جھیل کے پار گئے وہاں شام ہو گئی آخر خود پہاڑ پر رہ گئے اور حواریوں کو فرمایا تم واپس جاؤ، جب وہ واپس جا رہے تھے تو کشتی طوفان میں پھنس گئی انہوں نے بہت کوشش کی مگر کشتی آگے نہ بڑھی اچانک دیکھا کہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ پانی پہ چلتے ہوئے آ رہے ہیں حواریوں نے

www.jamanshah.com

نہ پہچانا اور ڈر گئے کہ یہ کیا اسرار ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے دور سے آواز دی ڈرو مت ہم تمہیں بچانے آ رہے ہیں تو جناب شمعون نے عرض کی ۔ My Master (میرے مولیٰ) یہ آپ ہیں؟ فرمایا ہاں .....عرض کی اب تو حوصلہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ آپ بلائیں تو میں بھی پانی پہ چل کر آ سکتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ پھر دیر کس بات کی ہے

جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے پانی پہ دوڑنا شروع کر دیا لیکن قریب پہنچ کر طوفان سے ڈر گئے بس جونہی دل میں خوف آیا ایک غوطہ آ گیا فوراً جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ یقین کامل رکھو تھوڑی سی بات سے خوف کھا گئے؟ یہ سنا تو پھر حوصلہ درست ہوا۔

ہاتھ دھلوانا

جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ کے بہت سے واقعات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کی اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری زمانہ میں ایک رات جب کھانا سامنے آیا تو جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ اٹھے اور کمر سے پٹکا باندھا اور ایک طشت میں پانی لیا اور حواریوں کے قریب آ گئے ،فرمایا آج ہم تمہارے ہاتھ دھلوائیں گے ..... پہلے پہلے یہودا اسخریوطی کے ہاتھ دھلوائے [جو مخالف تھا] اسی طرح سب کے ہاتھ دھلوائے اور سب سے آخر میں جناب شمعون سلام اللہ علیہ کے پاس آئے تو جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے عرض کی اے میرے مولیٰ آپ میرے ہاتھ پاؤں دھوئیں گے؟

فرمایا ہاں آج ہم جو چاہیں تو ہمیں کرنے دے۔ جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے عرض کی میرے مولیٰ یہ ہرگز نہ ہوگا میری زندگی میں آپ میرے ہاتھ نہ دھو پائیں گے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے فرمایا پھر تو ہماری آسمانی بادشاہی میں شریک نہ ہو سکے گا کل حکومتِ الٰہیہ کے وقت میری صحبت میں نہ بیٹھ سکے گا، انہوں نے عرض کی اچھا یہ بات ہے تو پھر صرف ہاتھ ہی کیوں آپ میرے دونوں ہاتھ دھوئیں میرے دونوں پاؤں بھی اچھی

www.jamanshah.com

طرح دھوئیں میرا سر بھی دھودیں بلکہ ایسا کریں کہ مجھے غسل کرادیں تو مہربانی ہوگی تا کہ میں اچھی طرح پاک ہوجاؤں۔

کوہِ زیتون

جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ اپنی عبادات اور مکاشفات کیلئے ایک پہاڑ کو پسند فرمایا کرتے تھے جس کا نام کوہِ زیتون تھا جیسے جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کے نام کے ساتھ کوہِ طور وابستہ ہے اسی طرح جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے نام کے ساتھ کوہِ زیتون جڑا ہوا ہے جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کو طور پہ شرف زیارت وکلام حاصل ہوتا تھا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کوہِ زیتون پہ جلوہ دکھایا جاتا تھا مگر یہاں کچھ اور طرح سے تھا،

جیسا کہ متی کی انجیل باب نمبر 17 میں ہے کہ

Six days Jesus James and John.Shown toohim Peter anthe sand garments became white. Hisbrother led them upon a high mountain apart and he was transfigured and after said to Jesus lord. It is well that wear here as light behold the repaired to the Moses and Elijah, talking be for rethem and his face.On for Elijah.He was still speaking when lo, a brightify you wish will make three booth share one for you and on for whith him. Peter beloved son cloud over shadowed them and a voice from the cloud said this is my Moses.

ترجمہ۔ چھ دن کے بعد جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کوہِ زیتون پر اپنے ساتھ اپنے حواریوں کو بھی لے گئے ان میں جیمز اور اس کا بھائی جون بھی تھا اور جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ بھی تھے جب سب وہاں پہنچے تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تبدیلی ہونے لگی اور ان کا چہرہ سورج کی طرح چمکنے لگا ان کا لباس نور کی طرح سفید ہوگیا پھر ان لوگوں

کے سامنے جناب موسیٰ علیہ السلام اور سرکار علیؑ [ایلیا] (Eliah) علیہ الصلوات والسلام ظاہر ہو گئے اور انہیں وہ باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیئے اس وقت جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اے آقا یہ بہت اچھا ہوا کہ ہم یہاں آئے اگر آپ پسند کریں تو ہم یہاں تین تکیے بنا دیں ایک آپ کیلئے اور ایک جناب موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور ایک جناب ایلیا

(علیؑ) علیہ الصلوات والسلام کے لئے وہ ابھی یہی باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک نورانی بادل ان پر چھا گیا اور ایک آواز بادل سے گونجی کہ یہ ہمارا محبوب بیٹا ہے۔

آپ دیکھیں اس میں چار ہستیوں کا ذکر ہے ایک جناب عیسیٰ علیہ السلام دوسرے جناب موسیٰ علیہ السلام تیسرے جناب ایلیا [سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام] کہ ان کا پاک فرمان بھی ہے کہ

انا ایلیا فی الانجیل اور چوتھی ذات وہ جوابرِ سفید کے پردے میں ظہور پذیر ہوئی ،اس کے بارے میں جملہ مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صاحب ابرِ سفید ہمارے آخری شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور جناب شمعون علیہ السلام نے گویا ان کا مکاشفہ کیا ہوا تھا اسی لئے جب عیسیٰ علیہ السلام نے کوہِ زیتون پر آسمانی بادشاہی کا ذکر فرمایا اور شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی نوید دی اور اپنے جانے کی خبر دی اور پھر اپنے مولائے کریم عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ آنے کے بارے میں بتایا اور خروج کے علائم بیان فرمائے ،کئی روز اس پہاڑ پر حواریوں کو لاتے رہے اور ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور کے بارے میں آگاہ فرماتے رہے ایک دن واپسی پہ جناب شمعونؑ سلام اللہ علیہ نے عرض کی اے مالک آپ نے اپنے جانے کی دکھ بھری خبر سنا دی ہے اب میں چاہتا ہوں مجھے اس وقت تک موت ہی نہ آئے جب تک میں آپ کو اپنے آقا شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ آتا ہوا دیکھ نہ لوں فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

www.jamanshah.com

اگلے دن زیتون کے پہاڑ پہ جو خطبہ انشاء فرمایا اس میں یہ خبر بھی دے دی اور لوگوں کی بھیڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا

Has come whith power.Here who will not taste death before they see the kingdom of God and he said to them, truly is say to you there are some standing.

فرمایا یہاں وہ بھی کھڑے ہیں کہ جنھوں نے آسمانی بادشاہی کے آنے تک موت کا ذائقہ بھی نہیں چکھنا

قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے

و التین و الزیتون و الطور سینین و هذه البلد الامین

ان تمام سے مراد ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں کیونکہ کوہِ حورب پہ جس انجیر کے درخت یا Fig Tree سے اس ذات پاک نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا پہلے اس کی قسم کھائی پھر کوہِ زیتون کی قسم کھائی کہ وہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مکاشفہ ہوا پھر کوہِ طور کی قسم کھائی کہ وہاں پر پوری قومِ بنی اسرائیل کو اس ذات کا مکاشفہ ہوا اور پھر مکہ مکرمہ کی قسم کھائی کہ اسے شہنشاہِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم نے شرف بخشا اور یہاں سے ہی اعلان خروج یعنی حکومت الہیہ کا اعلان ہونا ہے، اسی کوہِ زیتون پہ جناب شمعون علیہ السلام نے تین تکیے بنائے اور پہلے پہل ان کی جماعت میں ایک سو بیس افراد شامل ہوئے پھر تبلیغ کا آغاز فرمایا اور ہر وہ معجزہ دکھایا جو جناب عیسیٰ علیہ السلام نے دکھایا مریضوں کی چارپائیاں اس راستے کے دونوں طرف قطاروں میں لگی ہوتی تھیں کہ جس سے آپ نے گزرنا ہوتا تھا اور جس پر بھی ان کا سایہ پڑ جاتا تھا وہ صحت مند ہو جاتا تھا اسی طرح انہوں نے طویل ترین ہجرت اختیار کی در بدری کی صعوبتیں اٹھائیں پھر قید و بند کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے پھر انہیں ہجرت کرنا پڑی ' یافا 'لدا ' دمشق ' یعنی شام اردن تک کا سفر کیا

سرداران کاہن کائفا' حنا' یوحنا' سکندر' وغیرہ ان کے درپئے رہے ایک مرتبہ گرفتار بھی ہوئے ایک فریسی جملی ائیل جو معلم شریعت تھا اس نے رہائی دلائی

ایک مرتبہ پھر انہیں گرفتار کیا گیا صبح کو سزا کا حکم دیا جانا تھا رات کو ایک فرشتہ زندان میں داخل ہوا یا نازل ہوا اور زندان کا دروازہ کھول کر کہا جائیں ہیکل میں تبلیغ کریں

صبح کو کاہنوں نے زندان بانوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا کہ کہاں گئے ہیں ایک آدمی نے بتایا شمعون علیہ السلام تو ہیکل کے صحن میں ہزاروں لوگوں کے مجمع میں تقریر کر رہے ہیں سب حیران رہ گئے۔

غیبت

ہیروڈیس نے ایک مرتبہ یعقوب بن زبدی کو گرفتار کروا کر شہید کروا دیا تو یہودیوں نے اسے مبارک باد دی اور کہا کہ اب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ کی باری ہے

ہیروڈیس نے انہیں بھی گرفتار کروالیا اور جب انہیں گرفتار کیا گیا تھا تو اس سے تھوڑے دن بعد عید الفطیر آنے والی تھی عید فطیر جسے عید فسح (قربانی) بھی کہتے ہیں اس کے بعد انہیں شہید کیا جانا تھا پابہ زنجیر انہیں زندان میں ڈالا گیا چار سپاہی زندان کے اندر چار سپاہی زندان کے باہر دروازہ پہ پہرہ دیتے تھے یہ زنجیروں کی وجہ سے اٹھ بھی نہ سکتے تھے اس رات انہوں نے زندان میں دعا کی اور خالق کو اپنا وعدہ یاد دلایا جب یہ رات کو زندان میں سو رہے تھے نصف شب کے بعد انہوں نے دیکھا زندان میں ایک نور ساطع ہوا اور پھر فرشتے نمودار ہوئے انہوں نے انہیں حکم دیا کہ آپ اٹھیں، انہوں نے عرض کی کہ میں تو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں ان میں سے ایک فرشتے نے جھک کر ان کی پسلی پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ کیوں لیٹے ہوئے ہو اٹھو' یہ فرمانا تھا کہ سارے زنجیر ٹوٹ کر فوراً دور جا گرے فرشتہ انہیں لے کر دروازہ کی سمت بڑھا سارے دروازے خود بخود کھلتے گئے اس فرشتے نے کہا کمر باندھ کر جوتے پہن لو

www.jamanshah.com

انہوں نے حکم کی تعمیل کی وہ انہیں شاہی قلعہ کے باہر لایا اور انہیں احکام دے کر غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں مگر اس کے جانے کے بعد علم ہوا کہ یہ حقیقت ہے یہ فوراً شہر میں اپنے عزیز دوست مرقس کے گھر آئے وہاں ان کی چاہنے والوں کی ایک جماعت ان کی سلامتی کی دعا کر رہی تھی، جب یہ وہاں پہنچے تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہاں مرقس کی ایک کنیز جس کا نام روی تھا اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ کون ہے جب اس نے انہیں دیکھا تو اسے اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی سے دروازہ کھولنا بھول گئی بلکہ بھاگ کر جماعت کو اطلاع دی سارے حیران بھی ہوئے اور خوش بھی.....سارے دورازے کی طرف دوڑے اور دروازہ کھولا جناب شمعون سلام اللہ علیہ وہاں تشریف لائے پھر اس رات کا کچھ وقت انہوں نے جماعت کے ساتھ خداوند کی بادشاہی کے جلدی آنے کی دعا کی اور اس کے بعد فرمایا ساری جماعت کو بتا دینا ہم زندہ ہیں فکر نہ کریں اب ہم جا رہے ہیں آج کے بعد ہمیں کوئی نہ دیکھ سکے گا یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہو گئے پھر اس کے بعد انہیں کسی نے نہ دیکھا انہوں نے وہاں سے غیبت اختیار کر لی اور یہ آج تک زندہ ہیں اور شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک زندہ رہیں گے اور یہ سرکار کے منتظرین میں سے ہیں اور انہی کی نسل طیبہ سے ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں۔

ان کا شجرہ نسب جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام تک جاتا ہے بعض کا کہنا ہے کہ یہ جناب داؤد علیہ السلام کے بڑے بھائی کی اولاد سے ہیں واللہ اعلم بالصواب

اس سارے موضوع کو بائیبل کے اسفار و کتب اور انجیلوں سے شکریے کے ساتھ لیا گیا ہے

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

ظہور ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ملکہ ندورہ کی حکومت کا کس طرح اختتام ہوا لیکن یہ بھی عرض کرنا لازم ہے کہ ابھی قیصرہ ملکہ ندورہ کی حکومت کا دور ہی تھا کہ اس دور میں اس کے دونوں سوتیلے بیٹوں کی شادی ہوئی یعنی جناب یشوعا (حیشوا) علیہ السلام کا عقد تقریباً سن 849 عیسوی = 234 ہجری میں ہوا اور شادی کے ایک سال بعد ملکہ کی حکومت برطرف ہوگئی۔

مناسب ہوگا کہ میں پاک گھر اطہر کے بارے میں ساتھ ساتھ معلومات دیتا جاؤں گا تو آپ ان دونوں گھروں کے حالات کو متوازی انداز میں سمجھ سکیں گے اس لئے عرض کروں گا کہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے 29 ذیقعد بروز منگل 220 ہجری بمطابق 835 عیسوی جس وقت آپ کا سنِ ظاہری چھ سال چار ماہ اور چوبیس دن تھا مسندِ امامت کو زینت بخشی، سن 232 ہجری بمطابق 847 عیسوی میں مطلع ءولایت کے گیارہویں آفتاب عالم تاب شہنشاہ معظم جناب ابومحمد الثانی العسکری علیہ الصلوات والسلام کا اس دنیا میں ورود مسعود ہوا یعنی جناب یشوعا (حیشوا) سلام اللہ علیہ کی شادی سے دو سال قبل مدینہ منورہ میں ان کا دنیا میں نزول اجلال ہوا آپ نے ظاہراً دو سال کی عمر میں سرمن رائے کا سفر کیا یعنی 234 ہجری میں اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ سرمن رائے کو زینت بخشی، ادھر روم کے شہر قسطنطنیہ میں سن 850 عیسوی = 235 ہجری میں ملیکہ روم ام القائمؑ صلوات اللہ علیہا کا ظہور اجلال ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ شہر آج ترکی کا حصہ ہے بلکہ دارالحکومت ہے اور اس کا نام استنبول ہے قصرِ قیصر میں ملکہ دوراں کی آمد

ہوئی تو ایک عالم گیر مسرت نے کائنات کو سینے سے لگا لیا آسمان پر خوشیوں کی قوس قزح رنگ بکھیرنے لگی اور ملکوتِ سما نغمہ سرا ہوئے۔

نظم

فضا دے وچہ ہے عجیب خوشبو ہے جگ تے چھائی فضا دی خوشبو
فلک تے خوشبو زمین دی ہے زمین تے ہے سما دی خوشبو
مہک پھلاں دی ہے تاریاں وچہ پھلاں دے وچہ ہے ضیا دی خوشبو
تے غنچیاں وچہ ہے مسکراہٹ تے کلیاں وچہ ہے حیا دی خوشبو
گلاب کھیسے کھڑا بھریندائے چرا کے بادِ صبا دی خوشبو
ہے لالہ مل کے مساگ کھلدا مگر ہے آندی حنا دی خوشبو
زمانے سارے تے پھیل گئی ہے نہ جانڑے اجہ کیوں خدا دی خوشبو
ہے آمد اوں سینؑ دی جہاں تے جو آپ ہے کبریا دی خوشبو
زمانے تے گھن ہے آئی انہاں کوں خود اپنے ہک ماہ لقا دی خوشبو
ازل توں قائمؑ وی لطف گھندائے اٹھا کے خود پاک ما دی خوشبو
ہے روم تھی الٹا مور نچدا ہے ایسی جلوہ نما دی خوشبو
اگرچہ ماحول قیصری ہے مگر ہے آلِ عبا دی خوشبو
نسیم وچہ نرگسی مہک ہے مہک دے وچہ ہے وفا دی خوشبو
ہے قصرِ قیصر وی کعبہ بنڑیا تے وچہ ہے عرشِ علیٰ دی خوشبو
سجا کے گلدستہ ہائے تبریک وچہ خود اپنی صدا دی خوشبو
ہے جعفرؑ آ در تے پیش کیتا مگر ہے ساری دعا دی خوشبو

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

اسرارِ اسم مبارک

احباب گرامی

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ 850 عیسوی میں ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کی دنیا پہ آمد ہوئی اور جیسا کہ دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بچوں کے نام بڑی چاہ سے رکھتا ہے مگر ہمیں ملکۂ دوران صلوات اللہ علیہا کے اسمائے مبارکہ کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ ان کے اسمائے مبارکہ بھی آسمان سے نازل ہوئے تھے کیونکہ جب ہم ان اسمائے مبارکہ میں پوشیدہ اسرار ڈھونڈتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے اسمائے مبارکہ ہی میں ان کی پوری حیات طیبہ کی داستان موجود ہے اور ان کے جملہ فضائل و واقعات کا ذکر اسمائے مبارکہ کی اشاراتی زبان میں مرقوم ہے آیئے اس پہ بھی ایک نظر کرتے چلیں

دیکھئے معظّمۂ دوراں صلوات اللہ علیہا کے کئی اسمائے مبارک ہیں مگر مرکزی اسمائے مبارک دو ہیں۔ایک وہ اسم مبارک ہے کہ جو والدین نے روم میں ان کے ظہورِ اجلال کے وقت رکھا دوسرا وہ نام پاک ہے جو انہیں خانۂ توحید و رسالت میں دیا گیا

پہلا نام پاک جو والدین نے رکھا وہ تھا..... جناب ملیکہ صلوات اللہ علیہا

اب ہم ان اسمائے مبارکہ کے اندر جو فضائل و نکات پوشیدہ ہیں ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ گفتگو کریں گے

(1)

جب ہم لفظ ملیک کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اسمِ مبارک ملیک بروزن فعیل کریم رحیم بصیر خبیر ہے اور اسم فعیل کی تعریف یہ ہے کہ اس میں دو صفات پائے جاتے ہیں ایک تو یہ صفت کا فاعل بھی ہوتا ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت کا معطی بھی ہوتا ہے جیسے خالق کریم ہے

تو وہ کرم کی صفت سے خود متصف بھی ہے اور صاحبِ کرم بنا تا بھی ہے اسی طرح وہ بصیر ہے تو خود صفت بصیرت کا حامل بھی ہے اور صاحبِ بصیرت بنا تا بھی ہے اسی طرح اسم ملیک ہے اور ملیک کے معنی ہیں متصرف بالامور اور اس میں ''ہ'' تانیثیہ ہے جس کے معنی ہیں متصرف بالامور مستور یعنی وہ خود بھی متصرف بالامور ہیں اور جسے چاہیں متصرف بالامور بنا بھی سکتی ہیں جیسا کہ قرآنِ مقدس میں ارشاد ہے

ان المتقین فی جنت و نھر فی مقعد صدق عند ملیك المقتدر سورہ القمر 55

یہ آیت شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے منتظرین کے بارے میں ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی دوسری آیت کی تفسیر میں ہے کہ متقین وہ لوگ ہیں جو غیب (امام غائبؑ) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس آیت میں ملیک مقتدر شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور ان کے سنہری دور میں متقین کے منابر باغات میں آراستہ ہوں گے اور جو مومن جہاں بھی ہوگا وہ اپنے شہنشاہ کی زیارت سے مشرف رہے گا اور وہ شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف خود بھی صاحبِ اقتدار ہیں اور عبادِ صالحین کو بھی زمین کا وارث بنائیں گے۔

ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا اسم مبارک ملیکہ صلوات اللہ علیہا ہے اور انہی کی وجہ سے ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام پاک بھی ملیکِ مقتدر ہے یعنی صاحبِ قدرت وجلال شہنشاہ اور والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں تو صاحبہ قدرت وجلال شہزادی صلوات اللہ علیہا۔ ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ان کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہیں صاحب اقتدار متصرف بالامور بنا دیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسے بھی ملکِ الٰہی میں سے حصہ ملے گا انہیں کی پاک نعلین کے صدقے ملے گا جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت الٰہیہ کا ظہور ہوگا تو کسی کو جو حصہ ملے گا انہی کی وجہ سے ملے گا

www.jamanshah.com

نمبر(2) اگر ہم ان کے اسمائے مبارکہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کے اسمائے گرامی میں ہمیں ان کی پاک ذات کی مکمل تفسیر وتشریح بھی ملتی ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کے دائرے کا مرکز ان کے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف ہی نظر آتے ہیں یعنی دونوں اسمائے مبارکہ میں یہ لختِ جگر سے مسلسل متصل نظر آتی ہیں اور لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف ان سے متصل نظر آتے ہیں۔

عربی حروفِ تہجی کے جو تشریحات موجود ہیں ان میں یہ ہے کہ یہ حروف علامتی ہیں مثلاً (ج) جسے عبرانی میں جمل کہتے ہیں اور جمل کے معنی ہیں ناقہ جیم کا سر اونٹنی کی گردن سے مشابہ ہے اور نقطہ اونٹنی کے بچے کی علامت کے طور پر لایا گیا ہے یا بعض لوگوں نے نقطہ اونٹنی کا مالک بتایا ہے جو اس کی گردن پر سوار ہے اسی طرح (ش) کو عبرانی میں شجر کہتے ہیں شین کا سر درخت کی تین شاخیں ہیں اور تین نقطے اس پر اڑنے والے تین پرندے ہیں اسی طرح (ب) کو بیت کہتے ہیں یعنی 'با، ایک گھر ہے اور نقطہ اس گھر کا مالک ہے جب ہم ان کے دونوں اسمائے مبارکہ پہ نگاہ کرتے ہیں تو یہ بات نظر آتی ہے کہ ان دونوں میں دو دو نقطے ہیں اور نقطے اولاد کی علامت بھی مانے جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسمائے مبارکہ سے ہی ثابت ہے کہ ازل سے ان کی آغوشِ عاطفت میں دو پھول ڈالے گئے تھے یعنی ان کی گود کی زینت دو اولادیں ہوں گی۔

نمبر(3)

ان کے نام پاک کا پہلا حرف (میم) ہے اگر میم ہی کو دیکھا جائے تو اس کی آغوش میں بھی دو نقطے ہیں اور اس میں بھی دو اولادوں کی طرف اشارہ موجود ہے۔

نمبر(4)

میم سے یہ راز بھی منکشف ہوتا ہے کہ نور اول جو ذات الٰہی سے مشتق ہوا تھا اس کا ازل میں جو نام پاک تھا وہ تھا محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اسی کے حرف اول کو ان کے نام

www.jamanshah.com

پاک کا سرِ حرف اور سر تاج بنا کر بتایا گیا ہے کہ ان کے سر تاج کا تعلق اسی نورِ وحدت سے ہو گا۔

نمبر(5)

آپ دیکھیں ان کے والدین نے ان کا جو نام پاک رکھا اس کے پانچ حرف ہیں علم الاعداد کے لحاظ سے ا= میم ۲ =لام ۳ =یائے ۴ = کاف ۵ =ہا

اس سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ ان کی ذات میں انوارِ خمسہ نجبا علیہم الصلوات والسلام کا اجتماع ہوگا اور ان کا کلی سرمایہ ان کی آغوش میں جلوہ پذیر ہوگا۔

نمبر(6)

یہ بھی عجیب بات ہے کہ دونوں اسمائے مبارک میں دو دو نقطے ہیں جو نام پاک روم میں ملا اس میں بھی دو نقطے ہیں اور جو نام خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے ملا اس میں بھی دو نقطے ہیں یعنی دونوں اسماء مبارک میں دو اولادوں کی طرف اشارہ موجود ہے۔

نمبر(7)

جو نام خاندان پاک صلوات الله علیهم اجمعین نے دیا وہ تھا جناب (ن ر ج س) صلوات الله علیها یعنی جو نام اقدس خاندان پاک صلوات الله علیهم اجمعین نے دیا ہے اس کا پہلا حرف ہی نقطے والا ہے اور وہ ہے (نون) اس پہلے حرف ''نون'' میں بھی دو نقطے ہیں ..... وہاں بھی لفظ ''میم'' کے دو نقطے اور یہاں نون کے دو نقطے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شاخ طوبیٰ پہ صرف دو پھول کھلیں گے

نمبر(8)

جو اسم مبارک پاک خاندان صلوات الله علیهم اجمعین نے دیا اس کا پہلا حرف ہی نقطے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا حرف خالی ہے اور پھر تیسرا حرف نقطے والا ہے مگر پہلا نقطہ

www.jamanshah.com

اوپر ہے اور دوسرا نقطہ نیچے ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ نقطہ اولاد کی علامت بھی ہے لیکن اوپر والا نقطہ اولاد ذکور کی علامت ہے یعنی فرزند کی علامت اور نیچے والا نقطہ پاک دختر صلوات الله علیها کی نشاندہی کرتا ہے اس سے دو باتیں سامنے آتی ہیں کہ اوپر والا نقطہ ایک ہی ہے یعنی ایک ہی لختِ جگر ہے نیچے والا نقطہ بھی ایک ہی ہے یعنی دختر پاک بھی ایک ہی ہیں۔ ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پاک فرزند ہوگا اور دختر پاک بعد میں ظہور فرمائیں گی اور یہ بھی ہے کہ ان کے پاک فرزند اظہر من الشمس ہوں گے اور شہزادی پاک صلوات الله علیها پردۂ وحدت میں مخفی ہوں گی اور ان کا مقام اخفی من الاسرار ہوگا اسی لئے جب فرزند کا ظہور ہوگا تو ہر کوئی یہی کہے گا کہ ہم نے ان کی زیارت کی ہوئی ہے اور پاک شہزادی صلوات الله علیها کے بارے میں اہل بیت اطہار کے بغیر کوئی دعویٰ ہی نہیں کر سکے گا کہ ہم نے ان کی زیارت کی ہوئی ہے اور نہ کوئی بعد میں ان کے علاوہ کبھی زیارت کر سکے گا۔

نمبر(9)

نقطہ اول حرف اول پر موجود ہے گویا یہ بتا رہا ہے کہ اگرچہ میں اس نام کا حصہ ہوں مگر ہوں اس نام پاک سے پہلے، یہ مت سمجھنا کہ میں ان کے بعد کا ہوں بلکہ ہم اس نام کا حصہ ہونے کے باوجود اس سے بہت پہلے کے ہیں ہم ان سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ان کی اولیت ہیں اور یہ ہمارا آخر ہیں۔

نمبر(10)

اس اسم مبارک کا حرف اول نون ہے اور اس نون پر ایک نقطہ ہے جو بتا رہا ہے کہ روز اول سے ہم نے اس نون کی آغوش کی زینت بننا پسند فرمایا تھا اور نون کی آغوش کو اس طرح زینت دی تھی کہ خالق کائنات کو جھوم کر بے ساختہ قسمیں کھانا پڑیں ن و القلم یہ نون بھی عام نون نہیں یہ نون سرتاج نور ہے اور نقطہ اس کی آغوش کی زینت

بناتو نور علیٰ نور کا اظہار ہوگا۔

نمبر(11)

حرف اول کا نقطہ بتا رہا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ میں اس اسمِ حسنیٰ کا ایک حصہ ہوں مگر ذرا غور سے دیکھو میں اس کا حصہ ہونے کے باوجود اس اسم سے بلند ہوں میں نقطۂ نورِ اولیت ہوں مگر آغوشِ نونِ مادرِ گرامی میں جلوہ آرا ہوا ہوں اس بات پہ غور کرو کہ ہم جدا بھی ہیں اور ایک بھی ہیں نون کا حصہ بھی ہیں اور نون سے جدا بھی ہیں۔

نمبر(12)

یہ حرفِ اول کا نقطہ اس راز کو بھی منکشف کرتا ہے کہ ہم نے نون کی آغوش کو زینت دی ضرور ہے مگر دنیا کا کوئی عقلمند نون کے نقطے کو نون کا بیٹا نہیں کہہ سکتا ہمارے درمیان رشتے جنم نہیں لیتے ہم اعزاز بخشتے ہیں دنیاوی اور بشری تصورات کی آلودگی سے ازل سے پاک ہیں ہمارے مابین کوئی دنیاوی مادی رشتہ جوڑنے کی کوشش نہ کرنا ہم ان تعینات سے اجل وارفع وماوریٰ ہیں۔

نمبر(13)

نون کا نقطہ یہ راز بھی کھولتا ہے کہ میں اس نون کا ایسا جزو ہوں کہ جس کے بغیر نون کا وجود مکمل نہیں اگر نون کی آغوش سے ہمیں وقت جدا کر دے تو نون کا وجود دنیا میں باقی نہ رہے میں ان کی وجہِ بقا ہوں میری جدائی کے بعد نون دنیا پر باقی نہ رہے گی اور میرے دم سے نون کی بقا ہے اور میں اس کا ایسا جزو ہوں جس کے بغیر یہ کل باقی نہیں رہ سکتا تاریخ میں جھانک کر دیکھیں جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت اختیار فرمائی تو ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے بھی پردہ غیبت الٰہی میں خود کو غائب فرما لیا۔

www.jamanshah.com

نمبر(14)

نون کے نقطہ میں یہ راز بھی ہے کہ یہ حرف اول پر جلوہ گر ہو کر بتاتا ہے کہ ہم اس نون کے دربان بھی ہیں اور محافظ بھی ہیں کیونکہ جو بھی نام لکھنا چاہے گا اسے سب سے پہلے ہمارے امر سے گزرنا ہوگا ہماری اجازت کے بغیر اس نام پاک کو چھونا بھی، لکھنا بھی، اور زبان پر لانا بھی جائز نہیں ہے ہم اس نام پاک کے در پہ چوکیداری کر رہے ہیں اور شرفا اپنی عزت کی چوکیداری پر فخر کرتے ہیں اور ہمیں یہ فخر ہے کہ ہم نون کے چوکیدار ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ہماری چوکیداری کرتے ہیں مگر ہم اس کے در کے چوکیدار ہیں اس سے خود اندازہ لگاؤ کہ اس معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی عزت وعظمت کیا ہے؟

نمبر(15)

اس میں ایک راز یہ بھی ہے کہ جب یہ نام لیا جائے تو پہلے یہ نقطے والا حرف زبان پر آتا ہے اور آگاہ فرماتا ہے کہ آگے حدِ ادب ہے اگر ان کی ذات کو سمجھنا چاہو تو پہلے ہمیں سمجھ کر دکھاؤ پھر انہیں سمجھنے کی سعی لاحاصل کرنا، دوسری بات یہ کہ جب تک ہم اجازت نہ دیں اس نام پاک کو تلاوت کرنے کی جرات کوئی نبی بھی نہیں کرسکتا تو گندی نالی کا کیڑا کیوں جرات کر رہا ہے تمہیں نہیں معلوم کہ ان کے اسمِ ذات کے در کے ہم نگران ہیں یہاں تو عقول انبیاء علیہم السلام کو داخلے کی اجازت اور جرات نہیں تو کس باغ کی مولی ہے؟

نمبر(16)

اس نام پاک میں ایک اور راز بھی ہے کہ پہلا حرف ہی زبر والا ہے اور اس پر موجود زبر اعلان کر رہی ہے کہ اس نقطے کو کوئی زیر کر ہی نہیں سکتا یہ آج سے نہیں ازل سے زبر ہے اور جب حجابِ غیبت سے باہر قدم رکھیں گے تو پوری دنیا زیرِ قدم ہوگی انبیاء ماسلف علیہم السلام جناب آدم علیہ السلام سے آخری تک سارے زیرِ سایہ ہوں گے اور ہر دشمن زیرو

زبر ہوگا یہ زبر عام زبر نہیں زبر دست ہے اولین و آخرین کے فراعنہ زیر ہوں گے اور یہ تا ابد زبر ہی رہیں گے۔

نمبر(17)

اس نام پاک کا حرفِ اول نون ہے جس کے مفرد عدد پانچ ہیں گویا اس میں یہ راز ہے کہ ظاہر میں یہ حرف نون ہے مگر یہ حرف نہیں چادرِ تطہیر ہے اور اس کسائے نور میں پورے پنج تن پاک علیہم الصلوات والسلام کا جلوہ ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ حدیث کسا کو ان پانچ ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام تک محدود نہ سمجھو اس کا دائرہ آخری جناب تک پھیلا ہوا ہے اور یہ بھی مالک تطہیر ہیں ملکہ تطہیر ہیں۔

نمبر(18)

جو نام پاک والدین نے رکھا اس کے حروف بھی پانچ ہیں یعنی (م ل ی ک ہ) کے حروف بھی پانچ ہیں اور اس کو علیحدہ علیحدہ لکھیں تو اس میں نقطے بھی پانچ ہیں (میم لام یا کاف ہا) اور جو نام پاک گھر اطہر میں ملا اس کے حرفِ اول (نون) کے عدد بھی پانچ ہیں اس میں یہ راز بھی ہے کہ اس ذات پاک کے ظاہر بھی پنج تن پاک ہیں اور باطن بھی پنج تن پاک علیہم الصلوات والسلام ہیں ان کا اول بھی اور آخر بھی وہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا اس زمانہ حاضر کی نائبِ سیدہ پاک صلوات اللہ علیہا تھیں وہ ان کی نعلین اٹھانا فخر کیوں سمجھتیں؟ ظاہراً یہ غیر تھیں اور ان کا خون کا رشتہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے کوئی نہ تھا مگر اس غیریت پر قربان کہ جو جملہ قربتوں سے بڑھ گئی سارے اعزازات اپنی آغوش میں بھر لئے۔

www.jamanshah.com

نمبر(19)

مکمل نام پاک کے اعداد 313 بنتے ہیں

313 = 60 + 3 + 200 + 50 یہ نام پاک کے اعداد ان کے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کو اتنے محبوب ہیں کہ اپنے اصحابِ خاص کی تعداد بھی اتنی ہی مقرر فرمادی کہ جب بھی وہ نصرت کریں تو ان میں مامتا کا جذبہ بھر جائے اور ساتھ ہی ان کو دیکھ کر والدہ پاک صلوات الله عليها کی یاد تازہ ہوتی رہے اس لئے اصحاب کی تعداد کو ان کے نام پاک کے اعداد پر ہی قائم کر دیا نہ ایک کم نہ ایک زیادہ گویا یہ بھی ان کی عظمت کی ایک دلیل ہوں گے۔

نمبر(20)

یہ تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے اسم مبارک کے عدد تین سو تیرہ ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ نے اس عدد کو اتنی اہمیت بخشی ہے کہ روز اول سے جب اللہ نے کوئی اہم جماعت بنائی ہے اس کی تعداد کو تین سو تیرہ ہی میں محدود رکھا ہے جیسا کہ

جناب یوشع بن نون علیہ السلام کے اصحاب حق کی تعداد تین سو تیرہ

جناب موسیٰ علیہ السلام کے خواص کی تعداد تین سو تیرہ

جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تین سو تیرہ

جناب ابراہیم علیہ السلام کے حران میں جنگی ساتھی تین سو تیرہ

شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب بدر تین سو تیرہ

واقعہ کربلا کے ضمن میں شہید ہونے والوں کی کل تعداد تین سو تیرہ جو کربلا میں شہید ہوئے ان کی تعداد ایک سو چوالیس تھی ایک سو دس جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلوات و السلام کی معیت میں ان کی نصرت کرتے ہوئے شہید ہوئے 59 افراد واقعہ کربلا کے بعد پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوات الله عليهم کی نصرت میں کربلا سے شام تک شہید ہوئے۔

یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسم مبارک کے اعداد 59 ہیں اوران شہیدوں کی تعداد بھی یہی ہے تو اس سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پاک پردہ داران توحید ورسالت صلوات اللہ علیہم کی نصرت کرنے والوں کے پیچھے ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا نور کارفرما تھا،

میں عرض کررہا تھا کہ اللہ جل جلالہ نے شہدائے کربلا علیہم الصلوات والسلام جیسی اہم جماعت کی تعداد 313 رکھی ہے اسی سے آپ اندازہ لگالیں کہ اللہ نے اہل حق کی اہم ترین جماعت کی تعداد کو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے اسم مبارک کے اعداد کے برابر رکھا ہے تاکہ ان کا نام پاک ہی ان کی صداقت اور حقانیت پر ایک دلیل بن جائے۔

نمبر(21)

نام کے اعداد تین سو تیرہ ہیں تو اس سے یہ بھی احتمال حق ہوسکتا ہے کہ خود معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت کرنے والوں کی تعداد اپنے نام پاک کے ہم عدد خود رکھوائی ہو تاکہ لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت میں ان کا حصہ بھی شامل رہے بظاہر اصحاب مصروفِ نصرت ہوں دراصل ماں کی مامتا اپنے لعل کی حفاظت میں مصروف ہو۔

نمبر(22)

یہ راز بھی ہوسکتا ہے کہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنا نام پاک ہی ایسا پسند کیا ہو کہ جن کے اعداد شہنشاہ بیٹےؑ کے ناصرین کی تعداد کے برابر ہو یعنی انہیں اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے انصار اتنے پیارے اور محبوب ہوں کہ ان کی تعداد کو اپنے نام پاک کی آغوش میں سمولیا ہو اپنے نورِ نظر کے جاں نثاروں کو بھی اپنی مامتا کی رحمت کا حصہ بنالیا ہو یہ بھی تو ان کی رحمت سے اور شفقتِ مادری سے بعید نہیں ہے۔

نمبر(23)

313اعداد کا اگر مفرد عدد بنایا جائے تو سات بنتا ہے 3 + 1 + 3 = 7ادھر چہاردہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ میں سے تقرار کو ختم کر دیا جائے یعنی جو اسم بار بار پسند فرمائے گئے انہیں دوبارہ شمار نہ کیا جائے تو ان کی تعداد بھی سات بنتی ہے،

(۱) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

(۲) علیؑ علیہ الصلوات والسلام

(۳) حسنؑ علیہ الصلوات والسلام

(۴) حسینؑ علیہ الصلوات والسلام

(۵) جعفرؑ علیہ الصلوات والسلام

(۶) موسیٰ علیہ الصلوات والسلام

(۷) ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا

دوسری طرف شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے نام پاک کے مفرد اعداد سات ہیں اور اللہ نے چہادہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں فرمایا ہے

سبعا من المثانی و قرآن العظیم یعنی سات دہرائے ہوئے اسمائے مبارکہ ہی کائنات اور قرآن کے مرکز ہیں اس سے تو ثابت ہوا کہ ان کے باطن میں ایک حجت جلوہ آرا نہیں پورے چودہ کے چودہ موجود ہیں اور ان کے انوار کا ان میں ازل سے ظہور ہے اور یہ ایک طرح سے چودہ پاک علیہم الصلوات والسلام کے مرکزِ کلی یعنی شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نور کی امین ہیں اور ان جناب کی ذات میں چودہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے انوار جمع ہیں اور وہ جناب اپنے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے جامع ہیں سبعا من الثانی کی مزید تشریح و تفسیر کیلئے تفسیر صافی ملاحظہ فرمائیں۔

www.jamanshah.com

نمبر(24)

ان کے نام پاک کے اعداد 313 ہیں اگر غور سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے ان اعداد کو الٹایا نہیں جاسکتا جیسے قرآن پاک میں ہے ربك فكبر ان کے حروف کو جس طرف سے بھی پڑھو یا لکھو ویسے کے ویسے رہتے ہیں اس کو علمِ ادب کی اصطلاح میں صنعت مستوی مقلوب العددی'' کہا جاتا ہے

اس ترتیب میں یہ راز ہے کہ کوئی یہ نہ سوچے کہ ادھر تھے یا ادھر سے آئے بلکہ یہ روم میں ہوں یا سرمن میں ہر جگہ مرکزِ کمال وحدانیت بن کر رہے یہ نہ سمجھیں کہ پہلے اور دین کے امین تھے یہاں اور دین ملا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی مکانیت میں فرق ضرور آیا ہے مگر مقام میں یک سرمو فرق نہیں آیا ان کا ازل اور ابد بلاتغیر وتبدیل ہے۔

نمبر(25)

اگر ہم ان کے دونوں اسمائے مبارک کے اعداد یکجا کر دیں تو وہ چار سو اٹھارہ 418 عدد بنتے ہیں اگر چار سو اٹھارہ سے حرف ذات بناؤ تو حرف ''وحدت'' ذات بنتا ہے،

و= 6+ح= 8+د= 4+ت =400 کل عدد 418

یعنی وحدت ان کا حرف ذات ہے

اب یہ اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے کہ ان کی خاندان پاک علیہم الصلوات و السلام سے وحدت مانیں یا وحدانیۃ الکبریٰ سے وحدت مانیں یا عین وحدت مانیں کیونکہ محبت اور عقیدے کی حد نہیں ہوتی اس میں بھی کوئی روک نہیں لگانا چاہتا۔

نمبر(26)

ماہرین علمِ جفر جانتے ہیں کہ ہر انسان کے نام کے باطن میں ایک اسم الٰہی موجود ہوتا ہے اسے معلوم کرنے کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسان کے نام کے اعداد کے برابر اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے وہ اسم تلاشا جائے جس کے اعداد اس کے نام کے

برابر ہوں اور جو اسم ایسا مل جائے وہی اس آدمی کیلئے اسم اعظم مانا جاتا ہے، ماضی میں اللہ کے چار سو چالیس اسما مانے جاتے تھے اگر ان چار سو چالیس اسمائے حسنیٰ میں سے ہم اس جفری کلیے سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے اسم مبارک کا اسم اعظم تلاش کریں تو ان کا اسم اعظم یعنی باطنِ ذات یا تہہ ذات کا رفرما نام دیکھیں تو نام ملتا ہے۔

''رب الاعلیٰ''

ہم جب ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے القاب میں غور کرتے ہیں تو ہمیں ان کا ایک نام پاک ملتا ہے۔ ''رب الارض عجل اللہ فرجہ الشریف''

وَ اَشرَقَتِ الاَرضِ بِنُورِ رَبِّهَا کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت کے مصداق شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں یعنی بیٹا کون ہے؟ رب الارض عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کی تربیت فرما کر والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو نام پاک ملا ہے رب الاعلیٰ، کیونکہ قرآن پاک میں والدین کو بوجہ تربیت رب کہا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

قُل رَّبِّ ارحَم هُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرَا ، اے لوگو آپ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دعا کریں اے میرے رب حقیقی میرے ان دونوں ربوں پر اسی طرح رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن پر رحم کیا تھا، اب جو عام آدمی کی تربیت کرے وہ عام رب ہے مگر جو رب الارض کی تربیت کرے اور اس کی مربی ہوں ان کا اسم اعظم رب الاعلیٰ صلوات اللہ علیہا ہی ہونا مناسب تھا۔

نمبر (27)

اس نام پاک کے اعداد کے پردے میں یہ راز بھی ہے کہ ان کے نام پاک کے اعداد کو اگر عبارت میں بدلا جائے اس طرح ہوگا،

کل عدد= 313 ان میں سے 3=ج 10=ی 300=ش=جیش

لفظ جیش عربی میں عسکر کے ہم معنی مانا جاتا ہے یعنی اس کے معنی ہیں لشکر یا عسکر اب یہاں یہ

www.jamanshah.com

بیان کرنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ ان کے پاک سرتاج کا نام پاک ہے، یہی اس نام پاک کی خصوصیت ہے کہ اس میں سارے راز چھپے ہوئے ہیں اور اس نام پاک ہی سے ان کی ذات پاک کے سارے کوائف معلوم ہو جاتے ہیں اس بات سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی روزِ ازل کا فیصلہ تھا کہ یہ اپنے سرتاج سے اس درجہ متصل ہیں کہ ان کا پاک سرتاج ان کا باطن ہے اور یہ اپنے سرتاج کا ظاہر ہیں یہی تو اس پاک خاندان کی وحدت ہے کہ جس ذات کے اسرار کے پردے ان کے رخِ ظاہریت سے ہٹ جائیں تو ان کے مابین دوئی کا تصور معدوم ہو جاتا ہے اور ان کے مابین ایک کلی وحدت نظر آتی ہے جیسے ایک آدمی ایک ہزار کے عدد کی صفریں ہٹاتا چلا جاتا ہے تو اس کے باطن میں صرف ایک (احد) ہی ملتا ہے کیونکہ صفر تو لاشئے ہوتی ہے اسے عدد کوئی نہیں کہتا اس طرح ان کے جتنے روپ ہیں وہ ایک کے ہندسے کی صفریں ہیں۔

نمبر(28)

اگر ان کے نام پاک کے حروف کی تعداد دیکھیں تو وہ چار ہیں اس چار کے عدد میں ان کے پاک خاندان کے افراد کی تعداد کا اشارہ ہے کہ ان کے افرادِ خانہ کی تعداد ہی چار ہوگی جیسا کے ہر کوئی جانتا ہے کہ ایک خود ایک پاک سرتاج ایک پاک شہزادہ عجل الله فرجه الشريف ایک پاک شہزادی صلوات الله عليها جو شہر حلے کی ملکہ ہیں۔

نمبر(29)

اس نام کا جو دوسرا نقطہ ہے وہ نام پاک کے نیچے ہے اس کے نیچے زیر ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ ایک شہزادی صلوات الله عليها کی علامت ہے کہ جو زیرِ نقابِ وحدت رہیں گی اور وہ اس طرح زیرِ نقابِ وحدت ہیں کہ ان کے حالاتِ طیبہ سے اہلِ خانہ کے علاوہ کوئی آشنا ہی نہیں۔

www.jamanshah.com

نمبر(30)

ان کے لختِ جگر کا ایک نام پاک وہ ہے جس کے بارے میں کتبِ غیبت میں ایک علیحدہ باب نهی عن التسميه کے عنوان سے قائم کیا جاتا ہے جس نام کی محفلوں میں تلاوت کرنے کی منع ہے بلکہ اس شخص پر معصومین صلوات اللہ علیہا کی طرف سے اور توقیع مبارک میں لعنت صادر ہوئی ہے وہ نام پاک ہے (م ح م د) عجل الله فرجه الشريف اگر اس نام کے اعداد کو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے نام پاک کے اعداد میں شامل کر دیا جائے تو یہ مل کر چار سو آٹھ عدد بنتے ہیں اب اگر ان اعداد کا اسم الٰہی بنایا جائے تو بنتا ہے، ''قادرِ مطلق'' یعنی یہ ظاہر میں جتنے مظلوم کیوں نہ ہوں مگر ہیں قادرِ مطلق کے مظہرِ حقیقی اس سے ظاہر ہے کہ ان کا صبر اختیاری ہے اور یہ بھی ہے کہ صبر وہی قابلِ تحسین ہوتا ہے جو انتقام کی قدرت کے باوجود کیا جائے یہ قدرتِ کاملہ کے باوجود صبرِ خداوندی کا مظاہرہ فرماتے ہیں مجبور نہیں ہیں، ان کے صبر سے کوئی ان کے عجز پر دلیل لانے کی کوشش نہ کرے۔

نمبر(31)

نام پاک کے پہلے حرف 'ن'' میں ایک اور لطیف اشارہ بھی ہے

عربی میں نون کا حرف جب کسی مصدر کے کسی صیغے سے پہلے لگا ہو تو جمع متکلم کی علامت مانا جاتا ہے جیسے نضرب نعلم نحسب نعيد وغیرہ اور اسی طرح اس نام پاک میں بھی نون کا حرف پہلے ہی ہے جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ ذات بھی کلنا واحد کے دائرے میں آجاتی ہے ان کی ذات پاک میں پورا خاندان پاک عجل الله فرجهم الشريف سمایا ہوا ہے۔

نمبر(32)

دوستو جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ ان کے اسما الحسنٰی کا حرفِ اول نون ہے اور یہ نون اللہ جل جلالہ کو اتنی عزیز و محبوب ہے کہ اس نے قلم سے بھی پہلے نون کی قسم کھائی اور کوئی بھی جب قسم کھاتا ہے تو اپنی کسی محبوب چیز ہی کی کھاتا ہے اور اللہ فرماتا ہے

www.jamanshah.com

ن والقلم مجھے نون اور قلم کی قسم

نمبر(33)

یہاں ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں وہ یہ ہے اگر کسی آدمی کے سر میں درد ہو اور کوئی آدمی باوضو ہو کر پانچ مرتبہ ملکہ عالمین سیدۃ الزمان صلوات الله علیها پر صلوات پڑھنے کے بعد اس کی پیشانی پر پانچ مرتبہ انگشتِ شہادت سے لکھے ن ن ن ن ن تو اس آدمی کے سر کا درد ختم ہو جائے گا یہ مجرب ہے

(34)

اس نام پاک کے معنی دو طرح کے ہیں نام پاک کا ایک مطلب ہے گلِ نرگس جو ہمیشہ آنکھوں کے حسن کے استعاروں اور تشبیہوں میں استعمال ہوتا ہے

یہ بھی ہے کہ آنکھ کا نور اولاد کو کہا جاتا ہے یعنی ان کا نور ان کے حقیقی لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف ہیں اور وہی ان کی آنکھوں کے نور ہیں مگر وہ حقیقتاً اللہ کا نور ہیں۔

(35)

ایک اور طرف بھی اشارہ ہوتا ہے کہ آنکھ ہی سے انتظار کا تعلق ہوتا ہے اور ان کے نام پاک میں ہی چشمِ انتظار کا تصور موجود ہے اور سب سے شدید انتظار انہی کا ہے کیونکہ محبت میں ماں سے کوئی نہیں بڑھ سکتا اسی لئے ان جیسا منتظر بھی کوئی نہیں ہوسکتا اور پھر ایک دو دن کا نہیں صدیوں کا انتظار ہے جب صورت یہ ہو تو پھر کیسے یہ انتظار جزوِ ذات نہ بن جائے؟

نمبر(36)

دوسرے معنی اس طرح کے ہیں کہ نون اول کو جمع متکلم کی علامت قرار دیا جائے اور ان کے نام پاک کو رَجَسَ کے مصدر سے مانا جائے جو بروزنِ ضرب لغت میں موجود ہے اس کے معنی ہیں جوش وجلال سے گرجنا جیسا کہ

رجس السماء آسمان پہ بادل گرجا

www.jamanshah.com

رجس البعیر اونٹ جوش غضب سے بلبلایا
رجس البحر سمندر کا پانی جوش سے گرج کر ابھرا
اسی طرح سمندر کو رجاس بھی کہتے ہیں یعنی بہت گرجنے والا
رجس فلا نا عن الامر ڈانٹ کر کسی کو کسی کام سے روکنا
جب اس نام پاک کو مضارع میں جمع متکلم کی صورت میں لائیں گے تو یہی نام پاک بنے گا یعنی (ن رج س)
اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ مضارع کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر اپلائی Apply ہوتا ہے تو اس طرح اس کے معنی ہوں گے ہم پہلے بھی ڈانٹ کر روکتے رہے ہیں اور اب بھی روکے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی روکتے رہیں گے اور یہی ان کی حیاتِ طیبہ کا اہم حصہ ہے کہ جب بھی جہاں بھی کسی نے حدودِ ادب کو توڑنے کی کوشش کی ہے ایک مہیب گرج دار آواز آئی اور جسارت کرنے والے کے اعصاب مضمحل ہو گئے تین مرتبہ عقد کا اہتمام ہوا ایک گرج دار آواز آئی چالیس سیڑھیوں والا تخت زمین بوس ہو گیا اساقفہ غش کھا کر منہ کے بل زمین پر گرے یہ وہی گرج دار آواز ہے جسے خالق نے قیامت کا سرچشمہ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے فانما ھی زجرہ واحدہ فاذا ھم ینظرون مخلوق کو قبروں سے نکالنے کے لئے زیادہ محنت نہ کرنا پڑے گی بس ایک ہی ڈانٹ پڑے گی اور سارا کچھ درست ہو جائے گا اور یہ ڈانٹ کس کی ہو گی یہ بتانے کی اب ضرورت ہی نہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ جب انہوں نے دنیا میں آنکھ کھولی اسی دن سے اللہ کا نظام حفاظت ان کیلئے متحرک (Active) ہو گیا اور ہر مرحلے میں ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف نے ان کی مکمل حفاظت کی اور جہاں بھی خلاف شان کوئی بات نظر آئی فوراً ایسی گرج دار آواز آئی کہ سامعین کے ہوش اڑ گئے

www.jamanshah.com

کیونکہ ان کے اسم مبارک کے سات عدد بنتے ہیں اوران کے لختِ جگر کے حقیقی نام پاک کے عدد 2 بنتے ہیں اس طرح یہ ملا کر 9 بنتے ہیں اور یہی 9 کا عدد ملکہ ءِ فدک سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کا عدد بنتا ہے جو کہ دونوں ماں بیٹے کا مجموعہ اصل ہے اس لیے میں نے 36 نکات پیش کئے جن کا مفرد عدد بھی 9 ہی بنتا ہے اس لئے انہی پر اکتفیٰ کرتا ہوں

ملکہ عالمین سیدۃ الزمان صلوات اللہ علیہا کا ایک لقب ہے، جنابِ صقیل صلوات اللہ علیہا یہ سارے عربی دان جانتے ہیں کہ صقل کے معنی چمکانا پالش کرنا وغیرہ کے ہوتے ہیں اور لفظ صقیل بروزنِ فعیل ہے جیسے کریم صاحب کرم رحیم رحم..... فعیل کی یہ صفت ہے کہ یہ ایک طرف موصوف بھی ہوتا ہے اور وہ اس صفت کا معطی بخشنے والا بھی ہوتا ہے جیسا کہ کریم وہ ہوتا ہے اور جو خود بھی صاحبِ کرم ہو اور دوسرے کو بھی صاحبِ کرم بنا سکے اسی طرح رحیم وہ ہوتا ہے جو خود بھی صاحبِ رحم ہو اور دوسرے کو بھی اس صفت کا حامل بنا سکے ،جیسا کہ اللہ جل جلالہ خود رحیم ہے اور دوسروں کو بھی رحم کی صفت اسی نے عطا فرمائی ہے اسی طرح انہیں جو لقب ملا ہے وہ ہے صیقل صلوات اللہ علیہا یعنی درخشاں، روشن، چمکنے والی ذات ،ایک طرف تو یہ خود نورانی تھیں ساتھ ان کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ ان کے نور سے پورا عالم دمک اٹھتا تھا جس وقت یہ مہیائے نمازِ شب ہوتی تھیں تو اس وقت ان کی جبینِ مبین کے نور سے سارا شہر روشن ہو جاتا تھا اور آسمان تک ایک چاندنی سی چھا جاتی تھی۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

واقعہ عُقد در روم

احباب گرامی

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ جس سال ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی آمد ہوئی اسی سال ملکہ تھیوڈورا کی حکومت ختم ہوئی اور ان کے چچا قیصر میخائیل بن نوفل کی حکومت قائم ہوگئی اس طرح تیرہ سال گزر گئے اس دوران ملک روم اور بنی عباس کی حکومت میں متعدد جنگیں ہوئیں جن کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ان کا ذکر کرنا بھی ضروری نہیں ہے جو شخص ان جنگوں کے حالات دیکھنا چاہے وہ تاریخ ابن خلدون وطبری وغیرہ دیکھ سکتا ہے یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ قیصر روم میخائیل کوئی مدبر حاکم نہ تھا بلکہ وہ بھی ان بادشاہوں کی طرح تھا جو اپنے گرد عقل منداور مدبر لوگوں کو جمع کر لیتے ہیں اور ان کے ذریعے حکومت چلاتے ہیں اسی طرح قیصر روم میخائل بن نوفل کا ایک سوتیلا ماموں تھا جسکا نام تھا برداس (بطرناس) یہ بہت شاطر اور ذہین انسان تھا اسی لئے قیصر روم نے اسے اپنا سب کچھ بنا رکھا تھا اور زیادہ تر حکومت وہی چلاتا تھا اور قیصر کی حکومت کی کامیابی میں اس کا بڑا ہاتھ تھا جیسا کہ نصر بن الازھر اشیعی کی روایت سے ثابت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے متوکل عباسی نے قاصد بنا کر جب قیصر روم کے پاس بھیجا تو میں قسطنطنیہ پہنچا میں نے وہاں اذنِ باریابی طلب کیا تو مجھے قیصر کے سپاہیوں نے دروازے پر روک لیا اور کہا کہ ہمارے درباروں کا اصول ہے کہ اس میں کوئی ٹوپی اور تلوار کے ساتھ اندر نہیں جاسکتا جب انہوں نے یہ بات کی تو میں نے تلوار اور ٹوپی دینے سے انکار کر دیا اس بات پر ہماری ان سے بحث شروع ہوگئی کچھ دیر بعد برداس (بطرناس) باہر آیا اور اس نے کہا کہ یہ یہاں کا اصول ہے تمہیں اس پر عمل

کرنا ہوگا، جب میں نے انکار جاری رکھا اس نے مجھے باہر نکال دیا کچھ دن بعد پھر میں نے کوشش کی کہ کسی طرح قیصر تک پہنچ جاؤں مگر انہوں نے اپنے شرائط کو باقی رکھا اور انہی اصولوں پر اجازت ملی جب میں قصر کے اندر گیا تو میں نے دیکھا دربار میں ایک بہت بڑا تخت لگا ہوا تھا اور اس تخت پر چھوٹا سا ایک اور تخت لگا ہوا تھا اس تخت کے چاروں طرف بطریق [مذہبی سردار] کھڑے ہوئے تھے اور قیصر روم اوپر والے تخت کے ایک کنارے پر لگی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا میرے پاس بہت سے تحائف تھے جو میں نے پیش کئے وہاں میرے جانے سے قبل قیصر نے تین ترجمان مہیا کئے ہوئے تھے جن کے نام تھے مسرور عباسؑ بن سعید جوہری اور سرجوہن، ہماری اس کے ساتھ جتنی گفتگو ہوئی اس میں قیصر روم نے کوئی کلام نہ کی اور صرف سر ہلا کر جواب دیتا رہا اور اس کے کام کا مدبر اس کا سوتیلا ماموں بطرناس تھا اور جتنے معاہدے ہوئے ان پر دستخط برداس (بطرناس) نے ہی کئے، اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ برداس قیصر میخائل کی کمزوری بن چکا تھا۔

جب ہم ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے عقد کے وجوہات پر نظر کرتے ہیں تو اس کے محرکات صرف سیاسی نظر آتے ہیں قیصر روم کو یہ معلوم تھا کہ وہ کتنا کمزور حاکم ہے اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی حکومت مستحکم ہو جائے اور اس عقد سے وہ اپنی حکومت کو استحکام دینا چاہتا تھا

اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اپنی بھتیجی کا عقد برداس کے بیٹے سے کر دے تو اس کی حکومت کو استحکام مل سکتا ہے دوسری طرف برداس کی بھی یہ خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح اقتدار کے تخت میں مستقل حصہ دار بن سکے اور اس نے اپنی بہن ملکہ ندورہ کو جو سابقہ قیصرہ بھی تھی اور وہ اس وقت چرچ میں گوشہ نشین بھی تھی اس میں شامل کیا اور اس عقد سے بہت سے مسائل اور رنجشیں دور کی جا سکتی تھیں سو اس کا پروگرام بن گیا۔

یہاں ایک اشتباہ کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے کتب میں جو روایات

www.jamanshah.com

موجود ہیں ان میں سے ایک روایت ہے جس کے راوی ہیں جناب بشر بن سلیمان النخاس الانصاری ان کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ مجھے معظّمہ کائنات نے فرمایا

ان جدی قیصر اراده ان یزوجنی من ابن اخیه (R_4)

یعنی میرے دادا قیصر نے یہ ارادہ کیا کہ ہماری تزویج اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دے اس روایت میں لفظ جدی کی بجائے حقیقتاً جدتی تھا اور راویوں یا ناقلین میں سے کسی کو اِشتباہ ہوا ہوگا کیونکہ سن 248 ہجری = 863 عیسوی میں جناب یشوعا سلام الله علیه کے والد زندہ نہیں تھے اور ان کا انتقال 227 ہجری = 842 عیسوی میں ہو چکا تھا یعنی اس واقعہ عقد سے اکیس سال قبل وہ فوت ہو چکے تھے کیونکہ واقعہ عقد 248 ہجری کے قریب کا ہے اور اس وقت کے قیصر کی عمر 35 سال تھی اور اس عمر میں کوئی شخص کسی بالغ اولاد کا دادا نہیں بن سکتا ،ساتھ ہی قیصر روم جناب نوفل کے کسی بھائی کا ذکر بھی ہمیں نہیں ملتا کہ جس کے بیٹے سے عقد کا اہتمام کیا گیا ہو اس لئے ہمارے پاس ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ راویوں کا یا ناقلین کا اشتباہ مانیں اور لفظ جدی کے بجائے جدتی تسلیم کریں کیونکہ دادی کا لفظ سگی دادی اور سوتیلی دادی دونوں پر صادق آتا ہے۔

یہ بھی ہے کہ ان کی سگی دادی کے بھائی کا بھی ذکر نہیں ملتا اس لئے سوتیلی دادی قیصرہ ندورہ ہی کے بھائی کی اولاد سے عقد کرنے کا پروگرام ماننا پڑے گا اور ملکہ ندورہ کا بھائی بطرناس (برداس) جو قیصر روم میخائل کا معتمد خاص اور اس کی حکومت کو سنبھالنے والا بھی تھا اور اس عقد کی سب سے بڑی وجہ قیصر کی حکومت کو استحکام دینا ہی تھا کیونکہ قیصرہ ندورہ کی معزولی بھی اس کے بھائی کے ذہن میں باعثِ نفرت ہوگی اس کا خاتمہ بھی اسی سے ہوسکتا تھا اور بطرناس کی مکمل حمایت بھی اسی سے مل سکتی تھی اور رشتوں کی پرانی زنجیروں کو نئی زنجیر سے بدلا جا سکتا تھا اور اس سے ملکہ ندورہ کی نفرت کو بھی کم کیا جا سکتا تھا جو اس وقت چرچ نشیں تھی اور شاید اسی عقد کے انعقاد اور انتظام کی ذمہ داری بھی

www.jamanshah.com

اسے سونپی گئی ہو۔

یہاں ایک اور اشتباہ کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ واقعہ عقد کے وقت ملکہ عالمین صلوات الله علیها کی عمر مبارک ہمارے بعض کتب میں 23 سال لکھی ہوئی ہے جبکہ اس وقت عمر مبارک 13 سال تھی جیسا کہ لکھا ہے،

انا من بنات ثلاث و عشرة سنة(R_5)

بعض صاحبان غیبت نے عشرین لکھا ہے جبکہ عشرین کے بجائے صرف عشرۃ تھا جیسا شیخ الطائفہ نے لکھا ہے جسے ناقلین نے عشرین لکھا دیا، اس کے کئی دلائل دیئے جا سکتے ہیں اور سب سے پہلی دلیل تو یہ ہے کہ اس دور تئیس سال تک بچوں کی شادی کو کوئی ملتوی نہیں رکھتا تھا کیونکہ عام طور پر عرب روم میں 15 سال تک کی عمر پہنچنے سے پہلے عقد کر دیا جاتا تھا اور خصوصی طور پر بیٹیوں کا..... دوسری بات یہ ہے کہ ملکہ عالمین صلوات الله علیها کی دنیا پہ آمد سن 235 ہجری میں ہوئی اگر اس میں ہم 23 سال جمع کریں تو یہ سن بنتا ہے 258 ہجری کا، جبکہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی دنیا میں آمد بھی 255 ہجری میں ہو چکی تھی اس لئے اس وقت سن مبارک 13 سال ہی ماننا پڑے گا۔

واقعہ عقد کی تفصیل

دوستو یہاں ہم کتبِ غیبت کے اس واقعے کو لکھنا چاہتے ہیں جس سے کوئی بھی کتاب غیبت سے خالی نہیں ہے کیونکہ ملکہ عالمین دوراں صلوات الله علیها کے خاندانی پس منظر پہ جو کتب غیبت میں چند واقعات ہیں ان میں سے سب زیادہ مفصل یہی ہے ہاں اس کے جزئیات بعض کتب میں مختلف ہیں یعنی ایک ایک فقرے کی حد تک کہیں کمی بیشی ہے جو میں نے یکجا کر دی ہے تا کہ سارے کتب کا جامع خلاصہ آپ تک پہنچ جائے، اس واقعہ کو خود ملکہء روم ام الحجت صلوات الله علیها ہی نے بیان فرمایا ہے اور اس کو بشر بن سلیمان النخاس نے انہی کی زبان مبارک سے نقل کیا ہے جو اس طرح ہے

معظّمہ کونین صلوات الله عليها فرماتی ہیں

انا مليكه بنت يشوعا بن قيصر الروم صلوات الله عليها و ابی (امی) من ولد الحواريين و تنتسب الیٰ وصی المسيح شمعون عليه السلام(R_6)

اے بشر بن سلیمان ہم شہزادی روم ہیں اور ہماری والدہ ماجدہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے وصی جناب شمعون پطرس (سائمن پیٹر) علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ہماری شادی کا واقعہ یوں ہے کہ جب ہم تیرہ سال کے ہوئے توان جدتی قیصرہ ارادان یزوجنی من ابن اخيه ہماری جدہ قیصرہ (تھوڈورا) نے ہماری شادی کا ارادہ کیا اور اس کے لئے اپنے بھائی کے بیٹے کا انتخاب کیا اس کا شاہی طریقہ سے انتظام ہونے لگا قصرِ قیصر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تین سو راہبوں کو مدعو کیا گیا جو کہ اولاد حواریین سے تھے اور سات سو ذوی الاختطار یعنی صاحبان مرتبہ رؤسا کو بلایا گیا چار ہزار امرائے اجناد اور قوادِ لشکر اور نقبائے جیوش اور بادشاہان مملکت کو بھی اس میں دعوت دی گئی

ان کے آنے سے پہلے قیصر روم کے پائین باغ کے لان میں چاروں طرف ریشمی دبیز قالین بچھائے گئے ان پر سنہری کرسیاں قرینے سے رکھی گئیں ان کے مرکزی مقام پر دولہا اور دلہن کیلئے ایک تختِ عروسی سجایا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ اس کی اونچائی چالیس سیڑھیوں کی تھی اس کے بڑے بڑے پائے تھے اور وہ پورا تخت جواہرات سے مرصع تھا اور اس پر ریشمی دبیز قالین ڈالے ہوئے تھے اس تخت پر دولہا نے بیٹھنا تھا اور اس کے ساتھ صرف اساقفہ اور خاندانِ قیصر ایمورین فیملی کے بزرگان نے بیٹھنا تھا اور باقی سب لوگوں کے لئے چاروں طرف کرسیاں لگی ہوئی تھیں، جب دولہا نے آ کر تختِ عروسی پہ بیٹھنا تھا تو جشن کا آغاز ہونا تھا اور سب سے پہلے رسم نکاح ہونا تھی، جب جشن کے آغاز کا وقت ہوا تو قیصر روم اپنے خاندان سمیت اپنے شاہی محل سے برآمد ہوا تو شاہی بینڈ نے ایک دھن بجانا شروع کر دی اور بڑے بڑے بگل اور ٹرمپٹ بجائے گئے اور فوجی گارڈ نے سلامی دی اس کے ساتھ اساقفہ اور

www.jamanshah.com

بطریق بھی پیچھے پیچھے چل رہے تھے وہ سلامی لے کر اپنے بڑے تخت کی طرف روانہ ہوا جو مذہبی پریسٹ پادری بطریق اساقفہ تھے وہ سارے نیچے والی کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے جا کھڑے ہوئے جب قیصر روم میخائل ثالث اپنے چالیس سیڑھیوں والے تخت پر جا بیٹھا اور اس کے چاروں طرف ایمورین خاندان کے شاہی لوگ بیٹھ چکے تو بادشاہ نے دولہا کو سامنے والے ایک تخت پر بیٹھنے کا حکم دیا جو کہ اس چالیس سیڑھیوں والے تخت کے اوپر ایک طرف سجایا گیا تھا جب دولہا اس پر بیٹھا تو شادیانے بجائے گئے اور اس وقت بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے ساتوں کلیساؤں کے پادریوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا۔

جب رسم نکاح کی ادائیگی کی نیت سے سارے اساقفہ (پادری) اناجیل خمسہ مقدسہ کو لے کر سیڑھیاں چڑھنے لگے تو اس وقت دولہا تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر وہ سارے مذہبی رہنما اسقف سیڑھیاں چڑھ کر اس دولہا میاں کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انجیل کے اسفار کو کھولا اور جونہی انہوں نے تلاوت کا ارادہ کیا ایک دم محل میں ایک گرجدار آواز کے ساتھ ایک زبردست زلزلے کا جھٹکا لگا اور تختِ عروسی اپنا توازن بحال نہ رکھ سکا اس کے پائے ایک طرف مڑ کر گر گئے سارا تخت دھڑام سے زمین پر آ رہا اور دولہا غش کھا کر منہ کے بل تخت پر گرا ہر طرف افراتفری مچ گئی۔

فتغیرت الالوان الاساقفه اسقفوں کے رنگ اڑ گئے اور پوپ پادری نے کہا یہ بات ہمارے دین کے لئے بہت بڑی بدشگونی ہے ایسا لگتا ہے کہ ہمارے دین پر زوال آنے والا ہے قیصر روم نے بھی اس حادثے کو برا شگون مانا مگر اس کا ذمہ دار اس دولہے کو ٹھہرایا اور فوراً حکم دیا کہ تخت کو دوبارہ کھڑا کرو اور پھر سے اسے سجاؤ تاکہ ہم اس دولہے کی نحوست کو اس کے بھائی کی سعادت سے مٹا دیں، قیصر روم محل میں چلا گیا اور غلام اور کنیزیں دوبارہ اس تخت کو سجانے لگے اور انہوں نے بہت جلد ہی پھر وہی تخت سجا دیا پھر پہلے کی طرح قیصر روم اپنے تخت پر آ کر براجمان

www.jamanshah.com

ہو گیا پھر اس نے پہلے والے شہزادے کے دوسرے بھائی کو دولہا بنانے کا حکم دیا اسے خوب سجایا گیا اور اسے تختِ عروسی پر بٹھایا گیا اور پہلے کی طرح اسقف تخت پر چڑھے اور اسی طرح اسفار انجیل کو کھولا اور پڑھنے کا آغاز کرنے والے ہی تھے کہ ایک بار پھر وہی مہیب آواز قصر میں گونجی اور زلزلہ آیا جس سے پورا قصرِ حکومت ہل گیا تختِ عروسی دوبارہ زمیں بوس ہو گیا اور دوسرا دولہا بھی غش کھا کر منہ کے بل گرا اور اسقاف بھی زمین پر منہ کے بل گرے اور ساری مخلوق قصر چھوڑ کر بھاگ گئی خوب افراتفری مچی قیصر میخائل اور جدہ قیصرہ بھی پریشان ہو گئی اس کے بعد قیصرِ روم عورتوں میں آیا اور اس شادی کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں اس کے بعد ہمیں حجلہ عروسی سے باہر اٹھا دیا گیا ہم بھی پریشان تھے کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے اور ہم بھی یہ سوچ رہے تھے کہ کیا واقعی لوگوں کا خیال درست ہے کہ نعوذ باللہ ہم میں کوئی کمی ہے اسی طرح سوچتے سوچتے ہم نے دن کا باقی حصہ گزارا۔

مکاشفۂ اول

جب رات ہوئی تو ہمیں ایک مکاشفہ ہوا عالمِ نیم بیداری میں ہم نے دیکھا کہ قصرِ شاہی کے صحن میں جس جگہ تختِ عروسی سجایا گیا تھا عین اسی جگہ ایک نورانی عرشِ عظیم لگا ہوا ہے جو بہت ہی آراستہ ہے اور اس سے ایک نور ساطع ہے جو آسمان سے ٹکرا رہا ہے اور وہ عرش بہت ہی اونچا ہے اور اس عرش عظیم پر ایک منبرِ نور آراستہ ہے مگر اس پر کوئی شخص تشریف فرما نہیں ہے اور اس منبرِ نور کے قریب تیرہ افراد نورانی لباس میں موجود ہیں ان میں مرکزی شخصیت جناب عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور باقی بارہ ان کے نقبا ہیں اور ان میں نمایاں ہمارے جدِ اعلیٰ جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ ہیں۔ ہم نے دیکھا اچانک اس عرش پر نورانی لباس میں کچھ شخصیات جلوہ نما ہوئے جونہی ان پر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی نگاہ پڑی فوراً تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ کر پذیرائی کی پہلے ان کے دست ہائے مبارک کا

www.jamanshah.com

بوسہ لیا پھران کے ساتھ مل کر معانقہ کیا اور ان کا تعارف کرایا کہ یہ مرکزی شخصیت سرورِانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اوران کے ساتھ ان کے جانشین اور داماد امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ہیں اور باقی ان کے دس پاک فرزند آئمہِ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام ہیں اس کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منبرِنور کو زینت بخشی اور باقی اوصیاء علیہم الصلوات والسلام نے عرش پہ آراستہ نورانی کرسیوں کو زیب دیا اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلسلہ کلام کا آغاز فرمایا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا اے روح اللہ ہم آپ کے پاس اپنے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کے لئے تمہارے وصی جناب شمعون علیہ السلام کی دختر نیک اختر کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں، پھر جناب شمعون علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہم ان کی شہزادی صلوات اللہ علیہا کو اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں معظّمہ کائنات صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائیں طرف ایک شہزادہ تشریف فرما ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے شانۂ مبارک پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں کہ یہ ہمارے گیارہویں وصی ہیں اور ہمارے لختِ جگر بھی ہیں، جناب شمعون علیہ السلام نے عرض کی ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہوسکتا ہے کہ ہمیں آپ کے سمبندھی ہونے کا شرف حاصل ہو۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب شمعون علیہ السلام کو مبارک دی اور فرمایا تم اس ذات کے کرم کی انتہا دیکھو، اتاك الشرف فصل رحمك برحم محمدؐ و آلِ محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اس کریم ذات نے آپ کی نسل کو اپنی نسلِ طیب سے ملا دیا ہے

اس کے بعد جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارا ہاتھ تھاما اور اس شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ میں دے دیا جن کا خطاب بشر بن سلیمان آج تم لائے ہو، اس کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ ہم آج رسمِ نکاح بھی ادا کر دیں اس پر جناب شمعون علیہ السلام نے عرض کی

www.jamanshah.com

بسم اللہ اس کے بعد شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ نکاح تلاوت فرمایا اور اپنے پاک اوصیاء علیہ الصلوات والسلام کو گواہ بنا کر اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریین کو گواہ بنا کر نکاح کے صیغے ادا فرمائے ان کے اختتام پر ساری شخصیات نے ایک دوسرے کو مبارک دی اور اس کے بعد سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بے پناہ کرم فرمایا ہمیں بہت پیار کیا اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی جاگنے پر ہمیں ایک عجیب سی مسرت محسوس ہوئی لیکن ہم یہ مکاشفہ کسی سے بیان نہیں کر سکتے تھے خصوصاً میخائل سے خائف تھے کہ وہ زیادہ دشمنی پر نہ اتر آئے۔

مکاشفہ دوم

جس دن سے ہم نے مکاشفہ میں اپنے سرتاج اور سہاگ کو دیکھا تھا اس دن سے ہمارے دل میں ان کی محبت سرایت کر گئی ہم نے اس راز کو راز تو رکھا مگر اس ذات پاک کی محبت نے دل پر ایسا اثر کیا کہ ہم سے کھانا پینا چھوٹ گیا اور اس سے صحت بگڑنے لگی ہمہ وقت اپنے مالک پاک کا خیال دل میں رہتا تا اینکہ ترکِ غذا سے نحیفی پیدا ہوگئی جو دھیرے دھیرے بیماری کی شکل اختیار کر گئی اور وہ بیماری بہت شدت اختیار کر گئی ہماری بیماری کو دیکھتے ہوئے ہمارے چچا بادشاہِ روم نے اطباء اور حکمائے شاہی بلائے انہوں نے بہت علاج کیا آخر سارے علاج کرتے کرتے ناامید ہو گئے نوبت یہاں تک پہنچی کہ کوئی حکیم ایسا نہ رہ گیا کہ جس نے ہمارا علاج نہ کیا ہو جب سارے حکماء ناامید ہو گئے تو قیصرِ روم ایک دن ہمارے پاس آئے اور کہا بیٹی اب ہم تمہارے علاج سے ناامید ہو چکے ہیں اب اگر تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو تا کہ ہم اسے پورا کر کے دلی سکون حاصل کر سکیں ہم نے عرض کی اس وقت آپ کی قید میں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں ہیں اگر انہیں ہمارے صدقہ کے طور پر رہا کیا جائے تو شاید یسوع مسیح اور مقدس ماں ہمارے زنجیر بھی اتار دیں اور ہمیں بھی شفا مل جائے انہوں نے کہا اس وقت کافی لوگ

www.jamanshah.com

زندان میں صعوبتیں کاٹ رہے ہیں ہم انہیں آج ہی رہا کر دیتے ہیں اور انہیں دیگر صدقات بھی دے دیتے ہیں جب یہ کیا گیا تو ہماری صحت بحال ہونا شروع ہوگئی اس طرح تیرہ راتیں گزر گئیں جب چودھویں رات آئی تو ہمیں ایک اور مکاشفہ ہوا اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے قصرِ شاہی میں نورانی قالین بچھا ہوا ہے اور اس پر نورانی مسندیں آراستہ ہیں اور ان پر ایک ہزار حورانِ جناں کے درمیان جناب مریم سلام اللہ علیہا مادر جنابِ عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اچانک ایک نورانی عماری آسمان سے نازل ہوئی جس کے ساتھ ہزاروں حورانِ جناں تھیں اس عماری نے اس مقام کو زینت بخشی جہاں پہلے ہی جناب مریم سلام اللہ علیہا تشریف فرما تھیں انہوں نے بڑھ کر استقبال کیا اور عماری سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا برآمد ہوئیں اور مرکزی مسند کو زینت بخشی اور مادرِ مسیح سلام اللہ علیہا ہمارے قریب آئیں اور ہمیں ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے قریب لے گئیں اور ان کا تعارف اس طرح کرایا کہ یہ تمہارے سرتاج اور سہاگ کی والدہ ماجدہ ہیں اور ان سے عرض کی یہ ہیں آپ کی بہو صلوات اللہ علیہا جونہی ہم نے سنا تو روکر ان سے لپٹ گئیں اور ان کے لختِ جگر کے ہزاروں شکوے زبان پر آ گئے اور عرض کی کہ ہم اتنے بیمار ہوئے تو ان کے لئے اور انہی کی وجہ سے مگر انہوں نے ایک دفعہ بھی آ کر مزاج پرسی نہیں کی معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے ہمیں سینے سے لگا کر اتنا پیار کیا کہ سارے گلے شکوے دور ہو گئے اور ساتھ ہی تسلی بھی کرائی کہ اب وہ ضرور آئیں گے گویا پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عقد کی رسم ادا کی اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا رسمِ رخصتی کے لئے تشریف لائیں(R_7)

ایک وضاحت

کتب میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا کیونکہ ابھی تک آپ نے کلمہ نہیں پڑھا (نعوذ باللہ) اس لئے آپ کے سرتاج آپ سے ملنے نہیں آئے یہ بات محال نظر ہے کیونکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کلمہ نہ پڑھنا آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام

www.jamanshah.com

کے ملنے میں مانع ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ کبھی مانع نہیں ہوسکتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دیگر آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے کفار سے ملنے سے کبھی احتراز نہیں فرمایا بلکہ خود ان کے پاس تشریف لے جا کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے اور جیسا کہ پہلے مکاشفے میں گیارہ اوصیاء کے ساتھ تشریف لائے تھے اور خود جناب ابو محمد حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام بھی ساتھ تھے جب اس وقت زیارت کرانے میں کلمہ طیبہ کا نہ پڑھنا مانع نہیں تھا تو بعد میں وہ کیسے مانع ہوسکتا تھا؟

پھر یہ بھی ہے کہ اگر کلمہ مانع تھا تو معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا کیلئے زیادہ مانع ہوتا جب والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کیلئے کلمہ مانع نہ تھا تو بیٹے کیلئے کیسے مانع ہوگیا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو روزِ ازل اس نورِ کا امانت دار بنایا گیا تھا بلکہ جملہ امہات آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیہن کو ازل ہی سے مصطفیٰ کیا گیا تھا اور طہارتِ کلمہ ان کی سرشت میں بھر دی گئی تھی اس لئے مجھے اس کی وجہ یہ نظر نہیں آتی بلکہ میں امام علیہ الصلوات والسلام کے نہ آنے کی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ شریف خاندانوں میں عقد کے بعد اور رخصتی سے پہلے دولہا دلہن کا ملنا معیوب سمجھا جاتا ہے کیونکہ عقد تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرما دیا تھا چونکہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اس لئے امام علیہ الصلوات والسلام اپنے حرم محترم سے ملنے تشریف نہ لائے مگر جب ان کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا تشریف لائیں تو گویا رخصتی ہوگئی اور جنابِ مریم سلام اللہ علیہا نے ماں کی حیثیت سے پاک بیٹی صلوات اللہ علیہا کا ہاتھ ان کے سسرال والوں کو دے دیا تو پھر امام علیہ الصلوات والسلام کے لئے کوئی امر مانع نہ رہا۔

﴿مکاشفہ سُوم﴾

جناب ملکہ رُوم صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں جب اگلی رات ہوئی تو ہم نے دیکھا ہمارے محل میں ہمارے سرتاج تشریف لائے اور ہمارے قریب آئے اور فرمایا اب آپ کی صحت

www.jamanshah.com

کیسی ہے ہم خاموش رہے فرمایا کیا اب بھی ناراض ہو میرے آنسو جاری ہو گئے اور عرض کی کہ ہم بیمار تھے اور آپ کی زیارت ہی علاج تھا مگر آپ نے علاج فرمایا ہی نہیں یہ سن کر زیر لب مسکرائے اور فرمایا اب وعدہ رہا

انا زئرك فی کل لیله الیٰ ان تجمع الله شملنا فی العیان(R_8)

ہم اب ہر رات آپ کی زیارت کے لئے تشریف لائیں گے اور اس دن تک آتے رہیں گے جب تک خالق ہمیں ظاہراً نہ ملا دے گا۔

ملکہ روم بی بی صلوات الله علیها فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کوئی رات ایسی نہ تھی کہ جس میں ہمیں اپنے سرتاج کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا ہو تا اینکہ ہم ظاہراً سرمن میں حاضر ہوئے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

سفر از روم

احباب گرامی

چار شوال 247 ہجری 10 دسمبر 861 عیسوی میں متوکل ملعون فی النار ہوا اور اس کی جگہ اس کے بیٹے مستنصر باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا 23 مارچ 861 عیسوی 7 محرم 248 ہجری کے دن مستنصر باللہ عباسی نے اپنے معتمد خاص سالارِ فوج وصیف کو بلایا یہ اس کے باپ کا غلام تھا اور ترکی نسل سے تعلق رکھتا تھا جب یہ سپہ سالار دربار میں پہنچا تو دربار میں احمد بن خطیب بیٹھا ہوا تھا جو مشیرِ خاص تھا اس کے آنے کے بعد مستنصر باللہ نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ ہماری سرحدوں پر قیصر روم کی فوجیں بار بار حملے کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ قیصر روم سے ٹکرانے کے لئے خود جاؤں یا تمہیں بھیجوں اب تم مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

وصیف نے کہا کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانے کے لئے تیار ہوں مستنصر باللہ نے احمد بن خطیب کو حکم دیا کہ فوراً اس کی ضرورت کا سامان مہیا کیا جائے اور اس کی روانگی کا انتظام کیا جائے ایک بڑا لشکر اور اس کا سامان جنگ اور سامان رسد اور سامان خورد و نوش جلدی مہیا کیا جائے اور مقدمہ الجیش پر مزاحم بن خاقان کو مقرر کیا گیا اور رسد رسانی اور مالی امور پر ابوالولید قیروانی کو مقرر کیا گیا اور ساقہ لشکر پر محمد بن رجا کو اور میمنہ پر سندھی بن بختی شوکو اور دراجہ (قلعہ شکن ہتھیاروں والا دستہ) پر نصر بن سعید کو مقرر کیا گیا،

ملطیہ کا جغرافیائی محل وقوع اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

www.jamanshah.com

ملطیہ کا نقشہ

جہاں جنگ کے بعد ملکہ روم صلوات اللہ علیہا کو بغداد لایا گیا

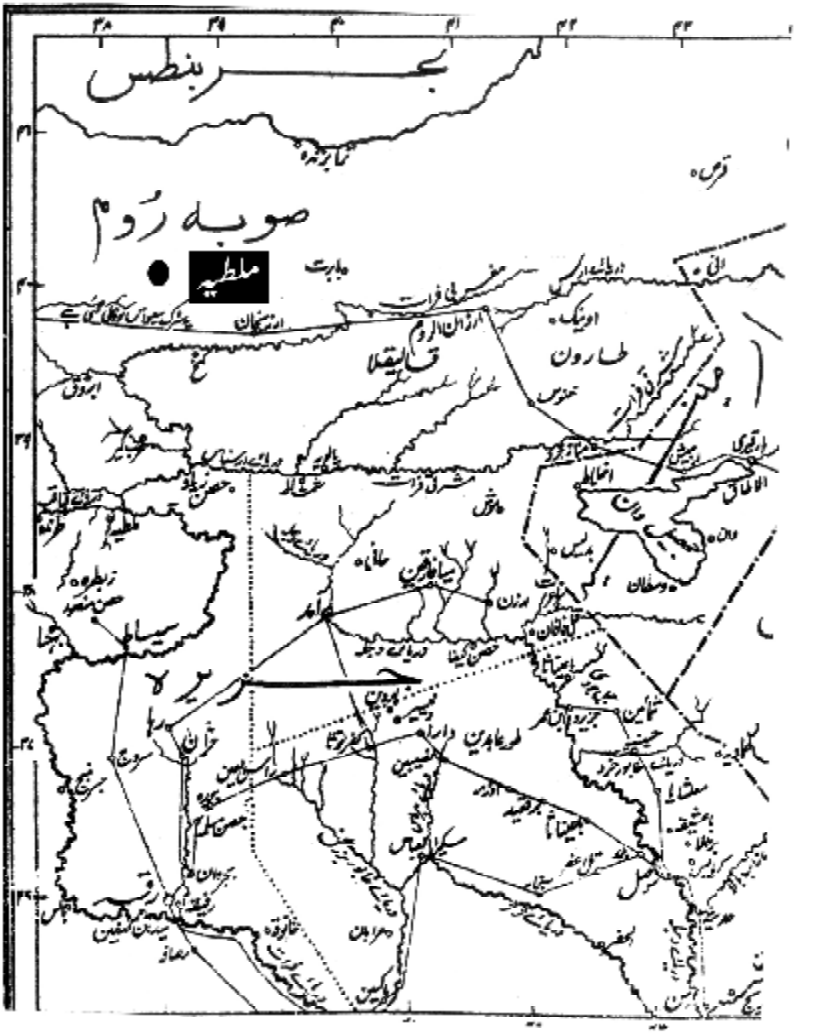

www.jamanshah.com

وصیف جب روانہ ہونے لگا تو اسے حکم دیا گیا کہ وہاں تمہیں چار سال تک جنگ کرنا ہے جب لشکر روانہ ہوا تو وصیف کو حکم دیا کہ تم بعد میں جانا اور اس لشکر سے مقام ملطیہ پر جا کر ملنا اور وہاں سے جنگ کا آغاز کرنا، اس لشکر کو وہاں تک جاتے جاتے تین مہینے گزر گئے ابھی یہ لشکر ملطیہ سے کچھ دور تھا کہ پانچ ربیع الثانی کو مستنصر باللہ فی النار والسقر ہو گیا لشکر 12 ربیع الثانی کو ملطیہ پہنچا اس کے دس پندرہ دن بعد جب کہ لشکر اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف تھا مستنصر باللہ کی موت کی اطلاع وہاں پہنچی مگر وصیف نے اس کی پرواہ کئے بغیر ملطیہ سے روم کے قلعہ فروریہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا، ادھر اس بات کی خبر قیصر روم میخائیل بن نوفل کو پہنچ گئی اور اس نے بھی وہاں ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا اور اس کے لئے سامان جنگ مہیا کرنا شروع کر دیا جب یہ تیاریاں ہو رہی تھیں تو اسی دوران ملکہ روم صلوات اللہ علیہا کو پاک سرتاج علیہ اصلوات و السلام نے آگاہ فرمایا کہ اب آپ کے روم چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے۔

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں ایک رات ہمارے پاک سرتاج علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو روم چھوڑ کر ہمارے پاس آنا ہے، ہم نے عرض کی آپ کی خاطر ہر صعوبت اور تکلیف آسان ہے ہم حاضر ہیں اب آگاہ فرمائیں ہمیں کیا کرنا ہے؟ فرمایا آج قیصر روم ایک لشکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے بھیج رہا ہے اس لشکر میں خدمت کے لئے کچھ کنیزیں بھیجی جا رہی ہیں جو آج رات محل سے روانہ ہوں گی آپ کنیزوں کے لباس میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں(R_9)

اس لشکر کی عباسی فوج سے جنگ ہو گی اور اسے شکست ہو گی اس کے بعد ایک مرد مومن آپ کو بغداد لائے گا اور وہاں سے ہمارا ایک وکیل آپ کو ہمارے پاس لے آئے گا، ہم نے عرض کی آقا ہم نے کبھی سفر بھی نہیں کیا اور اس سفر میں ہم تنہا ہوں گے اور پھر جنگ بھی تو ہم نے کبھی نہیں دیکھی ان خطرات میں کوئی ہمارا محافظ بھی ہو گا یا یہ سارا سفر ہم نے

www.jamanshah.com

تنہا کرنا ہے؟ کیونکہ ایک اکیلی مستور کیلئے تنہا سفر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اگر آپ کی یہی رضا ہے تو ہمیں منظور ہے جواباً جو فرمایا اس کے لئے ایک نظم عرض کر رہا ہوں۔

سرائیکی نظم

تساں ہو رومہ دی شہزادیؑ تہاڈا اہے کبریا محافظ
اساں ہیں پردے دے خود محافظ ہے آپ شیرِ خدا محافظ
اے ٹھیک ہے پردہ دار کیتے اکیلا سفریں ٹرن ہے اوکھا
مگر اساں آپ نال راہسوں تے ہوسی نت مصطفیٰؐ محافظ
نظامِ عالم تہاڈے سر تاج دے ہتھیں ہے تاں فکر کیا ہے
ہر ہک قدم بنڑ کے نال راہسی تہاڈا خود مہ لقاؑ محافظ
تہاڈا پردہ ہے رب دا پردہ تہا کوں کوئی اکھ نہ ڈیکھ سنگسی
تساں ہو محفوظ رب دے وانگوں جو خود ہے ذاتِ خدا محافظ
لکھاں حجاباتِ قدس دے وچہ تہاڈی عماری ٹردی راہسی
تہاڈے سر تے ہے سیدہؑ پاک دی ہمیشہ ردا محافظ
ہمیشہ جعفرؑ دے سر دا وارث غضل دا بابا وی نال راہسی
او ہوتاں ضامن ہے پردیاں دا ہے کردگارِ وفا محافظ

www.jamanshah.com

دوستو جب اگلا دن ہوا تو قصر شاہی میں جنگی تیاریوں کی گہما گہمی رہی کیونکہ اگلی رات قلعہ فروریہ کی طرف ایک جنگی دستے نے جانا تھا اور محل کی بہت سی کنیزیں ان کے ساتھ جانا تھیں اسی طرح دن گزر گیا اور پھر رات کا پہلا حصہ بھی اسی طرح گزر گیا رات کے دوسرے حصے میں جنگی قافلے نے سفر شروع کرنا تھا جب روانگی کا وقت آیا تو ہم بھی اس قافلے کی کنیزوں میں شامل ہو گئے اور یہ قافلہ فروریہ کے مضبوط قلعہ میں امن وامان سے پہنچ گیا۔

جس دن یہ قافلہ وہاں پہنچا اسی رات وصیف کی فوج نے فروریہ کے قلعے پر حملہ کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا اور ہمیں کنیزوں کے زمرے میں شامل کر لیا گیا اور ہم بظاہر کنیز بن گئے اور اس طرح انہیں بغداد پہنچا دیا گیا اور اس طرح امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا وہ فرمان پورا ہو گیا جسے شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک خطبے میں بیان فرمایا تھا کہ ہمارے بابا پاک صلوات اللہ علیہ نے فرمایا تھا

بابی انت و امی یا ابا ابن خیرۃ الا ما صلوات اللہ علیہا

فرمایا کہ اے سیدۂ کنیزان عالمین صلوات اللہ علیہا کے لختِ جگر ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں

بظاہر اس فقرے میں فضیلت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا مگر جب ہم تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں فضیلت کا ایک عظیم سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے، کیونکہ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں متعدد ایسی پاک مستورات کا ذکر ملتا ہے جو بظاہر کنیزیں بن کر تشریف لائیں اور امینِ نورِ الٰہی ہوئیں مثلاً

نمبر 1

جناب اسماعیل علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ سلام اللہ علیہا کہ جن کے ایک ایک قدم کو خالق نے داخلِ فریضہ حج فرمایا ہے وہ بھی بظاہر کنیز ہی تھیں۔

نمبر 2

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وہ حرم پاک صلوات اللہ علیہا جن کو جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام اور جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے سورہ تحریم جن کی عظمت کی گواہ ہے وہ بھی قبطیہ کنیز بن کر تشریف لائی تھیں۔

نمبر3

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی والدۂ پاک، دختر شہنشاہِ ایران جناب یزدجرد بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں۔

نمبر4

امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں۔

نمبر 5

امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں۔

نمبر 6

امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں۔

نمبر7

خود ہمارے شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی دادی پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں، معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا لقب دیکھئے وہ ہے خیرۃ الاما صلوات اللہ علیہا "اما" کے معنی تو ہیں کنیزیں اور لفظ خیر کے معنی سمجھنے کیلئے آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے اس فرمان کو دیکھیں جس میں بار بار فرمایا

جدنا خیر الانبیاء و شھیدنا خیر الشھداء

یعنی جملہ انبیا علیھم السلام اپنے اپنے مقام پر حجت اللہ تھے مگر شہنشاہِ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے ان کی عظمت ایسے ہے جیسے مالک کے سامنے غلام کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح ان جملہ مخدرات عصمت صلوات اللہ علیھن کی عظمت اپنے اپنے مقام پر یہ ہے کہ ہر معظّمہ صلوات اللہ علیہا چادر تطہیر کی اور پردۂ وحدت کی مالکہ ہے مگر معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا ان کے سامنے وہی مقام ہے جیسا باقی انبیا علیھم السلام کا مقام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے ہے

یہی وجہ تھی کہ امام ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا جو ایک امام کی دختر ایک امام کی ہمشیر ایک امام کی پھوپھی اور خود شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا تھیں اتنی عظمتوں کے باوجود ان کی نعلین اٹھانا فخر سمجھتی تھیں کیونکہ یہ خیر الاما صلوات اللہ علیہا تھیں

اس میں ایک راز یہ بھی تھا کہ جن پاک ذوات نے کنیزی کو پسند فرمایا ہے یہ اپنے اپنے ملک کی شہزادیاں تھیں کوئی قبطیہ قبیلے کی شہزادی تھی کوئی بربریہ قبیلے کی شہزادی تھی کوئی نوبیہ قبیلے کی شہزادی تھی کوئی شہزادیٔ عجم تھیں اسی طرح یہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا ﴿فرائیکن ایمورین﴾ خاندان کی شہزادی تھیں مگر ان شہزادیوں نے جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے گھر کو زینت دی تو شہزادی بن کر آنے سے کنیز بن کر آنا زیادہ پسند کیا اور عملاً بتایا کہ چاہے کائنات کے کتنے ہی بڑے شہنشاہ کی بیٹی کیوں نہ ہو اس در کی ایک ادنیٰ کنیز کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے مگر اس صاحب عزت گھرانے نے وہ عزت دی کے اس گھر کی محترم مستورات صلوات اللہ علیھن بھی ان کی نعلین درست کرنا فخر سمجھتی تھیں

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بغداد سے سرمن آمد

احبابِ گرامی

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ ربیع الثانی سن 248 ہجری میں وصیف کو ترکی میں مستنصر باللہ کی موت کی اطلاع ملی اور اس کے بعد اس نے ملطیہ کے علاقہ سے روم کے شہر فروریہ پہ حملہ کیا اور کئی دن کی جنگ کے بعد فروریہ کا قلعہ فتح ہوا اگر ہم اس حساب سے دیکھیں تو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی بغداد میں آمد جمادی الاول کے دوسرے حصہ میں ثابت ہوتی ہے اور اس طرح روم سے سرمن رائے میں ان کی تشریف آوری وسط جمادی الاول 248 ہجری = وسط جولائی 862 عیسوی کے قریب بنتی ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ آمد کس طرح ہوئی ؟ اس کے راوی بشر بن سلیمان النخاس ہیں جناب بشر بن سلیمان انصاری النخاس جو میز بانِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری کی اولاد میں سے تھے اور ان کے آباء واجداد سارے خواص شیعہ میں سے تھے اور یہ سرمن رائے میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے پڑوس میں رہتے تھے اور غلاموں اور کنیزوں اور جانوروں کی تجارت کیا کرتے تھے اس لئے انہیں نخاس کہا جاتا تھا کیونکہ عربی میں ایسی تجارت کرنے والے کو نخاس کہتے ہیں اور یہ امام علیہ الصلوات والسلام کے خواص میں سے تھے کچھ لوگوں نے ان کا نام بشیر بھی لکھا ہے اس کی وجہ شاید بشارت ہو جو انھیں دی گئی یا انہوں نے دی..... بشر بن سلیمان النخاس روایت کرتے ہیں میں ایک رات گھر میں لباسِ شب خوابی پہنے سو رہا تھا مگر نیند نہیں آ رہی تھی جب رات کافی گزر گئی تو اچانک میرے دروازہ پر دق الباب ہوا میں اسی لباس میں دروازہ پر آیا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام

کے خادم خاص جناب کافور سلام اللہ علیہ دروازہ پر میرے منتظر کھڑے ہیں میں نے عرض کی خیر تو ہے فرمایا ہمارے شہنشاہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا ہے میں فوراً اندر گیا اور لباس بدلا ان کے ساتھ چل پڑا اور درِ دولت پر حاضر ہو گیا میں نے دیکھا کہ جو کمرہ حرم سرا سے ملحق تھا اس کمرے کے اندر سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں اور مجھے باہر روک دیا گیا تھوڑی دیر بعد مجھے اس کمرے میں حاضر ہونے کا حکم ہوا میں اس کمرے کے دروازہ پر حاضر ہوا اور دہلیز اطہر کا بوسہ دیا جب میں نے درِ دولت کا بوسہ لیا تو محسوس ہوا کہ کمرہ کے اندر مستورات صلوات اللہ علیہن بھی موجود ہیں میں دراطہر پر رک گیا اندر سے مجھے امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا تو میں سر جھکا کر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کمرے کے ایک طرف پردہ آویزاں ہے اور میں نے محسوس کیا کہ پردہ کی دوسری طرف مستورات پاک صلوات اللہ علیہن بھی موجود ہیں اس سے میں نے یہ اندازہ کیا کہ مجھے کسی اہم کام کے لئے یاد فرمایا گیا ہے مجھے سامنے بیٹھنے کا حکم ہوا چند منٹ بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے سلسلہ کلام کا آغاز کیا اور فرمایا اے بشر بن سلیمان تم نیک لوگوں کی صالح اولاد میں سے ہو تمہارے آباء و اجداد میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو ہمارے چاہنے والا نہ ہو اور تم ان کے خلفِ صالح ہو

و انتم ثقاتنا اهل البيت و انى مزكيك و مشرفك بفضيله تسبق بها الشيعته فى مولاه(R_10)

فرمایا تم اہلِ بیت محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے قابل وثوق غلام ہو ہم نے ارادہ فرمایا ہے کہ تمہیں پاک کریں اور تمہیں ایک عظیم فضیلت سے مشرف فرمائیں یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس سے تم سے پہلے اور بعد میں کوئی مشرف نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا اور ہم تمہیں اپنے ایک راز سے مطلع کرنا چاہتے ہیں جس سے تمہارا مرتبہ اولین و آخرین سے بلند ہو جائے گا اس کے بعد کاغذ و قلم اٹھایا

فكتب كتاباً بخط رومى و لغة رومية و طبع عليه خاتمه

www.jamanshah.com

آپ نے ایک خطِ لطیف تحریر فرمایا جو کہ خطِ رومی اور رومی زبان میں تھا اور اس کو مکمل کرنے کے بعد اس پر اپنی انگوٹھی کی مہر لگا دی اس کے بعد ایک زرد رنگ کا کاشقہ یعنی کیسہ برآمد فرمایا اس میں دوسو بیس دینار تھے اسے بند کر کے فرمایا کہ اسے اٹھا لو اور اسی وقت بغداد کو روانہ ہو جاؤ جب تم بغداد میں پہنچنا تو وہاں پر جو معبرِ دریا ہے کہ جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے ہیں وہاں تم اس مقام پر چلے جانا جہاں چھوٹی کشتیاں رکتی ہیں اور غلاموں اور کنیزوں کو برائے فروخت لایا جاتا ہے وہاں آج ایک قافلہ ان کنیزوں اور غلاموں کو لا رہا ہے جنہیں ابھی روم سے حاصل کیا گیا ہے جب تم وہاں پہنچو گے تو دن کافی بلند ہو چکا ہوگا اور وہاں تمہارے جانے سے پہلے بغداد کے کافی لوگ پہنچ چکے ہوں گے اور بنی عباس کے وکلاء بھی خریداری کے لئے وہاں گھوم رہے ہوں گے تم ان قافلوں سے آگے چلے جانا اور جب تم ان سے آگے جاؤ گے تو تمہیں دور ساحل پر علیحدہ کچھ خیمے نظر آئیں گے ان خیموں کے درمیان ایک خیمہ ہوگا جو دیکھنے والوں سے مخفی ہوگا اور اس خیمہ کے بعد ایک اور خیمہ لگا ہوگا اس میں ایک شخص موجود ہوگا جس کا نام عمرو ابن یزید النخاس ہوگا تم اس سے جا کر ملنا اس کے پاس ہماری ایک امانت ہے جو اس درمیانہ ریشمی خیمہ میں وحدت کے پہرے میں نگاہِ عالم سے مستور ہوں گی ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ لابسۃ حریرین سفقین.....یعنی دو پردوں میں ملبوس ہوں گی صفیق کثف النسج کو کہتے ہیں یعنی ایسا ریشمی پردہ کہ جو اس طرح بنا ہوا ہوگا کہ اس سے ہوا بھی نہیں گزر سکتی(R_11)

تم عمرو ابن یزید کو ہمارا سلام پہنچانا اور اس سے ہماری امانت طلب کرنا وہ تم سے ثبوت طلب کرے گا تم ہمارا گرامی نامہ اسے دینا اور اس سے کہنا کہ اسے وہ خود نہ کھولے بلکہ اسی خیمہ میں پہنچا دے وہ یہ دیکھ کر ہماری امانت تمہارے سپرد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا تم یہ زرد کیسہ جس میں دوسو بیس دینار ہیں اسے حقِ زحمت کے طور پر دینا اور

www.jamanshah.com

ہماری پاک امانت کو ہم تک پہنچانا، بشر بن سلیمان انصاری فرماتے ہیں میں فوراً اپنے گھر آیا جلدی جلدی ایک محمل تیار کرایا اس پہ سرپوش لگوائے اور اسی وقت بغداد کو روانہ ہو گیا (سرمن سے بغداد 80 کلومیٹر = 50 میل) کے قریب ہے میں پچھلی رات کو روانہ ہوا اور قبل از دوپہر بغداد پہنچ گیا اور جب میں وہاں پہنچا تو ہر چیز کو عین حکمِ امام علیہ الصلوات والسلام کے مطابق پایا جب میں عمرو ابن یزید النخاس کے پاس پہنچا تو اس نے بڑھ کر میرا استقبال کیا اپنے خیمہ میں لے گیا میں نے ساتھ والے خیمہ میں آہستہ آہستہ گریہ کرنے کی آواز سنی اور معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا یہ فرما رہی تھیں کہ آقا اتنی دیر ہو گئی ہے آپ کی طرف سے لینے والا کوئی نہیں آیا اور یہ ماحول ہمارے شایانِ شان نہیں ہے نامحرموں کی نگاہیں ہمارے خیمہ پر شاید پڑ رہی ہوں بھلا اتنی دیر بھی لگانا تھی؟

عمرو بن یزید کو میں نے خط پیش کیا اور جب وہ خط پیش کرنے گیا تو ابھی اس نے خط نہیں دیا تھا کہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے فرمایا شاید تو اس وجہ سے پریشان ہے کہ ہمارا لینے والا ابھی تک کوئی نہیں آیا مگر فکر نہ کر اصدق الصادقین ذات کا وعدہ ہے وہ آئیں گے ضرور تو ان کے وفائے عہد کا سکونِ قلب سے انتظار کر اور یہ بات یاد رکھ ان کے علاوہ کوئی چاہے تختِ سلمان بن داود بھی لے کر آئے ہم نہیں جائیں گے (R_12)

اس نے عرض کی میں تو یہ خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ جس کا آپ کو انتظار تھا وہ آ گئے ہیں اس کے بعد اس نے وہ خط پیش کیا۔

فلما نظرت فی الکتاب بکت بکاءً شدیدا (R_13)

جب اس خط پہ نگاہ پڑی تو شدتِ اشتیاق سے بہت گریہ فرمایا اور اس کے بعد فرمایا اے ابنِ یزید تو اپنا حقِ زحمت لے لے اور ہمیں ان کے ساتھ روانہ کر دے

وہ واپس میرے پاس آیا اور آ کر ساری بات بیان کی پھر میں نے وہ تھیلی جس میں دینار

تھے اس کے حوالے کی اور محمل کو درِ خیمہ پر لایا اور انہوں نے محمل کو زینت بخشی اور میں ناقہ کی مہار کھینچتے ہوئے ان کے محمل کو بغداد میں لے آیا۔

ایک وضاحت

دوستو ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں سوال آئے کہ یہ عمر ابن یزید نخاس ایک عام تاجر تھا اور اس نے ملکہ عالمین صلوات الله علیها کو نعوذ باللہ عباسی لشکر سے خریدا تھا اور یہاں آ کر فروخت کر دیا تھا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ شخصیت بھی ایک رازِ الٰہی تھی کہ جن کے بارے میں کوئی کچھ نہیں بتا سکتا کہ کون تھے کیا وہ کوئی فرشتہ تھے یا خود جناب خضر علیہ السلام تھے یا سلسلہ مُدار کے کوئی قلندر یا قطب تھے کہ جن کو اس ڈیوٹی کا اعزاز حاصل ہوا تھا کہ وہ اس کام کو انجام دیں ان کی پراسراریت کو سمجھنے کیلئے ہمارے سامنے چند واقعات موجود ہیں جو ہمیں اس راز کے انکشاف میں مدد دے سکتے ہیں کہ جناب عمرو بن یزید النخاس کی حقیقت کیا تھی؟

سید مہدیؒ بحر العلوم نور الله مرقده کا ایک واقعہ ہے جسے اجمالی طور پر بیان کرتا ہوں

ان کے ایک شاگردِ رشید بیان کرتے ہیں کہ سید مرحوم ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے اور وہاں مستحقین کی کثرت تھی اور آپ نے ساری دولت انہیں دے دی امورِ مال پہ ماموران کے ایک شاگرد نے عرض کی جناب اب تو خزانہ خالی ہو چکا ہے اب کیا ہوگا؟ اسی دن کا واقعہ ہے کہ میں ان کے کمرہ میں موجود تھا اور آپ اپنی مسند پہ آرام فرما تھے اچانک دروازے پر دستک ہوئی سید مرحوم بوکھلا کر اٹھے اور مجھ سے فرمایا جلدی جلدی قلیان (حقہ) ہٹا کر لے جاؤ اور خود جلدی سے اٹھے اور آ کر دروازہ کھولا دیکھا ایک پاک شخصیت دروازہ پر موجود تھیں وہ انہیں بہت احترام سے اپنی مسند تک لائے اور انہیں اپنی مسند پہ جگہ دی چند منٹ بعد وہ ذات پاک باہر تشریف لے گئے اور علامہ مرحوم انہیں دروازے تک رخصت کرنے بھی آئے

www.jamanshah.com

جب وہ شخصیت تشریف لے گئے تو انہوں نے مجھے ایک رقعہ عطا فرمایا اور حکم دیا کہ مکہ کے فلاں بازار میں ایک صراف کی دکان ہے وہاں جاؤ اور یہ رقعہ اسے جا کر دے دو، وہ جو کچھ دیں وہ ہم تک لاؤ وہ کہتے ہیں کہ میں فوراً وہاں گیا اس صراف سے ملا اور وہ رقعہ انہیں پیش کیا اس صراف نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور دو حمال یعنی قلی بلا کر لے آؤ میں نے قلی بلائے تو انہوں نے دو توڑے اشرفیوں کے دئے جو ہم نے اٹھا لئے لیکن دکان کا محلِ وقوع ذہن میں رکھا تا کہ پھر آ کر ان سے اس صاحبِ خط کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ وہ خط کس ذات کا تھا؟

اگلے دن میں اسی مقام پر گیا تو دیکھا کہ وہاں کوئی دکان سرے سے موجود ہی نہ تھی ساتھ والوں سے پوچھا کہ یہاں ایک دکان تھی؟ انہوں نے کہا کہ یہاں تو کبھی بھی کسی صراف کی دکان تھی ہی نہیں

اسی طرح کا ایک واقعہ شیخ مرتضیٰؒ انصاری کا ہے اسی طرح بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ایک پراسرار شخصیت اور ایک پراسرار مکان بنایا اور اپنے مقصدِ خاص کے حصول کے بعد نہ وہ مکان ملا اور نہ وہ شخصیت ہی ملی،

جو ذات اپنے خواص کے لئے ایسے مظاہرے فرما سکتے ہیں کیا وہ اپنی مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا کے لئے جناب خضر علیہ السلام کو لباسِ عمرو ابن یزید النخاس میں نہیں بھیج سکتے؟ ورنہ عام بردہ فروش سے یہ کام لینا ملکہ عصمت مریم صلوات اللہ علیہا کے شایانِ شان ہی نہیں یہ جناب عمرو بن یزید النخاس عام انسان نہیں تھے بلکہ ایک روحِ قدسی ہی تھی کہ جس کے سپرد اہم ڈیوٹی لگائی گئی تھی

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب بشر بن سلیمان انصاری کیا تھے؟ وہ تو اولاد حضرت ابو ایوب انصاری میں سے تھے

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ امام علیہ الصلوات والسلام جانتے تھے کہ مطلعِ

www.jamanshah.com

ولایت کے گیارہویں تاجدار علیہ الصلوات والسلام کے بعد شیعوں میں یہ بات پھیلے گی کہ ان کی اولاد نہیں تھی پھر ان کو لاولد ثابت کر کے میراث تقسیم کر دی جائے گی اس وقت اہلِ حق پر احقاقِ حق کے لئے ایسے اشخاص کو بطور گواہ شامل کرنا ضروری تھا کہ جن کی بات پر شیعہ لوگ اعتماد کرتے ہوں اور اسی مقصد کیلئے ایسے احادیث کو بھی بار بار دہرایا گیا تھا جن میں اس خطرے کا ذکر تھا کیونکہ پاک آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے مروی تھا کہ ہمارے ماں باپ اپنے اس لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف پر قربان کہ جس کے والد کی میراث اس کی زندگی میں لاولد کی طرح تقسیم کر دی جائے گی

بس انہی نظریات کی تردید کے لئے اولادِ ابوایوب انصاری سے بہتر گواہ کون ہوسکتا تھا؟ اور انہیں بھی یہ کام اس وقت تک نہ سونپا گیا جب تک کہ انہیں (مزکیك) کی سند نہ ملی یعنی پہلے انہیں پاک کیا گیا پھر یہ کام انہیں سونپا گیا۔

بغداد میں آمد

بشر بن سلیمان انصاری فرماتے ہیں جب میں پہلے بغداد میں پہنچا تھا تو سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا تھا کہ وہاں ایک مکان کرائے پر لیا تھا تاکہ پردے کے معاملے میں کوئی پریشانی نہ ہو جب میں ناقہ کو لے کر واپس بغداد آیا تو میں اس مکان میں معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو لے آیا اس مکان میں پہلے سے رہائش کا میں نے مکمل انتظام کر لیا تھا(R_14)

جب ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا یہاں تشریف لائیں تو یہاں آ کر انہیں مکمل احساس حفاظت ہوا تو علیحدہ کمرے کو انہوں نے زینت بخشی اس وقت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے جیب سے دوبارہ خط نکالا اور آنکھوں سے لگایا پیشانی پر تعویذ کی طرح مس کیا اور کئی مرتبہ رو رو کر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی عجیب بات ہے کہ جس ذات کی آپ نے ابھی تک زیارت ہی نہیں کی اس ذات کے خط سے اس درجہ محبت کا اظہار کس وجہ سے ہے؟

www.jamanshah.com

فقالت ایھا العاجز الضعیف المعرفت بہ محلِ اولاد الانبیاء علیھم الصلوات و السلام
فرمایا اے اولادِ انبیاء علیھم الصلوات والسلام کی معرفت سے عاجز، اے ضعیف المعرفت تجھے کیا معلوم کہ ہم کون ہیں اور یہ کس ذات کا خط ہے؟ (R_15)
یہاں فرمایا تیری معرفت ناقص ہے اس لئے تو ہمارے مقام اعلیٰ کو سمجھ ہی نہیں سکتا
فرمایا تو نہیں جانتا ہم روم کی شہزادی ہیں صرف اس ذات کی محبت ہمیں روم سے بغداد کھینچ لائی ہے میں نے عرض کی آپ کو تختِ قیصری کی بلندی سے کنیزی کی پستی پر گرنا کیسا لگا ہے؟ یہ سن کر فرمایا

سرائیکی نظم

ٹھیک ہے کہیں دا گرنڑ چنگا سمجھدا نہیں جہاں
مینہ دیاں کنڑیاں دا ڈھہنڑ ہک حسن دا ہے شاہکار
ٹھیک ہے کہیں دا گرن ہے بہوں برا گنڑدا جہاں
لیکن اپنا حسن مل گھندی ہے گر کے آبشار
ٹھیک ہے کہیں دا گرن ہوندا نہیں اچھا شگون
قطرہِ نیساں وی گر کے دُر دا پیندا ہے وقار
ٹھیک ہے کہیں دا گرن نہیں ٹھیک سمجھیندا جہاں
فیض پہنچیندی ہے گر کے رحمت ِ پرور دگار

www.jamanshah.com

ظاہری منصب حکومت توں گرن کوئی بات نہیں
کیا تھئین حاصل اساکوں مرتبے خود کر شمار
روم دی ملکہ ہاسے ہنڑ ملکہِ دارین ہیں
ایں فضیلت توں فدا لکھ تاج تخت و اقتدار
تاجِ زریں سٹ پرے سرتاج میڈا ڈیکھ توں
جو ازل دے روز توں ہے تختِ رب دا تاجدار

چند نکات

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے فرمان میں کئی نکات بھی مضمر ہیں ان کی طرف اشارہ کئے بغیر آگے جانا مناسب نہ ہوگا۔

دیکھئے جناب بشر بن سلیمان کے بارے میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام اسے فرماتے ہیں

( ) تو ہمارا ثقہ ہے ( ) ہم تمہیں پاک کرنا چاہتے ہیں

( ) اس فضیلت سے مشرف فرماتے ہیں جس سے جملہ شیعان عالمین سے تیرا مقام بہت بلند ہو جائے گا

اور اس وعدے کو پورا کر کے یطھرا کم تطھیرا کا مصداق بنا کر بغداد بھیجا یعنی اس کا مقام سلمان پاک سے بھی اونچا کر کے بھیجا۔

آپ دیکھیں جب انہوں نے اتنا کچھ عطا کر کے بھیجا تو اس کے بعد بھی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ''تو توضیعف المعرفت ہے،، یعنی تیرا عرفان ناقص ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ تو ہماری معرفت سے عاجز ہے، ہماری معرفت حاصل کرنا تیرے بس کا روگ ہی نہیں ہے، حالانکہ بشریت جتنی بلند ہو سکتی تھی اسے بلند کر دیا گیا تھا ایک بشر جتنی معرفت حاصل کر سکتا تھا وہ تو اسے عطا فرما دی گئی تھی مگر بشر کی معرفت کی بھی ایک حد ہے

www.jamanshah.com

اسی لئے فرمایا تو ہماری معرفت ہی سے عاجز ہے کیونکہ یہ تو پردہ وحدت کا معاملہ ہے جن کے لخت جگر کی معرفت کا مقام یہ ہو کہ دشت معرفت میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام متحیر وسر گردان ہو کر سر بسجود ہو جائے اور خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا ہو کہ یہ کون ہیں تو بیچارہ ابن سلیمان کیا چیز تھا؟ دیکھئے ہر آدمی کی ایک قوت وطاقت ہوتی ہے وہ اس سے زیادہ چیز اٹھانے یا برداشت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا جیسا کہ دیکھنے کی قوت ہوتی ہے اس سے زیادہ دور یا حائلات کی موجودگی میں دیکھنے سے وہ عاجز ہوتا ہے اسی طرح ایک آدمی سو کلو گرام اٹھا سکتا ہے اگر اس پر ایک ہزار کلو گرام کا بوج ڈال دیا جائے تو وہ اٹھانے سے عاجز ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اٹھائے گا تو اس کے نیچے دب کر پس جائے گا اسی طرح معرفت کے بھی درجات ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ کا عارف ہوگا اس کی بھی ایک حد ہی ہے اس سے زیادہ عرفان کا وہ متحمل نہیں ہوسکتا اس کی ہم ایک مثال دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کسی درویش سے ملنے گیا تو اسے وہ دریا کے کنارے حق علی حق علیؑ علیہ الصلوات والسلام کرتا ہوا ملا اس شخص نے درویش سے کہا کہ حق اللہ بھی ہے اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی، قرآن میں بہت سی چیزوں کو حق کہا گیا ہے کیا حق یا سچ متعدد ہو سکتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں حق تو ایک ہی ہے..... پھر اس نے اسے مثال سے سمجھایا اور کہا یہ لو پیالہ اور دریا سے پانی لاؤ، وہ پیالہ بھر کر لایا تو اس درویش نے کہا اب دیکھو اس پیالے میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے..... درویش نے کہا دریا میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے، پھر پوچھا گھڑے میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے، اس کے بعد اس نے کہا ان سب میں پانی تو ہے مگر سارے کا سارہ پانی نہیں بلکہ ان کے اپنے اپنے ظرف کے مطابق ان میں پانی ہے اگر دریا اس گھڑے میں بھرنے کی کوشش کرو گے تو گھڑے سے بھی جاؤ گے، حق ایک پانی ہے جس کا نام علیؑ علیہ الصلوات والسلام ہے اب وہ سمندر کی شکل میں اللہ میں ہے

www.jamanshah.com

کوزے کی شکل میں مجھ میں ہے تجھ میں ہے ہر اس چیز میں ہے جسے اللہ جل جلالہ نے حق کہا ہے دیکھو گھڑا عاجز ہے کہ وہ سمندر کو اپنے پیٹ میں سما سکے اسی طرح بشر عاجز ہے کہ وہ عرفانِ کلی کو اپنے اندر سما سکے یہ تو ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا.....بس یہی بات تھی کہ جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا تھا کہ اے بشر تجھے بشری لحاظ سے کامل ترین کر دیا گیا ہے پھر بھی تو بشر ہی ہے خدا یا رسول تو نہیں جو ان کے گھر کے اسرار کو سمجھ سکے۔

آمدم برسر مطلب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا عین دوپہر سے لے کر آدھی رات تک اس کرائے کے مکان میں رہائش پزیر ہیں یعنی بغداد کے شہر میں قیام رہا آدھی رات کے بعد محمل تیار ہوا پردے کا مکمل انتظام ہوا رات کے پردے میں نور کی عماری میں معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنے غلام بشر بن سلیمان انصاری کی حفاظت اور سرتاج پاک کی غائبانہ سرپرستی میں سفر شروع کیا اور یہ مختصر کارواں پوری رات چلتا رہا اس طرح سرمن پہنچا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

آمد در سرمن رائے

وسط جمادی الاول 248 ہجری بمطابق وسط جولائی 863 عیسوی صبح کا وقت ہے سامرہ مقدس کے شہر نے دیکھا ایک ناقہ ہے جس پر شاہانہ انداز میں محمل سجا ہوا ہے اور اس کے ہودج پہ ریشمی سرپوش لگے ہوئے ہیں اور ناقہ نور آہستہ آہستہ سرمن مقدس کی گلیوں کی طرف بڑھ رہی ہے اور اس کے آگے بشر بن سلیمان النخاس سر جھکائے اس کی مہار کو شانے پہ رکھے خراماں خراماں چل رہے ہیں

ایک طرف تو یہ منظر ہے کہ ناقہ نور شہر کی گلیوں میں دھیرے دھیرے بڑھ رہی ہے دوسری طرف قصرِ امامت کے صدر دروازے پر زمانہ موجود کے دو امام علیہما الصلوات والسلام مصروفِ انتظار ہیں اور ڈیوڑھی کے اندر پاک مستورات صلوات اللہ علیہن نظروں کو قالینِ راہ بنائے بے قراری سے انتظار کر رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ان کے گھر اطہر کو ان کی اس پاک بہو صلوات اللہ علیہا نے اعزاز بخشا ہے کہ جس کی جبینِ مبین پہ ان کے گھر اطہر کی قسمت اور تقدیر کی تحریر مرقوم ہے، ان کے گھر کی خوش بختی اور خوش نصیبی جن کی آمد سے وابستہ ہے۔

جونہی ناقہ نور نے گلی کا موڑ کاٹا اور محمل پہ جناب ابوالحسن الثالث علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی فوراً بہو کے استقبال کو آگے بڑھے اور بشر بن سلیمان سے فرمایا کہ اب ناقہ کی مہار ہمیں دو کیونکہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی ساربانی کا اعزاز حاصل کریں

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مہار کو آنکھوں سے لگایا اور ناقہ کو لے کر درِ اطہر پہ لائے

دراطہر پہ مستورات مخدرات عصمت صلوات الله عليهن منتظر تھیں جب ناقہ بٹھائی گئی تو ہر طرف پردہ دیکھ کر اہلِ حرمِ توحید کنیزوں کے زمرے میں اپنی بہو صلوات الله عليها کے استقبال کے لئے ناقہ تک تشریف لائیں جناب ابوالحسنؑ الثالث علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے محمل کا پردہ اٹھایا اور تبریک وترحیب فرمائی اور شہنشاہِ یزداں اجلال علیہ الصلوات والسلام نے محمل کا سرپوش ہٹا کر اپنی پاک بہو صلوات الله عليها کو اس طرح خوش آمدید فرمایا۔

نظم سرائیکی

ڈیکھ کے محمل آکھن شاہِ جہاں خوش آمدید
مرحبا اے ملکہؑ کون و مکاں خوش آمدید

سارے ویڑھے پاک دی روحِ رواں خوش آمدید
ساڈے گھر آیائے خوشی دا کارواں خوش آمدید

وحدتِ کبریٰ دی مسند کوں ہا جیندا انتظار
اوں کوں آکھو رل کے حورانِ جناں خوش آمدید

گھر دے وچہ آنون بہو دا ہے خوشی دی انتہا
سینیںؑ استقبال کر ہن آہدیاں خوش آمدید

جب ناقہ کو بٹھایا گیا تو مولا امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے مرحبا کہا اور خود شفقتِ پدری سے محمل سے اترنے میں مدد فرمائی اور مزاج پرسی فرمائی اور فرمایا کہ اس طویل سفر میں آپ تھک تو گئیں ہوں گی؟ جواباً شرم وحیا کا سر جھکا کر عرض کی جب مسافر اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو ساری تھکن دور ہو جاتی ہے آپ کی زیارت سے تھکانِ سفر مثلِ گردِ سفر دھل گئی ہے درِ اطہر پہ مصروفِ انتظار مستورات میں جناب علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات الله عليها اور ان کی پاک ہمشیر جناب حکیمہ خاتون صلوات الله عليها

www.jamanshah.com

اوران کے حرمِ اطہر صلوات الله عليها یعنی والدہ جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام جناب س ل ی ل ہ صلوات الله عليها اور ہمشیر جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام جناب م س و م ن ہ صلوات الله عليها بھی تھیں اوران کے ساتھ بہت سی کنیزیں بھی تھیں سارے مستورات مخدرات عصمت صلوات الله عليهن نے معظّمہ دوراں صلوات الله عليها کو خوش آمدید کہا اور خاندانِ عزت اللہ لاکھوں عزتوں کے ساتھ اپنی پاک بہو صلوات الله عليها کو اپنے گھر میں لایا جب معظّمہ دوراں صلوات الله عليها گھر اطہر میں داخل ہونے لگیں تو امام ابوالحسنؑ الثالث علیؑ بن محمد تقی علیهم الصلوات والسلام نے مسکرا کر پاک بہو سے دریافت فرمایا

فقال لها كيف اراك الله عز لاالسلا مو شرف اهل بيت محمدؐ صلى الله عليه و آلہٖ وسلم ؟ فقالت صلوات الله عليها كيف آصف لك یعنی آپ نے اسلام کی عزت اور آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی عظمت کو کیسے پایا ہے؟ عرض کی آپ کے سامنے کیسے بیان کریں ، ہر علاقہ کا دستور ہے جب پہلی بہو پہلی بار سسرال کے گھر میں آتی ہے تو سسرال اسے حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ ضرور دیتا ہے اسی دستور کے مطابق امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

فقال لها انى اريد اكرمك .....ہم آپ کی تکریم چاہتے ہیں اور پہلی بار بہو کے آنے پہ کچھ دینا چاہتے ہیں کیا آپ ایک لاکھ دینار یعنی [ایک لاکھ تولہ سونا] لینا پسند کریں گی

ام بشرىٰ لك بشرف الابد ؟.....یا ہم آپ کو ایک ابدی شرف کی بشارت دیں

قالت صلوات الله عليها بل بشرىٰ لولد؟(R_16)

عرض کی دولت کے انباروں کو قدموں تلے روند کر اور اقتدارِ دنیوی کو ٹھوکر مار کر ہم آپ کی دہلیز تک پہنچے ہیں ہمیں دولت نہیں بلکہ اپنے قائم عجل الله فرجه الشريف بیٹے کی بشارت چاہیے،

قال علیه الصلوات والسلام فابشرى بولد ( ) يملك الدنيا شرقاً و غرباً ( )
يملا الارض قسطاً و عدلاً ( ) كما ملئت ظلماً و جوراً ( )

شہنشاہ معظم صلوات الله عليه نے ایک مکفی خوش خبری سنائی اور فرمایا کہ ہم آپ کو آپ کے

www.jamanshah.com

لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کی بشارت دیتے ہیں جو مشرق و مغرب کے حاکم ہوں گے اور جو دنیا کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے ظلم و جور سے بھری ہوگی جونہی یہ خوش خبری سنی تو فوراً سوال کیا..... فقالت صلوات الله عليها ممن ؟..... عرض کی کس شہنشاہ سے ہماری یہ اولاد ہوگی؟ فقال ممن خطبك رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم (R_17)

فرمایا تمہارے سرتاج جس کے ساتھ حضورِ اکرم صلى الله عليه و آله وسلم نے آپ کی نسبت طے کی تھی اب پہچانا؟ شرما کر عرض کی کیسے نہیں پہچانیں گے

و هل خلت الليلة لم يرنى فيها الامام عليه الصلوات والسلام(R_18)

عرض کی جب سے ملکۂ عالمین صلوات الله عليها نے کرم نوازی فرمائی ہے میری کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ جس میں ہم نے اپنے سرتاج عليه الصلوات والسلام کی زیارت نہ کی ہو۔

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب امام علی النقی علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہم آپ کو ایک لاکھ دینار یعنی ایک لاکھ تولہ سونا عطا فرمائیں یا ابدی شرف کی بشارت دیں تو آپ نے یہ دریافت نہیں کیا کہ کس شرف کی بلکہ فوراً بلا تامل و توقف فرمادیا کہ ہمیں ہمارے بیٹے کی بشارت دیں..... گویا انہیں اللہ جل جلالہ کے ازلی فیصلے کا کلی علم تھا اور خالق کے ازلی پروگرام کا مکمل علم حاصل تھا اس لئے آگاہ فرمانے سے پہلے فرمادیا کہ ہمیں اس لختِ جگر کی بشارت دیں جس کے لئے ہم نے روم جیسی اعلیٰ شاہی کو قدموں تلے روند کر اس گھر کی کنیزی پسند کی ہے جب گھر کی دہلیز کے اندر قدم رکھا تو سارے اہل خانہ نے محبت کے پھول نچھاور کئے ابدی مسرت نے آ کے قدم بوسی کی کائنات کی خوش نصیبیوں نے آ کر نعلین کے بوسے لئے اور اس طرح چادر تطہیر اوڑھے ہوئے شرم و حیا سے سر جھکائے ہوئے گھر اطہر میں داخل ہوئیں اور انہیں ایک آراستہ کمرے میں پہنچادیا گیا اور مزاج پرسی کیلئے سارے اہل بیت اطہار تشریف لائے

www.jamanshah.com

جب آپ نے آرام فرمالیا تو دوبارہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام ان کے کمرۂ مبارک میں تشریف لائے اوران کے ساتھ ان کی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا بھی بہو کی زیارت کو تشریف لائیں مزاج پرسی کے بعد شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے ملکہ دُوراں صلوات اللہ علیہا کے سر اطہر پر دست شفقت رکھا اس کے بعد ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک ہمشیرِ گرامی سیدۂ عالمین الثانی صلوات اللہ علیہا کو اپنے قریب بلایا اور پاک بہو صلوات اللہ علیہا کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا

فانہا زوجۃ ابی محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام و ام القائم عجل اللہ فرجہ الشریف (R_19) ہماری دستار کے وارث شہنشاہ معظم ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے حرم اطہر ہیں آپ کی بہو ہیں ان کی ہر حال میں حفاظت آپ نے کرنا ہے کل خدا جانے حالات کیا ہوں آج سے یہ آپ کے سپرد ہیں

یہ واقعہ سن 248 ہجری کا ہے

یہ بات عرض کرتا چلوں کہ جب ہم کسی روایت کو دیکھتے ہیں تو اس میں ہوتا یہ ہے کہ کسی کتاب میں ایک فقرہ ہوتا ہے تو دوسری میں وہ نہیں ہوتا مگر ایک اور فقرہ اس میں شامل ہوتا ہے اس طرح چند کتابوں کو دیکھنے کے بعد وہی روایت کئی اضافی فقروں کے ساتھ مکامل ہوتی دکھائی دیتی ہے اور میں یہ کرتا ہوں کہ ساری کتابوں کے سارے اضافی جملے اور فقرے اس میں شامل کر کے اس کا خلاصہ لکھ دیتا ہوں اس سے میرے قاری کو ایک تفصیل مل جاتی ہے ورنہ یہ واقعات ساری کتبِ غیبت میں لکھے ہوئے ہیں یعنی بحارالانوار کمپانی ج 13، غیبت طوسی، غیبت نعمانی، منتخب الاثر، غیبت طوسی سے لیکر درِ مقصود تک اکثر کتبِ غیبت میں یہ تفصیلات موجود ہیں اور میں حوالوں کی بھرمار دینے کی بجائے ایک آدھ کتاب کا حوالہ لکھ دیتا ہوں تا کہ مفہوم و ربط میں خلل واقع نہ ہو سامرہ، بغداد اور حلہ کے جغرافیہ کو آپ اگلے صفحہ پر دیئے گئے نقشہ سے سمجھ سکتے ہیں۔

www.jamanshah.com

نقشہ سامہ بغداد حلہ



www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

امھات الائمہ اطہار صلوات اللہ علیھن

دوستو یہاں ایسی کچھ باتیں کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سراسر عرفانیاتی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں مگر عرفانیاتی اسرار بھی کلام الٰہی اور احادیث سے باہر نہیں ہوتے بلکہ وہ احادیث و آیات کے باطن میں مضمر ہوتے ہیں جسے صرف عرفا کی نظر دیکھ سکتی ہے کیونکہ انکی نظر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تصرف کلی میں ہوتی ہے، دوستو کلام الٰہی میں ارشاد ہے

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون.....یٰسین

فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے پوری خلق وتخلیق کے [تین طرح] جوڑے بنائے ہیں ایک وہ جوڑے ہیں کہ جنکی جوڑے اس نے زمین سے اگائے ہیں ایک وہ خلق ہے جسکے جوڑے اس نے انکے نفسوں انکی نوع سے بنائے ہیں اور ایک وہ جوڑے ہیں کہ جنھیں کوئی بھی نہیں جانتا جن کا علم کسی کو نہیں کہ یہ جوڑے کیسے ہیں؟

اب یہاں تک تو بات آ پکی سمجھ آ گئی کہ نباتات ہیں تو انکے جوڑے زمین سے اگتے ہیں اور انسانوں اور حیوانات و جنات کے جوڑے انکے نفسوں یعنی انکی نوع کے افراد سے بنتے ہیں مگر اللہ جل جلالہ کچھ ایسے جوڑوں کی طرف بھی نشاندہی فرما رہا ہے کہ جنھیں کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ عقل انسان سے ماوریٰ ہیں جہاں عقل کی انتہا ہے وہاں سے بہت آگے ان جوڑوں کی ابتدا ہے انکے رازوں کو کسی صاحب عقل کی عقل پا ہی نہیں سکتی وہ کونسے جوڑے ہوتے ہیں؟

اب آپ سمجھ چکے ہیں کہ وہ جوڑے وہ ہوتے ہیں کہ جو معصومین علیھم الصلوات و السلام کے

بنتے ہیں یہ یہاں نہیں بنتے بلکہ ازل سے بنتے ہیں۔

اب یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جوڑا کہتے ہیں زوجہ اور شوہر کو یہاں یہ تخصیص نہیں کہ صرف شوہر کو کوئی نہیں سمجھتا شوہر ہی اللہ جل جلالہ کا راز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے راز ہیں اسی طرح ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا اللہ کا راز ہیں جس طرح امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اللہ جل جلالہ کا راز ہیں اسی طرح شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی اللہ کا راز ہیں جسطرح امام حسن علیہ الصلوات والسلام اللہ جل جلالہ کا پوشیدہ راز ہیں اسی طرح امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی وکدہ ماجد بھی اللہ کا راز ہیں جسطرح امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اللہ کا سربستہ راز ہیں اسی طرح ملکہ ایران صلوات اللہ علیہا بھی اللہ جل جلالہ کی سربستہ راز ہیں اسی طرح شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا بھی اللہ کا پوشیدہ راز ہیں بات پورے جوڑے کی ہے نہ کہ ایک کی۔

آپ کتب حدیث اٹھا کر دیکھیں جناب آدم علیہ السلام کی نسل بڑھانے کا جب وقت آتا ہے تو جس نسل میں نبوت و وصایت کو جاری رکھنا ہوتا ہے وہاں انکے لئے جنت سے حور آتی ہے اور جس نسل میں نبوت نہیں اس کیلئے ایک جن عورت کو لایا جاتا ہے کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ مظروف کیلئے ظرف کتنا اہم ہوتا ہے جس ظرف میں نبوت نے آنا ہے اس کیلئے کم از کم جنت کی حور چاہیے اور جن مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن نے خود اللہ جل جلالہ کے انوار ازلیہ کا ظرف بننا ہوتا ہے وہ عام لوگوں میں سے پکڑ لی جاتی ہیں؟

دوستو یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ملکہ روم معدن عصمت وطہار صلوات اللہ علیہا کا روم اظہار ہوا تھا ایک شاہی خاندان میں ظہور ہوا تھا مگر انکی حقیقت عالیہ کے بارے میں قرآن فرما رہا ہے اسے کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی کبھی کوئی جان سکتا ہے کہ وہ کون تھیں انکی حقیقت کیا تھی وہ کس طرح انسانی دنیا میں تشریف لائیں اور کس طرح اس دنیا

www.jamanshah.com

میں رہیں یہ سب کچھ اللہ جل جلالہ کا ایک راز ہے۔

غالبًا جناب علی بن طاؤس اعلیٰ اللہ مقامہ کا قول ہے کہ اگر پاک حسنین علیہما الصلوات والسلام نے بچوں کے روپ میں ظاہر نہ ہونا ہوتا تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً عقد کبھی نہ ہوتا .....عرفا کا قول ہے کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً شوہر اختیار فرمانا ایسا ہے جیسے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جامہء بشری میں تشریف لانا یہ اللہ جل جلالہ کا کمال ہے کہ اس نے اپنے نور ذات کو کس طرح بشریت میں ڈالا

اب یہاں میں صرف یہی عرض کرونگا کہ ملکہ روم صلوات اللہ علیہا بھی اللہ کا ایک ایسا سربستہ راز ہیں کہ جسے کبھی بھی نہیں کھلنا..... یہ تو آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور خروج میں سارے مخفی راز کھل جائیں گے کیونکہ اس وقت تقیہ کلی طور پر ساقط ہو جائیگا کیونکہ اس دور میں کوئی بھی ایسا کم ظرف و مستضعف موجود نہ ہوگا جو رازوں کا متحمل نہ ہو سکے گا بلکہ سب کو کامل کر دیا جائیگا مگر چاہے کوئی لاکھ کمال ہو جائے مگر بشر ہی ہے اس لئے وہ اللہ جل جلالہ کے انوار ذات کے رازہائے سربستہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

قصرِ امامت

اس سے قبل کہ بات کو آگے بڑھایا جائے آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس وقت ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا قصرِ امامت میں تشریف لائی تھیں تو اس وقت خانۂ اطہر بہت وسیع تھا اس وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کا اپنا گھر بھی موجود تھا جو اچھا خاصہ وسیع تھا ان کے گھر اطہر کے چاروں طرف تیس سے بھی زیادہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے گھر موجود تھے اور ان کی درمیان میں قصرِ امامت تھا اور یہ قصرِ امامت اتنا وسیع تھا کہ اسے چار حصوں میں بانٹا گیا تھا ایک حصہ میں جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے تین بھائی یعنی جناب جعفرِ تواب سلام اللہ علیہ اور جناب محمدؑ اسد الدجیل اور جناب حسینؑ علیہم الصلوات والسلام رہتے تھے

دوسرے حصہ میں ان کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی رہائش تھی

تیسرے حصہ میں ان کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سکونت پذیر تھیں

چوتھا حصہ خود جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کا تھا اور یہ حصہ سب سے خوب صورت تھا جیسا کہ اس گھر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اتنا خوب صورت تھا کہ لگتا تھا پوری دنیا کے عظیم ماہرِ تعمیرات اور صناع جمع کر کے اسے بنایا گیا تھا جس میں خوب صورت آرک نما محرابیں بنی ہوئی تھیں اور اس پر لکڑی کا کام بڑی نفاست سے کیا گیا تھا۔

اس کے باوجود تقریباً چھ سال معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے پاک سرتاج کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر اطہر میں گزارے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے گھر کی موجودگی میں ملکۂ دوراں صلوات اللہ علیہا کو پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر میں

رہائش دینے کے آخر کیا وجوہات تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو انہیں آنے والے وقت میں بہت سی اہم ذمہ داریوں کو سنبھالنا تھا اور ان ذمہ داریوں کے لئے سخت تربیت کی ضرورت تھی جو انہیں پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے دینا تھی کیونکہ ان کی آغوشِ عاطفت میں اس سرمایہِ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام نے پروان چڑھنا تھا کہ جو اولین و آخرین مع خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سب کی محنتوں کا ثمر تھا اور جو جملہ انبیاء کی تبلیغات کا نتیجہ اور جملہ مظلومین کی صعوبات کا اجرِ عظیم تھا اور جملہ صالحین کے اعمال کا ثواب تھا اور انسانیت کا روشن مستقبل اور جملہ ماضی کا ماحصل تھا اس لئے انہیں ایسی آغوشِ عاطفت فراہم کرنا تھی کہ جو اولین و آخرین میں سے کسی کو میسر نہ ہو اس لئے پورے چھ سال پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے ایسی تربیت فرمائی کہ یہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا چھ سال کے عرصہ میں اس پاک خاندان کی جزوِ لاینفک بن گئیں۔

دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ یہ مقدس گھر پوری دنیا کو عزت افزائی کا درس دینے والا گھر تھا اور ملکۂ عالمین ایمورین خاندان کی شہزادی تھیں اس گھر پاک میں کنیز بن کر آئیں تو یہاں انہیں پہلے ربیعہ بیٹی کا اعزاز ملا پھر حقیقی بیٹی کا شرف ملا اور پھر بہو ہونے کا مقام اعلیٰ حاصل ہونا تھا گویا اعزاز پر اعزاز دے کر نور علیٰ نور بنایا جا رہا تھا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شرفاء کے ہاں شادی بیاہ کے کچھ روایات و رسومات ہوتے ہیں اور ان کی ادائیگی کیلئے دو گھروں کا ہونا ضرور ہوتا ہے یعنی سسرال اور میکے کا ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ دلہن کو میکے سے رخصت ہونا ہوتا ہے اور سسرال میں جانا ہوتا ہے۔

اب یہاں صورتِ حال یہ تھی کہ سسرال تو روم میں چھوڑ آئے تھے یہاں نہ کوئی بھائی نہ بہن نہ ماں نہ باپ نہ کوئی خاندان والا جو کہ ان کی سرپرستی کرتا اس لئے ان کے لئے ایک گھر کو میکا بنانا تھا ایک گھر کو سسرال بنانا تھا اور اس طرح شادی کے رسومات کی

www.jamanshah.com

تکمیل کی جاسکتی تھی تا کہ انہی کے ایک گھر سے ان کی ڈولی اٹھے کوئی تو ہو جو ماں کی طرح سینے سے لگا کر رخصت کرے کوئی تو ہو جو بزرگوں کی طرح وداع کرے اور اس عالم مسافرت میں انہیں کسی رشتہ دار کی کمی تک محسوس نہ ہو سو اس کیلئے ضروری تھا کہ انہیں پھوپھی پاک صلوات الله علیها کی بیٹی بنا دیا جائے اور وہی ان کا مکمل خاندان بن جائیں۔

ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ یہاں ان کے ولی شرعی کا مقام بھی کسی نے لینا تھا اور یہاں ان کا سرپرست کسی کو بنانا ضروری تھا جو والدین کی طرح رخصت کرے، سو یہ ذمہ داری پھوپھی پاک صلوات الله علیها کے سپرد کر دی گئی اور انہوں نے یہ ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی بھی تھی۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

اسیری جناب ابومحمد العسکری

علیہ الصلوات والسلام

248 ہجری میں معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے خانہِ تطہیر کو زینت بخشی 252 ہجری تک یہ شہنشاہ ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر میں قیام پذیر رہیں یہ مستعین باللہ عباسی کا زمانہ تھا اسی سن میں ماہ محرم میں مستعین باللہ عباسی فی النار ہوا اور آخرِ محرم کے بعد اس کی جگہ پر معتز باللہ عباسی ملعون تختِ خلافت پر قابض ہوا جو 255 ہجری تک حاکم رہا لیکن اس نے اوائل سال 252 ہجری میں مطلعِ ولایت کے گیارہویں تاجدار صلوات اللہ علیہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس وقت ان کی عمر بیس یا اکیس سال تھی اور یہ وہ زمانہ تھا کہ ان کے سرِ اطہر پر ابھی بابا پاک صلوات اللہ علیہ کا سایہ باقی تھا اس حکم کی تعمیل کے لئے ملعون کے فوجی درِ اطہر پر آئے اور انہیں ساتھ لے گئے اب یہ بات تاریخ نہیں بتاتی کہ امام ابوالحسنؑ الثانی نقی صلوات اللہ علیہ نے اپنے نوجوان بیٹے کو ظالمین کے حوالے کس طرح کیا ہوگا؟ اور اس وقت ان کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا اور پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا اور دیگر مستورات صلوات اللہ علیہن کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ اور انہوں نے اپنے جوان بیٹے کو کس طرح اپنے ہاتھوں سے دشمنوں کے ساتھ رخصت کیا ہوگا اور خصوصاً ملکہ روم معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے دل پہ کیا گزری ہوگی کہ جو شاہی اور تختِ قیصر کو اس کریم علیہ الصلوات والسلام کی محبت میں ٹھکرا کر آئی تھیں یہ بھی تاریخ میں نہیں لکھا کہ کس پاک مستور سے کس طرح وداع ہوا، ہاں دل یہ مانتا ہے کہ جب بھی ایسے بیٹے جدا ہوتے ہیں خاندان والوں کے دلوں پہ

www.jamanshah.com

قیامت بپا ہو جاتی ہے اور آنکھیں ساون کی گھٹائیں بن کر برستی ہیں پورا گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے بہر حال ظالمین انہیں دربار میں لائے معتز باللہ عباسی ملعون نے اپنے معتمد خاص علی بن یارمش کو بلایا (یہ ترکی النسل غلام تھا) اسے بلا کر اس نے حکم دیا کہ انہیں اپنے محل کے کسی تہہ خانہ میں پابندِ رضائے الٰہی کر دے۔

اس کا مقدر بھی عجیب تھا یہ اس کریم کو اپنا دشمن سمجھ کر گھر لایا مگر یہ کریمِ ازل اس کے لئے جہنم سے نجات دینے والے بن کر اس کے گھر تشریف لائے علی بن یارمش نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان پر ہر قسمی سختی روا رکھو خورد و نوش میں بھی تنگی دینا ہے اور ایذا سے کبھی دست کش نہیں ہونا اس نے جب ان رومی غلاموں کو یہ احکام دے کر روانہ کیا تو وہ ظلم کی نیت سے ان کے نور محل کے قریب آئے

امام صلوات اللہ علیہ نے انہیں نام بہ نام پکارا اور رومی زبان میں ان سے کلام فرمانا شروع کیا اس پر ان غلاموں کو بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد وہ روزانہ حاضر ہوتے اور پاک کلام سے مستفید ہوتے اور اکثر اوقات جب وہ آتے تو انہیں مصروفِ نماز پاتے اور دن کو روزہ سے رہتے۔

ایک دن علی بن یارمش نے غلاموں سے کہا کہ ان پر ظلم بڑھا دیں ان غلاموں نے کہا کہ کس پر ظلم کرنا ہے؟ کیا فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ظلم کرنا ہے جو دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار ہیں اس صاحبِ وجاہت صلوات اللہ علیہ پر ظلم کرنا ہے جن کے چہرے پر نگاہ پڑ جائے تو ہیبتِ الٰہی دیکھ کر دل دھڑکنا بھول جاتے ہیں، اس نے کہا تم بڑے نمک حرام ہو میرے غلام ہو اور میرے نافرمان بھی ہو، انہوں نے کہا ہم نمک حرام ہوں گے مگر تم جیسے نہیں کیونکہ جس کی نعلین کا صدقہ تم کھا رہے ہو اسی کریم کے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ پر ظلم کرنے کا حکم بھی دے رہے ہو اب بتاؤ اصل نمک حرام تم ہو یا ہم ہیں؟

www.jamanshah.com

تم لوگ جن کا کلمہ پڑھتے ہو جس ذات سے آخرت اور جنت کے حصول کی امید رکھتے ہو جس ذات کی وجہ سے دوسرے اقوام پر فخر کرتے ہو انہی کے لخت جگر کو قید مصیبت میں رکھنے کے بعد کیا تم آخرت میں کسی رعایت کی امید رکھ سکتے ہو؟

کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ یہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں ہیں؟

ان باتوں پر غور کر کے بتاؤ ہم نمک حرام ہیں یا تم نمک حرام ہو؟

یہ سن کر اس کے دل پر چوٹ لگی اور یہ روتا ہوا حاضرِ بارگاہ ہوا اور توبہ کی اور معافی چاہی اور اس کے بعد یہ ہمیشہ غلامی کرتا رہا اس طرح ماہِ صفر 254 ہجری بمطابق فروری 868 عیسوی میں دو سال کی اسیری کے بعد گھر جانے کی اجازت ملی

اور یوں دو سال بعد گھر تشریف لائے

(R_20)

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

جناب اسدالدجیل

علیہ الصلوات والسلام

اسدالدجیل جناب ابوجعفر محمد بن جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کا یہاں ذکر پاک کرنا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے صاحبِ جلال بھائی ہیں

یہ بات سارا عرب جانتا ہے کہ عرب کے لوگ دنیا میں صرف دو پاک ہستیوں سے ڈرتے ہیں ایک تو جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام ہیں اور دوسرے یہ اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام ہی ہیں،

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے انصاف اور فیصلے میں دیر نہیں ہے کیونکہ ان کے گھر میں نہ دیر ہے نہ اندھیر ہے، جھوٹی قسم کھانے والے کو ان کے دربار میں فوراً سزا ملتی ہے یہ ابومحمد حسنؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے بڑے بھائی تھے۔

ان کا سنِ ولادت 231 ہجری ہے اس طرح یہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام سے ایک سال بڑے تھے انکے بارے میں صاحب منتھی الآمال فرماتے ہیں کہ یہ جناب کلی طور پر امامت وولایت کی صلاحیت کے حامل تھے۔

جیسا کہ انکے بارے میں سارے شیعوں کا خیال تھا کہ ہمارے مستقبل کے امام زمانہ یہی جناب ہونگے اور امام علی نقی الہادی علیہ الصلوات والسلام نے انکے حکم کو اپنا حکم فرمایا تھا اور اس دور میں جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام عام لوگوں سے کم ملتے تھے بلکہ اکثر لوگوں نے تو انکی زیارت بھی اس وقت کی تھی جب جناب اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام

کی وفات ہوئی تھی، کیونکہ عام شعیوں کا یہی خیال تھا کہ ہمارے مستقبل کے امام زمانہ یہی جناب ہونگے مگر انکی وفات بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی رحلت سے پہلے ہوگئی جسکی وجہ سے عام یہ تاثر پیدا ہوا کہ منصب امامت کے معاملے میں کوئی بداواقع ہوا ہے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ آئمہ کی جو فہرست ازل سے مرتب ہوئی تھی اس میں قطعی بداواقع نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ممکن ہوتی ہے جو اسمائے مبارکہ لوح جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا پر جناب جابر نے تلاوت کیے تھے وہی ہمیشہ سے مقرر تھے یہ نظریہ بدا اس دور کے شیعوں کا اشتباہ ہے۔

جناب اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام کا واقعہ رحلت اس طرح ہے کہ جب معتز باللہ عباسی ملعون نے جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کی گرفتاری کا حکم دیا تو اس صاحبِ جلال کو بہت جلال آیا اور اس جلال کے عالم میں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ ظلم ہم سے نہیں دیکھا جاتا ہمارے بھائی کو اس طرح گرفتار کرنا ہم سے نہیں دیکھا جاتا اور اہلِ حرم کا گریہ و بکا اور مستورات صلوات اللہ علیہن کا یہ غم ہم برداشت نہیں کر سکتے

اس پر ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام یعنی ان کے بابا پاک نے فرمایا بیٹے آنے والے وقت میں تو اس سے بھی بڑے ظلم ہونے والے ہیں اس لئے ہم اس وقت آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ فوراً اپنے جد پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس مدینہ چلے جائیں، یہ حکم پا کر عرض کی ہمیں بھائی کی رہائی تک یہاں رہنے کی اجازت بخشی جائے ہم ان کے آنے کے بعد مدینہ کو روانہ ہو جائیں گے۔

اس طرح یہ دو سال بھائی کے انتظار میں سامرہ میں رہے مگر اس درد نے جگر ایسا زخمی کر دیا کہ بیمار رہنے لگے جب جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام واپس گھر تشریف لائے تو چند دن بعد انہوں نے مدینہ جانے کا پروگرام بنا لیا اور جب وہاں سے روانہ ہونے

www.jamanshah.com

لگے تو بھائی سے فرمایا جن آنے والے مصائب کا بابا جان علیہ الصلوات والسلام نے ذکر کیا تھا انہیں دیکھنے تو کجا ان کے سننے تک کی بھی نوبت نہیں آئے گی ہم آخری بار مل رہے ہیں شاید ہم پھر نہ مل سکیں یہ اپنے چھوٹے بھائی کو گلے سے لگا کر بہت دیر تک روتے رہے اور اس طرح اہلِ حرم سے وداع کیا اور روانہ ہو گئے، سامرہ مقدس سے ایک منزل جنوب میں سفر کیا اور صحرائے دجیل کے ایک شہر بلد پہنچ گئے (جو اس وقت مین روڈ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے)

جب وہاں پہنچے تو جدِ اطہر علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے بلاوا آ گیا اور یہ راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ جو غلام انکے ساتھ تھے ان میں سے ایک نے فوراً سامرہ میں اطلاع دی تو امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام اہلِ حرم کے ساتھ بلد میں تشریف لائے بھائیوں نے تجہیز و تکفین کی جب ان کے جنازہ کو باہر لایا گیا تو امام حسنِ عسکری علیہ الصلوات والسلام نے شدتِ گریہ سے اپنا گریبان چاک فرمایا اس پر ایک صحابی نے دلاسہ دیتے ہوئے عرض کی آپ سے تو بے صبری کی توقع نہ تھی اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جب جناب موسیٰ علیہ السلام کے بھائی جناب ہارون علیہ السلام کا وصال ہوا تھا تو انہوں نے بھائی کے جنازے پہ اپنا گریبان چاک کیا تھا کیا ہمارے بھائی جناب ہارون علیہ السلام سے کم ہیں یا ہماری محبت جناب موسیٰ علیہ السلام سے کم ہے؟

ان کی وفات حسرت آیات کا سن 254 ہجری ہے (R_21)

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ہر دور میں حفاظت امام وقت کا خصوصی اہتمام کیا گیا جاتا رہا ہے اس لئے جناب اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام کو بھی جناب محمد الع سکری علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کے پیشِ نظر عوام کے سامنے رکھا گیا تھا کہ ہر کوئی یہ سمجھے کہ یہی امام ہوں گے یہی دستار کے وارث ہوں گے اور امام عالی مقام کو پسِ پردہ رکھا گیا حتیٰ کہ شیعوں میں سے اکثر لوگ ان کے چہرے تک سے شناسا نہ تھے۔

www.jamanshah.com

جب جناب اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام کا وصال ہوا تو سارے مومنین بلد حاضر ہوئے تجہیز و تکفین و تدفین کے بعد امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

یا بنی احدث لله شکراً فقد احدث فیك امراً..... طوسی ص 122

اے لختِ جگر اب اللہ جل جلالہ کا اس واقعہ کے بارے میں شکر کریں جو کچھ اللہ جل جلالہ چاہتا تھا وہ حادث وظاہر ہو گیا اور آپ کی امامت کا اظہار فرما دیا گیا ہے اب آپ ہی امام کی حیثیت سے سامنے آ جائیں.....اس وقت جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے فرمایا۔الحمد الله و شکراً لله

اس واقعہ سے عام شیعوں میں یہ تصور پیدا ہوا کہ امامت میں بدا واقع ہوا ہے اس پر کچھ لوگوں نے عرض بھی کی کہ کیا بدا واقع ہوا ہے؟ اس کا جواب ان کی تسلی کے لئے اثبات میں دیا گیا اس کے باوجود پھر بھی کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے جناب اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام کو اپنا امام غیب مانا اور وہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کو امام نہیں مانتے تھے اور ان کا فرقہ کافی عرصہ تک چلتا رہا جو محمد یہ فرقہ کے نام سے مشہور تھا جن کے نظریات کی نفی شیخ طائفہ نے اپنی کتاب غیبت میں کی ہے یہاں اس کی تفصیل نہیں دے سکتا، تفصیل کے لئے دیکھئے.....غیبت طوسی ص 121 وغیرہم

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

عظمت وشان

ہم اپنے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اوران کی والدہ ماجدہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے تاریخی حالات کا ایک جائزہ پیش کر رہے ہیں اور یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے فضائل پہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے جائیں کیونکہ ہمارے زمانہ کی خاتونِ اول یہی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا ہیں اوران کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوجاتا ہے کہ جب بھی ان کی زیارت خود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف پڑھتے ہیں تو زیارت میں یہ فقرہ وہ خود ادا فرماتے ہیں

السلام علیكِ یا من تربیتھا الولی اللہ الامین اشھد انك ادیت الامانت

(مفاتیح الجنان)

اے اللہ کے ولی کی ربوبیت فرمانے والی معظّمہ صلوات اللہ علیہا آپ پر ہمارا سلام ہو اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے امانتِ نورِ الٰہی کو خوب ادا فرمایا ہے۔

ازل سے بھی ماقبل ان کی آغوشِ نورانی اور جبینِ سبحانی کو ان انوارِ الٰہی کا امین بنایا گیا تھا اور جنہیں اللہ نے اپنے انوارِ ذات کا امانت دار بنایا ہو ان کے مقامِ غیب الغیوب کو کون سمجھ سکتا ہے؟

ان مخدراتِ وحدت والوہیت صلوات اللہ علیہا کا ظاہری تعلق چاہے جس گھر ہی سے کیوں نہ ہو یہ اللہ کے غیبِ مطلق ہیں۔

ہمارے امامِ زمانہ شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی زیارت کو جب بھی تشریف لاتے ہیں تو یہ فقرہ بھی ضرور ادا فرماتے ہیں

السلام علیكِ ایتها المستودعه اسرار رب العالمین(R_22)
اے ہماری وہ معظّمہ مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا کہ جنہیں رب العالمین کے رازوں کا امانت دار بنایا گیا آپ پر ہمارا سلام ہو۔
ظاہراً جس گھر میں یہ تشریف لائیں اس گھر کا ایک بھی فرد ظاہراً مسلمان تو کیا کسی نے کلمہ تک زبان سے ادا نہیں کیا تھا سوائے جناب نوفل بن میخائیل کے جو ان کے دادا تھے ان کے علاوہ پورے کے پورے آباء واجداد نصرانی تھے مگر اس معظّمہ صلوات اللہ علیہا کی وجہ سے خود امامِ دوران عجل اللہ فرجہ الشریف زیارت میں فرماتے ہیں۔
السلام علیكِ و علیٰ آباك الحواریین
آپ پر اور آپ کے آبائے حواریین پر بھی ہمارا سلام ہو کہ جو سارے کے سارے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین تھے۔ مفاتیح الجنان، زیارت ملکہ روم صلوات اللہ علیہا (R_23)
اب اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کے آباء میں سے صرف ایک جناب شمعون علیہ السلام ہیں جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے مگر اس سلام میں جمع کا صیغہ یعنی (آباك) کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی ان کے پورے سلسلہء نسب کو ان کی ذات کی وجہ سے داخلِ حواریین کر دیا گیا ہے اور ان پر سلام بھی وارد ہوا ہے اب اس سے ان کی عظمت کا اندازہ کر لیں کہ ان کی عظمت اور شان کیا ہوگی؟ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا سن 248 ہجری میں روم سے تشریف لائیں خانہِ توحید و رسالت میں چھ سال تربیت کاملہ ہوئی ان چھ برسوں میں اپنے سرتاجِ ازل علیہ الصلوات والسلام سے دو سال کے لئے جدا بھی رہنا پڑا کیونکہ وہ امت ملعون کی حراست میں رہے جس دن معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا اس پاک گھر میں تشریف لائیں اسی دن پہلے ہی تعارفی پروگرام میں یہ بات سارے اہلِ خانہِ توحید و رسالت پر واضح فرما دی گئی تھی کہ یہ وہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہیں کہ جنہوں نے ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ہونے کا

www.jamanshah.com

اعزاز پانا ہے اور روزِ اول جب بشر بن سلیمان کو بلایا گیا تھا تو سارے اہلِ حرم کو ان کے لے آنے کے مشورے میں شامل کیا گیا تھا اس مشورہ میں بھی ان کا تعارف یہی ہوا تھا کہ جس معظّمہ صلوات اللہ علیہا کو لانے کا پروگرام بن رہا ہے انہوں نے جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو زینت دینا ہے اور انہی نے اس گھر کا مالک ہونا ہے یہ ساری باتیں Under Stood تھیں اور ان کی آمد سے پہلے ان کی شان کی مناسبت سے انتظام بھی فرما لیا گیا تھا اس لئے سارا پاک خاندان ظہورِ نورِ الٰہی کا شدت سے انتظار کر رہا تھا گھر کا ہر فرد چاہتا تھا کہ ہم جلد از جلد اپنے پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل کریں والدہ ماجدہ کی یہ خواہش ہوگی کہ ہم اپنی جھولی میں اپنے پوتے کو کھیلتا ہوا دیکھیں پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کی یہ آرزو ہوگی کہ ہماری بھابھی جلدی ہمارے گھر آئیں بھائیوں کی یہ تمنا ہوگی کہ بھائی کا گھر آباد دیکھیں اس طرح سارا گھر ظہورِ نورِ الٰہی کا مشتاق تھا مگر یہ سارا انتظام مشیت الٰہی کے ماتحت تھا اس میں گھر پاک کے ہر فرد کی خواہش تو ہو سکتی تھی مگر مداخلت کی کسی کو اجازت نہ تھی کیونکہ اصل فیصلہ تو خلاقِ ازل نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔

یہ بھی ہے کہ ہر امر کی ایک انتہا ہوتی ہے وہ زمانہ بھی آ گیا کہ خالق نے اپنا فیصلہ سنا دیا مگر اس میں پورے چھ سال گزر گئے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

تقریبِ شادی ورخصتی

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ رسم نکاح تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ادا فرمادی تھی پھر باطنی طور پر رخصتی بھی ہوچکی تھی مگر اس ظاہری دنیا کے لحاظ سے ابھی یہ سارا معاملہ التوا میں رکھا گیا تھا..... یہ ربیع الاول 254 ہجری کا واقعہ ہے کہ جب اس پر ظاہری طور پر عمل ہوا اس کی روایت جناب شہنشاہِ معظم ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے ہے وہ فرماتی ہیں ایک دن جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حسب دستور ہم ان کے لئے تعظیماً اٹھے اور بڑھ کر انہیں پیار کیا اور انہیں اپنے کمرے میں لے آئے اور انہیں اپنی مسند پہ بٹھایا اور وہ ہمارے ساتھ مصروف کلام تھے کہ اسی دوران ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا ہمارے کمرے میں تشریف لائیں اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے سرتاج ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں اور وہ اپنے خیال میں کمرے میں داخل ہوئیں جونہی انہوں نے اپنے ہونے والے سرتاج کو غیر متوقع طور پر اپنے سامنے پایا تو گھبرا گئیں اور شرم سے سرِ اطہر جھکا لیا ادھر شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑ گئی ہم نے لختِ جگر سے سوال کیا بیٹا اس طرح مسکرانے کی کوئی خاص وجہ ہے؟

کیا لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے کوئی نیا فیصلہ نظر آیا ہے؟

فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیہا آپ پر لاکھوں درود وسلام ہوں ہم تو ان کے بارے میں قدرت کے اس ازلی فیصلہ پر مسکرا رہے تھے کہ وہ کتنی خوش اسلوبی سے اپنی تکمیل کی

طرف محوِ خرام ہے.....اس کے بعد کچھ دیر ہمارے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام ہمارے پاس رہے جب وہ ہم سے رخصت ہو کر چلے گئے تو ہم سوچ رہے تھے کہ شاید اب ظہورِ نورِ توحید کا وقت قریب ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ آج اپنے برادر بہ جان برابر سے اس کے بارے میں ضرور استفسار کریں گے کہ منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہورِ پرنور میں سے کتنا وقت باقی ہے؟(R_24)

ان کے جانے کے بعد ہم حسبِ معمول جناب ابوالحسنؑ الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بات زبان پر نہ آ سکی، ہم ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ سلسلہ کلام کا آغاز کس طرح کیا جائے یعنی ہم موزوں الفاظ تلاش کر رہے تھے کہ انہوں نے خود ہی کلام کا آغاز فرمایا اور ہم سے فرمایا کہ زمانے کا دستور ہے کہ بیٹے والے ہمیشہ بیٹی والے کے گھر جا کر خواستگاری کرتے ہیں مگر اس کے برعکس ہم آپ سے اپنے ہی گھر میں یہ بات کر رہے ہیں کہ شہزادیِ روما صلوات اللہ علیہا آپ کی حقیقی دختر کے برابر ہیں اور ہم اپنے لختِ جگر کے لئے ان کا ہاتھ آپ سے اپنے ہی گھر میں مانگ رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹی ہمارے گھر میں ہماری بہو بن کر آ جائیں تو ہمارے گھر کی رونقیں دوبالا ہو جائیں گی۔

ہم نے عرض کی اس میں شک نہیں ہے کہ وہ ہماری بیٹی ہیں مگر وہ آپ کی امانت بھی ہیں اور ہماری جملہ امیدوں کا مرکز بھی وہی ہیں اور ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور خوشی کیا ہوگی کہ ہماری بیٹی ہمارے بھائی کی بہو بن کر آئے اور آج تو ہم آئے ہی یہی دریافت کرنے کیلئے تھے کہ آپ نے ہماری زبان کی بات لے لی ہے اور خود ہی فرما دیا ہے ہماری طرف سے تیاری مکمل ہے اب تو آپ کی طرف سے ہی دیر ہے، انہوں نے فرمایا ہماری طرف سے بھی دیر نہیں ہے۔

ہم نے عرض کی آپ تاریخ مقرر فرمائیں اور نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔

www.jamanshah.com

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اسی وقت کنیزوں کو بھیج کر سارے اہلِ خانہِ توحید کو اطلاع دی کہ آپ سارے ابھی ابھی قصرِ امامت میں تشریف لائیں

اطلاع ملنے کی دیر تھی کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا اوران کی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا اور جدہ طاہر صلوات اللہ علیہا اور دیگر مستورات صلوات اللہ علیہن جناب ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں جمع ہوگئیں پھر تاریخ طے ہوئی اور پروگرام بننے لگا کہ کون میکے والا بنے گا؟ اور کون سسرال سے آئے گا؟ کیونکہ ان کا میکا تو روم میں رہ گیا تھا اس لئے فیصلہ یہ کرنا تھا کہ کون بھائی کی طرح رخصت کرے گا کون ماں کی طرح سامان جہیز اور مہندی بری کی رسمیں ادا کرے گا اور آرائشِ گیسوئے معنبر کے فرائض کون ادا کرے گا؟

تاریخ کی یہی خامی ہے کہ یہ واقعات کو کرخت اور کھردرے الفاظ میں لکھ دیتی ہے اور لطیف جذبات واحساسات کو بے دردی سے کچل کر گزر جاتی ہے اور لطیف جذبوں کے پیاسے دلوں کی ضروریات کو یکسر نظر انداز کر جاتی ہے بس یہاں بھی یہی کچھ ہوا ہے۔

مؤرخین نے ان لطیف جزئیات کو قلم بند نہیں کیا کہ جو ایک محبت اور عقیدت سے لبریز دل کی اصل ضرورت ہوتے ہیں مگر دل بھی کیا چیز ہے کہ جو تاریخ کے خشک پتھروں کو فشار دے کر احساسات کو خود ہی نچوڑ لیتا ہے۔

یہ تو ہر آدمی سوچ سکتا ہے کہ ایک ایسی شادی کی رخصتی جس کا جملہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام مدت سے منتظر ہوں، جس کے جملہ انبیاء علیہم السلام منتظر ہوں جس کے اولین وآخرین منتظر ہوں اولیاء اوصیاء ملکوت کروبیاں روحانیان غلمان وحورانِ جناں منتظر ہوں کیا وہ شادی بغیر انعقادِ جشنِ مسرت یونہی سی ہوگئی ہوگی؟

بظاہر اس گھر کی شادیاں سادگی سے ہوتی ہیں جیسے ملکہ عالمین ام الحسنینؑ صلوات اللہ علیہا کی شادی بھی ظاہراً انتہائی سادگی سے ہوئی تھی مگر جشنِ مسرت عرش کی بالکونیوں میں منایا

www.jamanshah.com

گیا تھا اور قصر و قصورِ فردوس میں اور باغاتِ ارم میں جشن منائے گئے اور عرش سے در ہائے ثمین نچھاور کئے گئے بارات کے ساتھ لاکھوں حوریں نغمہ سرا آئیں

اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جو شخصیات جہاں کے رہنے والے ہوتے ہیں ان کی مسرتوں کا جشن بھی ان کے وطنِ مالوف میں منایا جاتا ہے جیسے اولمپک مقابلوں میں جیتنے والی ٹیم کا جشنِ مسرت ان کے اپنے ملک میں منایا جاتا ہے اسی طرح یہ انوارِ الٰہی اصل ساکنانِ عرش معلیٰ تھے یہ اس دنیا میں آ کر پردیسی ہوگئے تھے اس لئے یہ پردیس میں اپنی مسرتوں کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے بلکہ ان کی مسرتوں کے جشن ان کے وطنِ مالوف میں خود خالقِ کائنات مناتا ہے ان کے ولیمے وہاں برسوں چلتے ہیں خالقِ کائنات انبیاء علیہم السلام و ملکوت و حورانِ جناں کے ساتھ ان کی مسرتوں کے وہ جشن مناتا ہے کہ ازل و ابد جھوم اٹھتے ہیں اور ان تقریبات کی مسرتوں کا کوئی اندازہ بھی نہیں کرسکتا

شہنشاہ معظم ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ کی شادی خانہ آبادی کا اس دنیا میں بھی اہتمام کیا گیا تھا کیونکہ پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کے دل میں روزِ اول سے یہ خواہش تھی کہ اپنے بھائی کہ سر اطہر پہ سہرہ دیکھیں مگر یہ خواہش اس وقت اور شدید ہوگئی جب ان کے سامنے ان کا ایک جوان بھائی رخصت ہوا یعنی جناب اسد الدجیل صلوات اللہ علیہ کے وصال الی اللہ کے بعد تو ان کا دل اپنے بھائی کی خوشیوں کیلئے بے قرار تھا اور اسی میں ان کے زخمی جگر کا اعلاج بھی تھا اسی طرح والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی بھی یہی خواہش روزِ اول سے تھی مگر اس میں بھی شدت اس وقت پیدا ہوئی جب جوان بیٹے کا صدمہ دل کو پہنچا اس لئے یہ خوشی انتہائی اہم تھی اور ضروری بھی تھی۔

تاریخ تو اتنا بتاتی ہے کہ جس تاریخ کا فیصلہ ہوا اس دن پھوپھی پاک نے بیٹی کو دلہن کی طرح آراستہ فرمایا کنیزوں کو سہرہ سرائی کا حکم دیا اس کے بعد پاک بھائی کے ہاں اطلاع بھجوائی کہ دلہن تیار ہے اب بارات آ سکتی ہے بارات نے کہیں دور سے نہیں بلکہ

www.jamanshah.com

اس گھر ہی کے ایک حصہ سے آنا تھا بارات میں کل افرادِ خانہ اور دس پندرہ کنیزیں تھیں صحیح تعداد تو خالقِ کل کو ہی معلوم ہوگی یا اس بارات میں شامل افراد ہی جانتے ہیں ہاں اتنا تو دل مانتا ہے کہ اس وقت سامرہ شریف میں تیس سے چالیس گھروں پر محلّہ بنی ہاشم مبنی تھا ان میں سے یقیناً کافی افراد کو شامل کیا گیا ہوگا۔

اس میں ایک بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا اور وہ یہ تھی کہ اس تقریب کو غیروں سے مخفی رکھا گیا تھا اور اس کی کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہونے دی گئی تھی لیکن اپنوں کو شامل نہ کرنا بھی اس پاک گھر کے شایانِ شان نہیں لگتا ..... یہ بھی تھا کہ یہاں تو صرف رخصتی ہی ہونا تھی کیونکہ اہتمامِ عقد تو برسوں پہلے اس گھر کے مالک شہنشاہِ معظم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے اوصیاء علیہم الصلوات والسلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اوصیاء علیہم السلام کو گواہ بنا کر فرما دیا تھا، یہاں تو ظاہری طور پر اس کی تکمیل کرنا تھی اس لئے پروقار طریقے سے رخصتی کی رسم انجام دی گئی اب یہ تو کسی کتاب نے نہیں لکھا کہ پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا نے کون کونسی رسمیں ادا کیں اور والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے کون کونسی رسمیں کس انداز سے ادا کیں؟ ہاں اتنا تو معلوم ہے کہ پاک گھر کا دستور تھا کہ رخصتی رات کے وقت بعد از نماز عشا ہوا کرتی تھی اور اپنی دلہنوں کو ہمیشہ قرآن کریم کے سائے میں رخصت کیا جاتا تھا یعنی جب دلہن پاک روانہ ہوئیں تو ان کے سر اطہر پر خود شہنشاہ معظم امام علی نقی صلوات اللہ علیہ نے قرآن کریم کا سایہ کیا اور سارے راستے میں پاک پردہ داروں نے پاک دلہن کے سر پہ قرآن کریم کا سایہ کئے رکھا اور یہ سارا سفر قرآن کریم کے سائے میں طے ہوا اور یہ تقریب سعید انتہائی خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہوئی۔

بیت حجت

پاک گھر کے بارے میں اس سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ عرض کر چکا ہوں اب رخصتی کے بعد جس گھر پاک کو آپ نے زینت بخشی تھی اس کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ عرض کر دوں

www.jamanshah.com

یہ گھر جس میں آج یہ تقریب ہو رہی تھی یہ جناب ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام نے بنوایا تھا اس سے قبل اس مکان سے تھوڑے فاصلے پر سابقہ مکان تھا جس میں پہلے پہل پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام آ کر آباد ہوا اور وہ امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کو عباسی حاکم نے بنوا کر دیا تھا اور وہ بیت ابن الرضا علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور تھا اور وہ گھر امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے ایک بیوہ مستور کو بخش دیا تھا اور آپ نے دوسرا ایک وسیع گھر تعمیر کروایا تھا جسے بعد میں چار حصوں میں بانٹا گیا تھا ایک حصہ انہوں نے اپنی اولاد پاک جس میں چار بھائی اور ایک پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا تھیں ان کو عطا فرما دیا، دوسرا حصہ اپنے حرم اطہر صلوات اللہ علیہا کو بخشا ہوا تھا، تیسرا حصہ اپنی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کو عطا فرمایا ہوا تھا، چوتھے حصہ میں خود اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے ساتھ رہتے تھے۔

رخصتی کے بعد بھائیوں کی یہ خواہش تھی کہ بھابھی پاک صلوات اللہ علیہا ہمارے ساتھ رہیں والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی یہ خواہش تھی کہ پاک بہو صلوات اللہ علیہا ہمارے ساتھ رہیں باقی جس نے زیارت کرنا ہو یہاں آ کر کرے آخر میں حفاظت کے خیال یا View Safty Point of کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رہائش کے لئے یہی حصہ منتخب فرمایا گیا، کیونکہ یہ ایک طرح سے درمیانہ مکان تھا اس مکان کی ہیت اس طرح تھی کہ کمرے مغرب سے مشرق کی طرف بنے ہوئے تھے ان کا رخ جنوب کی طرف تھا جہاں آج کل مسجد ہے یہاں تین کمرے ایک دوسرے سے متصل تھے ان میں سے مشرقی کمرہ نشست گاہ یا (Drawing Room) کے طور پر استعمال ہوتا تھا جو لوگ امام علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو آتے تھے انہیں اسی کمرہ میں بلا لیا جاتا تھا، اس نشست گاہ سے متصل جو کمرہ مشرق کی طرف تھا وہ خاص غلاموں کے لئے مخصوص تھا اس میں بھی عام آدمیوں کی آمد نہ رہتی تھی مگر یہ کمرہ مہمان خانہ کا ایک حصہ شمار ہوتا تھا۔

www.jamanshah.com

مزید مشرق میں مہمانوں کے لئے مخصوص کمرے تھے اور نشست گاہ سے متصل مغربی کمرہ انتہائی اہم کمرہ تھا یہی کمرہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نام سے منسوب ہے اس کمرے کا ایک دروازہ نشست گاہ میں کھلتا تھا اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی اس کمرہ سے مزید مغرب میں چند سیڑھیوں کی اونچائی چڑھنے کے بعد معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا پاک محل تھا اس پاک محل سے مزید مغرب میں ایک سرداب مبارک تھا کیونکہ عرب کا موسم ایسا ہے کہ اس میں گرمیوں میں شدید گرمی ہوتی ہے اور گرمیوں کے سارے Season میں گرم لو چلتی ہے اس لئے عرب کے اکثر گھروں میں لو سے بچنے کے لئے سرداب (تہہ خانہ) بنایا جاتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ایک سرداب مبارک تھا۔

ان کمروں کی ترتیب سیدھی شرقاً غرباً نہ تھی بلکہ قدرے شمال مغرب سے جنوب مشرقی رخ پر تھی اور ان کمروں کے سامنے جنوبی طرف صحن تھا اس صحن پاک کے وسط میں ایک چھوٹا سا کنواں تھا اس زمانہ میں پانی کا ذریعہ یہی ہوتا تھا اس کنویں سے مزید جنوب میں کمروں کا ایک سلسلہ تھا اور وہ کمرے جناب ابوالحسن الثالث علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر کے طور پر استعمال ہوتے تھے اور یہی ایک کنواں سارے گھروں کو پانی مہیا کرتا تھا۔

اس کنویں کے بارے میں آج بھی یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کا پانی انتہائی متبرک ہے کیونکہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا جب اس کے کنارے بیٹھ کر وضو فرماتی تھیں تو ان کا مس کردہ پانی دوبارہ کنویں میں گرتا تھا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے مطہر دودھ کے چند قطرے اس کنویں کو بخشے تھے کہ جب بھی ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں زیارت کو تشریف لائیں اور اس کنویں کا پانی پئیں تو انہیں پاک مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا کے دودھ کی خوشبو میسر آئے

جو گھر اس وقت امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام سے مخصوص تھا ان میں آج کل ان کے پاک مزارات ومشاہدِ مقدسہ ہیں [گھر پاک کا نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں]

www.jamanshah.com

گھر پاک کا نقشہ

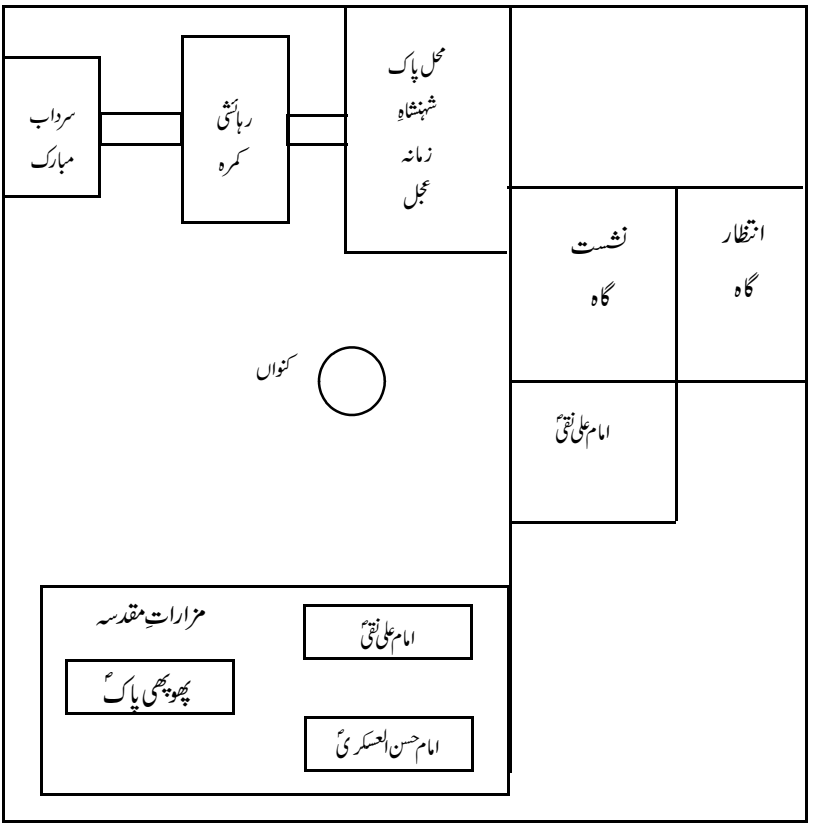

www.jamanshah.com

الغرض رخصتی بڑی سادگی مگر انتہائی پروقار طریقہ سے انجام پائی جب معظّمہ دوراں صلوات الله علیہا دلہن بن کر سسرال میں آئیں تو گھر اطہر میں بہار آ گئی، ان کے تشریف لاتے ہی جناب ابومحمدؑ العسکری علیه الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات الله علیها نے خدمت کے لئے چند کنیزیں عطا فرمائیں تا کہ وہ ان کی پاک بہو کی خدمت کر سکیں۔

ان کے نام یہ ہیں

( ) بی بی ماریہ سلام الله علیها ( ) بی بی نسیم سلام الله علیها ( ) بی بی صیقل سلام الله علیها

( ) ان کے علاوہ بھی چند پاک کنیزیں خدمت پر مامور ہوئیں اور اسی طرح جناب ابوالحسن الثالث امام علی نقی علیه الصلوات والسلام نے لختِ جگر کو خدمت کے لئے چند غلام عطا فرمائے۔

( ) جناب عقید علیه السلام یہ سیاہ فام نوبی قبیلے کے غلام تھے بچپن سے امام محمد تقین علیه الصلوات والسلام نے انہیں پالا تھا یہ وہ غلام ہیں کہ جن کی آغوش کو جناب ابومحمد العسکری علیه الصلوات والسلام نے بچپن میں زینت بخشی تھی۔

( ) جناب کافور علیه السلام یہ ہمیشہ در اطہر پر مامور رہتے تھے ( ) جناب عسکر علیه السلام

( ) جناب نصر علیه السلام ( ) جناب حمزہ بن نصر (نصیر) علیه السلام ( ) جناب بدر علیه السلام

( ) جناب ابوالعلی علیه السلام ( ) جناب خادم الفارسی علیه السلام

اسی طرح اور بھی در اطہر کے پاک غلام تھے نواب اور حاجزین کی تعداد ان کے علاوہ تھی ، الغرض معظّمہ دوراں صلوات الله علیها نے اپنے مقدس گھر اطہر کو زینت بخشی اور ظہورِ نورِ الٰہی کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

ان غلاموں کنیزوں کے اسما اور واقعات اکثر کتبِ غیبت میں موجود ہیں۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

شہادت امام علی نقیؑ

علیہ الصلوات والسلام

3 رجب المرجب بروز سوموار سن 254 ہجری بمطابق جولائی 868 عیسوی کا یہ واقعہ ہے کہ حسنؑ ابنِ حسینؑ القنطیس سے روایت ہے کہ ہم سرمن رائے میں مطلعِ ولایت کے دسویں آفتابِ عالم تاب علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی غرض سے سامرہ میں داخل ہوئے بعد از غسل زیارت قصرِ ولایت کے درِاقدس پہ حاضری دی جب ہم درِاطہر پہ پہنچے تو پتہ چلا کہ امتِ ملعون نے امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا پیش کیا ہے جس کی وجہ سے زیارت ناممکن ہے ہم رونے لگے اور بہت مایوس بھی ہوئے اچانک ایک خادم نے آ کر ہمیں فرمایا کہ تمہیں تمہارے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا ہے ہم مہمان خانہ سے گزر کر اس مقام پر آئے جہاں امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے ہم نے دیکھا ان کے گرد خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے تقریباً 150 افراد بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جناب مسند پہ نیم دراز ہیں آنکھیں بند ہیں چہرے پہ زردی چھائی ہوئی ہے سارے لوگ آہستہ آہستہ گریہ کر رہے تھے۔

اچانک در اطہر سے ایک نوجوان شہزادہ برآمد ہوئے ان کا گریبان چاک تھا اور آنکھوں سے ایسا لگتا تھا جیسے ابھی ابھی تنہائی میں رو رو کر آنکھیں سرخ کر کے آئے ہوں ہم اس سے قبل اس پاک شہزادے سے متعارف نہیں تھے وہ آ کر اپنے بابا جان کی داہنی طرف کھڑے ہو کر رخ انور کی تلاوت فرمانے لگے چند منٹ بعد امام عالی مقام

نے آنکھیں کھولیں اور لختِ جگر کے چہرے پہ آثارِ درد کا مشاہدہ فرمایا پھر انہیں اپنے قریب بلایا اور سینے سے لگایا تو شہزادے پاک کے ضبط وصبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ بے ساختہ رونے لگے اس پر امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

یا بنی احدث للہ شکراً فقد احدث فیك امراً فبکیٰ الحسنؑ علیہ الصلوات والسلام استرجع فقال الحمد للہ

اے لختِ جگر اب ہماری دستار کے وارث آپ ہیں اور منصب امامت اور مسند ولایت کے مالک آپ ہیں اس پہ اللہ کا شکر ادا کریں۔

اس وقت شہزادہ پاک صلوات اللہ علیہ نے روتے ہوئے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون پھر بیساختہ گریہ کرتے ہوئے فرمایا الحمد للہ رب العالمین

راوی کہتا ہے اس فرمان سے ہمیں علم ہوگیا کہ آج کے بعد ہمارے امامِ زمانہ ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ ہیں، ان کی شہادت کے واقعات یہاں تفصیل سے نہیں لکھ سکتا کیونکہ وہ واقعات میں ان کے ذکر پاک کے ضمن میں بہت پہلے بیان کر چکا ہوں۔

.....

نوٹ..... یہ واقعات بایوگرافیکل مجالس میں 1995 میں بیان ہوئے تھے اگر وقت ملا تو انہیں بھی لکھنے کی کوشش کروں گا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

مقامِ خاتونِ اوّل

صلوات اللہ علیہا

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا اس زمانے کی ایک طرح سے خاتونِ اول تھیں کیونکہ وہ اس دور کے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے حرم تھے اور جس مستور کو اپنے زمانہ کے امام علیہ الصلوات والسلام کا حرم ہونا نصیب ہوتا ہے وہی مستور اس دور کی خاتونِ اول ہوتی ہیں اور اس اعزاز کی عظمت اور شان کا اندازہ اس روایت سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔

جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہمارا اپنے بھائی کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ اکثر ان کے گھر میں زیارت کو تشریف لے جاتے تھے جب ہمارے بھائی ہمیں ظاہری داغِ مفارقت دے گئے تو ہم نے یہ معمول نہ بدلا اور ہم نے یہ معمول بنالیا کہ روزانہ اپنے نورِ نظر ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو چلے جاتے تھے۔

ایک دن جب ہم حسبِ معمول تشریف لے گئے تو ہماری پاک بہو صلوات اللہ علیہا کی ہم پر نگاہ پڑی تو فوراً تعظیم کو اٹھیں

فجاء تنی صلوات اللہ علیہا یوم تخلع خفیو قالت یا سیدتی و یا مولاتی ناولنی خفك

سابقہ دستور کے مطابق ہمارے قریب آئیں اور ہمارے موزے (نعلین) لینے کا ارادہ کیا اور فرمایا اے ہماری سیدہ و مالکہ اپنی نعلین ہمیں عطا فرمادیں یہ سن کر ہم نے فرمایا بیٹی یہ کیا کر رہی ہو

فقلت بل انت سیدتی و مولاتی واللہ لا ادفعت الیك خفی لتخلعیہ و لا خدتنی

www.jamanshah.com

بل اخدمك علیٰ بصری(R_25)

فرمایا کہ ہم نہیں بلکہ اب تو آپ ہماری سیدہ مالکہ صلوات اللہ علیہا ہیں ہم آپ کو اپنی نعلین ہاتھ میں نہ لینے دیں گے اور نہ ہی کوئی خدمت آپ سے لیں گے بلکہ ہم آپ کی خدمت بسر وچشم بجالائیں گے اب ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ ہم آپ کی خدمت کریں اور آپ کی نعلین اپنے مقدس ہاتھوں سے درست کریں۔

ان فقروں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ فقرے فرمانے والی کونسی عظیم ذات ہے؟ یہ عام مستور نہیں گھر اطہر کی یہ سب سے معزز مستور ہیں اور جن کو مخاطب ہو کر فرمارہی ہیں ان کے سرتاج کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ہیں گھر کی افضل واشرف ترین مستور ہیں۔

( ) یہ فقرے نویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی دختر ادا فرمارہی ہیں۔

( ) یہ فقرے دسویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیر پاک فرمارہی ہیں۔

( ) یہ فقرے گیارہویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ادا فرمارہی ہیں۔

( ) یہ ملکہ عالمین سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کی چادرِ تطہیر اور مسند عصمت کی وارث ہیں دوستو جس طرح ہر زمانے میں ایک امام ناطق ہوتا ہے اور باقی امام صامت ہوتے ہیں اسی طرح ہر زمانے میں ملکہ عصمت سیدہ کونین صلوات اللہ علیہا کی مسند عصمت کی ناطق وارث ایک بی بی رہتی ہیں اور باقی صامت ہوتی ہیں اس دور کی عصمت اللہ یہی پاک بی بی صلوات اللہ علیہا تھیں اور عصمت اللہ ہوتے ہوئے فرمارہی ہیں کہ ہمیں آپ کی نعلین درست کرنا باعث فخر ہے۔

( ) روایات صحیح میں آیا ہے کہ پورے چھ سال تک عہدۂ امامت کی یہی بی بی امین رہی ہیں اور نظام عالم پر چھ سال تک متصرف رہی ہیں اور یہی امینۃ الامامت کے

منصب پر فائز رہی ہیں جب کسی نے ان پر اعتراض کیا تھا کہ آپ یہ دعویٰ کس حوالے سے فرماتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ سارے اہل حق جانتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد جناب شریکۃ الحسینؑ صلوات الله علیها ایک سال تک منصب امامت پر فائز رہی تھیں اور اسی لئے ان کا لقب امینۃ الامامت صلوات الله علیها ہے اور ایک سال تک نظامِ عالم کو انہوں نے اپنے تصرف میں رکھا اسی طرح ہم بھی اپنے بیٹے شہنشاہ معظم صلوات الله علیه کی نیابت میں اس عہدے پر فائز ہیں، تفصیل آئندہ آئے گی۔

امام صادق آل محمد علیهم الصلوات والسلام کے وصال کے بعد یہی منصب جناب امام موسیٰ کاظم علیه الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات الله علیها کو حاصل رہا اور انہوں نے پوری کائنات کے نظام کو بلا واسطہ اور بلا تکلف چلایا۔

بس یہ بی بی صلوات الله علیها بھی اسی طرح چھ سال تک نظام عالم پر متصرف رہیں۔

اب دیکھیں اس عہدے کی مالک بی بی صلوات الله علیها فرما رہی ہیں کہ ہمارے لئے باعثِ فخر ہوگا کہ ہم آپ کی نعلین درست کریں۔

( ) یہ خود شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات الله علیها بھی ہیں اور عہدۂ عصمتِ الٰہیہ کی حامل بھی ہیں اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ کوئی نبی نبی نہیں ہوسکتا جب تک معصوم نہ ہو اور کوئی امام امام نہیں ہوسکتا اور خود اللہ اللہ نہیں ہوسکتا جب تک معصوم نہ ہو اس سے ثابت ہوا کہ جملہ عہدہ ہائے الٰہی میں سے سب سے اعلیٰ ترین عہدہ عہدہ عصمت ہے اور اس عہدے کی مالک خاتون صلوات الله علیها فرما رہی ہیں

فقلت بل انت سیدتی و مولاتی والله لا ادفعت الیك خفی لتخلعیه و لا خد متنی بل اخدمك علیٰ بصری

بیٹی اب تو ہماری سیدہ و سردار ہے اب تمہاری نعلین اٹھانا ہمارے لئے باعثِ صد فضل و افتخار ہے یہ ان کی مرتبہ دانی اور قدر شناسی کی عظمت و پہچان ہے جیسا کہ کہتے ہیں ع

قدرِ زر زرگر بداند.....قدرِ جوہر جوہری

یہ شہزادی صلوات اللہ علیہا بازنطینی شہنشاہ کے جلال کی وارث ہوتے ہوئے ایک کنیز بن کر اس گھر میں آئیں ساری عظمتیں ٹھکرا کر ساری بڑائیاں قدموں تلے روند کر ساری شوکتیں اور تفاخر قربان کر کے اس در کی کنیز بنیں تو وہ عظمت حاصل ہوئی کہ پہلے کنیز سے بیٹی کا مقام دے کر ماں کی ممتا اور شفقت مادری سے ان کی جھولی بھر دی پھر آنکھوں پہ رکھا اور اتنی عزت افزائی فرمائی کہ پورا خاندانِ توحید و رسالت سیدتی کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور سادانیاں نعلین اٹھانا فخر سمجھ رہی تھیں اس سے بڑی قدر دانی اور کیا ہو سکتی تھی؟

پوری کائنات کو قدر شناسی سکھانے والے پوری دنیا کو مرتبہ دانی کا سبق دینے والے عہدہ ہائے الٰہی اور مرتبہ ہائے توحید سے کیسے صرف نظر کر سکتے تھے؟ ملکہء عالمین صلوات اللہ علیہا کا یہ فقرہ فرمانا ہی ان کی قدر دانی کا ثبوت ہے دوسری بات یہ کہ اس سے خاتون اول کے مرتبہ عالیہ کا پتہ بھی چلتا ہے اور ساتھ ہی ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی عظمت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ ان کی مادر گرامی ہونے کی وجہ سے پورا گھر اطہر ان کی نعلین اٹھانا فخر سمجھتا تھا.....اس میں مزے کی بات یہ بھی ہے کہ اس بات کو خود اس زمانہ کے امام ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ بھی سماعت فرما رہے ہیں مگر وہ یہ نہیں فرماتے کہ یہ تو آپ کی بہو ہیں اور ساتھ ہی بیٹی بھی ہیں اور بہو بیٹیوں کا فریضہ ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت کریں بلکہ یہ فقرے سماعت فرماتے ہیں تو پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے مسکرا کر فرماتے ہیں کہ جزاك الله پھوپھی جان آپ پر ہزاروں درود و سلام ہوں واللہ آپ نے ان کے حقِ عظیم کو پہچانا ہے یہ فرما کر آپ نے مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ یہ سارے فقرے کسی تکلف کے ماتحت ادا نہیں ہوئے تھے بلکہ یہ عین حقیقت تھی جو ان کی زبان اطہر سے ادا ہو رہی تھی۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

آمدِ ربِّ الارض عجل اللہ فرجہ الشریف

احباب گرامی

یہ ایک حقیقت ہے کہ شہنشاہِ معظم ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے کئی مرتبہ اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی پیشگوئیاں فرمائی تھیں جن میں سے چند ایک کو یہاں عرض کرنا ضروری اور مفید سمجھتا ہوں۔

بشارت اول

جنابِ ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ملکہ عالمین ملیکتہ روم صلوات اللہ علیہا کی آمد سے بہت پہلے اپنے ایک غلام جناب محمد بن عبدالجبار سے فرمایا تھا کہ تمہیں معلوم ہے ہماری دستار کے وارث کون ہونگے ؟انھوں نے عرض کی جناب میں نہیں جانتا آپ فرمائیے اس پر آپ نے فرمایا ہماری دستار کے پاک وارثؑ وہ ہوں گے جو قیصرِ روم کے نواسے ہوں گے فلا یحل لا حدان یسمیہ او یکنیہ قبل خروجہ صلوات اللہ علیہا (منتخب ص346)

فرمایا وہ قیصر روم کے نواسے ہوں گے اور کسی پر ان کا اسم مبارک لینا یا ان کی کنیت سے ذکر حلال نہ ہوگا جب تک ان کا خروج نہ ہو جائے یعنی خروج سے قبل ان کا ذکر نام لے کر کرنا حرام رہے گا۔

بشارت ثانیہ

جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے ادوارِ اسیری کے بارے میں آپ کو بتایا ہے کہ وہ ایک مرتبہ اسیر نہیں ہوئے بلکہ متعدد مرتبہ انہیں امت نے اپنا مہمان بنایا تھا اس میں جو پہلا دور اسیری تھا اس میں سن 254 ہجری میں واپس ہوئے تھے یہاں اس دورِ اسیری کا ایک واقعہ بزبانِ جنابِ داؤد بن قاسم یعنی ابو ہاشم جعفری [جو

جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلوات و السلام کی اولاد میں سے تھے] پیش کرنا چاہتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام اور ہم ایک دفعہ مھتدی باللہ بن واثق باللہ عباسی کے دور میں زندان میں تھے ایک رات جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام بہت خوشگوار موڈ میں تھے اور فرمایا ہمارا دشمن آج یہ سوچ رہا ہے کہ کل انھیں شہید کر دوں گا اور خدا نہ کرے ہماری نسل ہی.....لیکن یہ بھی یاد رہے کہ..... سارزق ولداً .....عنقریب ہمیں اپنی دستار کا وارث مل جائے گا اور کائنات کو ایک ناظم مل جائے گا اور اس ملعون کے پروگرام کے خلاف اللہ جل جلالہ نے بھی ایک پروگرام بنایا ہوا ہے اور آج تم بھی قدرت الٰہیہ کا مظاہرہ دیکھنا.....بس وہ رات کیا تھی مھتدیٰ باللہ پر قیامت بن کر ٹوٹی اور اس پر قادر مطلق ذات نے ترکوں کو مسلط فرما دیا انھوں نے اس ملعون کو رات ہی میں جہنم پہنچا دیا۔(R_26)

﴿بشارت ثالثہ﴾

اسی دور کا ایک اور واقعہ بھی ہے کہ سن 254 ہجری کے بارے میں عیسیٰ بن صبیح روایت کرتا ہے کہ میں ایک دن علی بن یارمش سے ملنے گیا اور اس وقت امام صلوات اللہ علیہ اس کے گھر میں نظر بند تھے

جب میں نے اس سے ملاقات کر لی تو سوچا امام عالی مقام صلوات اللہ علیہ کی زیارت بھی کرتا جاؤں جب میں ان کی زیارت کو حاضر ہوا قدم بوسی کرنے بعد وہاں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے عیسیٰ بن صبیح کیا تیری عمر اس وقت 65 سال ایک ماہ دو دن ہے .....میرے پاس ایک دعوؤں کا مجموعہ تھا اس پر میرے والد نے میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی وہ اس وقت میرے پاس تھا میں نے اسے کھولا اور دیکھا تو واقعی اس دن میری عمر یہی تھی میں نے عرض کی واقعی آپ نے درست فرمایا ہے اس کے بعد فرمایا کیا تیری کوئی اولاد نہیں ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں میری کوئی اولاد نہیں ہے فرمایا ہاں یہ بھی ایک دکھ کی بات ہے کہ جس کا کوئی عقب نہ ہو اس

www.jamanshah.com

کے بعد فرمایا اب تمہیں اللہ ایک بیٹا عطا فرمائے گا.....میں نے عرض کی حضور آپ کا کوئی لخت جگر بھی ہے؟اس پر مسکرا کر ایک شعر پڑھا

یملك یوحا ان ترانی کانما ..... بنی حوالی الاسود اللوابد

فرمایا ایک دن تو بھی دیکھے گا کہ ہمارے شیر بیٹے ہمارے گرد گرجتے ہوئے نظر آئیں گے، یہ پیش گوئی آخری زمانے کے بارے میں تھی(R_27)

شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ایک دن ہمارے شہنشاہ بیٹے جناب ابومحمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ حسب معمول ہمارے گھر اطہر میں تشریف لائے وہ ہمارے کمرے میں مسند پہ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے مصروف کلام تھے کہ اچانک ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کسی کام کیلئے ہمارے کمرے میں تشریف لائیں اور وہاں اپنے سرتاج صلوات اللہ علیہ کو غیر متوقع طور پہ موجود پایا تو جھینپ سی گئیں قدم وہیں رک گئے جناب ابومحمد صلوات اللہ علیہ کی نگاہ ان پر پڑی تو مسکرائے وجعل یحدق النظر الیھا (R_28) ان کی طرف اس طرح غور سے دیکھا جیسے فرما رہے ہوں آپ اپنے گھر کب تشریف لائیں گی؟ پاک سرتاج صلوات اللہ علیہ کی نگاہوں کی لمس کو چہرے پہ محسوس کر کے شرم سے پسینہ آنے لگا شہنشاہؑ پاک کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے مسکرا کر فرمایا شاید اسرار الٰہی کے ظہور کا وقت قریب ہے

﴿واقعات ظہور اجلال﴾

شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے سن 255 ہجری چودہ شعبان جمعرات کا دن تھا ہم نے روزہ رکھا ہوا تھا (جیسا کہ پاک گھر کا دستور تھا) اس دن ہم نے سوچا کہ آج اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا کی زیارت کر لیں جب ہم وہاں تشریف لائے تو پاک بہو سے ملے کافی دیر ان کے ساتھ بیٹھے رہے اپنے لخت جگر جناب ابومحمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے انہیں بھی پیار کیا اور ان کے

www.jamanshah.com

ساتھ بھی کافی وقت گزارا جب شام ہونے لگی تو ہم اپنے شہنشاہ بیٹے صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں اجازت لینے کیلئے گئے اور جا کر دیکھا تو آپ اپنی مسند پر تشریف فرما ہیں اور ان کے دائیں بائیں چند کنیزیں خدمت کیلئے موجود ہیں اور آپ بہت خوش گوار موڈ میں ہیں جب ہمیں دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے ہم نے فرمایا بیٹا اب ہمیں اجازت ہم واپس اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یہ سن کر انہوں نے فرمایا آپ آج واپس جا رہی ہیں؟ ہم نے فرمایا بیٹا واپس بھی جانا ہوتا ہے۔اس وقت شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے فرمایا

یا عمة صلوات الله علیك اجعلی افطارك اللیلة عندنا (R_29)

پھوپھی جان آپ پر اللہ کے لاکھوں درود سلام ہوں آج رات آپ کو ہم نہیں جانے دیں گے آج آپ نے اپنا روزہ ہمارے ہاں افطار فرمانا ہے.....ہم نے یہ بات سن کر فرمایا بیٹا کیا آج کوئی نئی بات ہے یا کوئی خاص وجہ ہے؟.....ان کے رخ انور پر ایک دل آویز مسرت کی لہر دوڑی اور فرمایا

قال سیظهر فی هذه اللیلة الحجة الله و هو حجة فی الارضه من بعدی و یحی الله به الارض بعد موتها

فرمایا آج رات اللہ کی حجت بالغہ کا اس دنیا میں ظہور ہونا ہے کہ جو ہمارے بعد اس کائنات کیلئے اللہ کی حجت کاملہ ہیں اور انہی کے ذریعے اس مردہ زمین کو زندگی بخشی جانا ہے فقلت من امه؟ ہم نے دریافت کیا وہ کس مستور کی آغوش کو شرف دینے والے ہیں؟ کیونکہ ہم اپنی بہو صلوات اللہ علیہا کو تو ابھی دیکھ کر آ رہے ہیں کوئی آثار ہی نہیں ہیں فرمایا یہ اعزاز آپ کی اپنی بہو صلوات اللہ علیہا کے علاوہ کسے مل سکتا ہے؟

معظّمہ صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں قلت له ما بها آثار ہم نے فرمایا بیٹا نورِ الٰہی کے ظہور کے آثار تو ہیں ہی نہیں یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود و سلام جس نے آنا ہے اس نے آسمان سے آنا ہے آثار بھی آسمان پر تلاش کریں یہاں زمین کا معاملہ ہی نہیں تو اس پر آثار کہاں ملیں گے؟

معظّمہ کونین صلوات الله عليها فوراً واپس پاک بہو صلوات الله عليها کے پاس تشریف لائیں اس وقت انہوں نے لباس تبدیل فرمایا تھا اور ہلکے زرد رنگ کے لباس میں خود کو زینت بخشی ہوئی تھی ہم نے ان سے فرمایا بیٹی آپ نے تو مجھے بتایا ہی نہیں کہ نورِ الٰہی کا ظہور ہونے والا ہے آپ نے اتنی بڑی خبر ہم سے چھپائی ہے؟

انہوں نے فرمایا پھوپھی جان مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے..... پھوپھی پاک صلوات الله عليها نے فرمایا

یا بنیة ابشری بولد سیداً فی الدنیا و الآخرہ

تمہیں آنے والے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کی مبارک و بشارت ہو جو دنیا و آخرت میں پورے گھر کے سید و سردار ہیں

ملکۂ عالمین صلوات الله عليها نے فرمایا پھوپھی اماں صلوات الله عليك اُن کی آمد کب ہوگی؟

یہاں خود سوچیں یہ کون پوچھ رہا ہے؟ والدہ پوچھ رہی ہیں کب ظہور ہونا ہے۔

پھوپھی پاک صلوات الله عليها فرماتی ہیں بیٹی

فی لیلتك هذه ..... قالت كيف انى يكون لى ولد و لم يمسسنى بعلى

ہم نے فرمایا بیٹی آج ہی کی رات اللہ کے نور کا ظہور ہونا ہے، انہوں نے فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود و سلام ہوں یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ ہم نے تو پاک سرتاج کی خواب کے علاوہ کبھی جی بھر کے زیارت تک نہیں کی ہوئی اس کے بعد پوچھا آپ سے کس نے کہا ہے مجھے یقین نہیں آ رہا؟

ہم نے فرمایا بیٹی یہ بات میرے امام بیٹے ابو محمدؑ العسکری علیه الصلوات والسلام نے فرمائی ہے

یہ سن کر فرمایا پھوپھی اماں اگر میرے سرتاج و معراج نے یہی فرمایا ہے تو پھر ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا۔

واقعات ولادت کے حوالہ جات .....طوسی ص 141 منتخب الاثر فصل ثالث ص 320..... بہار الانوار جلد 51 ص 1 روایت 2 باب 1 اور بہت سے کتب غیبت سے مواد لیا گیا ہے

www.jamanshah.com

ہم نے فرمایا بیٹی کیا آپ کو معلوم تک نہیں ہے؟

قالت والله و لم یرنی وجه الامام الا فی منام

واللہ میں نے آج تک خواب کے علاوہ کبھی اپنے سرتاج اقدس صلوات الله علیها کے رخ انور کی زیارت بھی جی بھر کے نہیں کی آپ فرماتی ہیں بیٹا ہونے والا ہے۔

فرمایا بہت عجیب ہے جس کے ہاں بیٹا ہونا ہے جس کی آغوش کو اس لختِ جگر نے زینت دینا ہے اسے معلوم تک نہیں، پھر فرمایا کہ جب نزول وحی ہوتا تھا تو سرور کونین صلی الله علیه و آله وسلم بھی اپنے جسم اقدس پر بوجھ محسوس کرتے تھے کوئی ایسی کیفیت آپ نے محسوس کی ہو؟ انہوں نے فرمایا

والله لم اشعر بثقله، واللہ مجھے کسی ہلکے سے بوجھ کا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے۔

ہم نے پیشانی چوم کر فرمایا بیٹی مبارک ہو آنے والے نے زمانے کے دستور کے ماتحت تو آنا ہی نہیں وہ تو صاحب الزمان ہے زمانے کے جملہ اصول وقوانین توڑ کر نہ آئے تو صاحب الزمان عجل الله فرجه الشریف کون کہے گا؟

فستحیت و جلست، فرمایا جب ہم نے یہ بات کی تو ہماری پاک بہو اتنی شرمائیں کہ شرم سے جھک کر بیٹھ گئیں۔

شام ہوئی نماز مغرب وعشا دونوں مکمل ہو گئیں معظّمہ کائنات صلوات الله علیها سے روایت ہے کہ و ان فرغت من صلوا ۃ العشاء افطرت، بعد از نماز عشا ہم نے افطار کیا اور اسی کمرے میں سو گئے، یہ بھی پاک خاندان علیهم الصلوات والسلام کا دستور تھا کہ روزہ ہمیشہ تاخیر سے افطار فرماتے تھے اور تاخیر سے افطار کرنے کو جو مکروہ جانتے ہیں ان کا خیال باطل ہے۔

الغرض ملکہ گائنات صلوات الله علیها فرماتی ہیں کہ جب نصف شب ہوئی تو ہم نماز شب کی تعقیبات کیلئے مہیا ہوئے نوافل وغیرہ ادا کرتے ہوئے ہمیں رات گزرنے کو آ گئی

و اذا فرغت من صلاتی، نماز سے فارغ ہوئے دیکھا صبح کاذب طلوع ہورہی ہے اس وقت ہم نے اپنی پاک بہو صلوات الله علیها کی طرف دیکھا

و هی نائمة لیس لها حادث وہ تو کائنات سے بے نیاز سورہی ہیں جیسے کچھ ہونے والا ہی نہیں ہے اس کے بعد ہم نے سنا انہوں نے نیند میں کچھ کلام کرنا شروع کی جو ہم نہ سمجھ سکے مگر وہ گہری نیند میں کسی سے ہمکلام تھیں.....ثم قامت فصلت

اس کے بعد آپ بیدار ہوگئیں اور بلا توقف اٹھ کر نماز ادا فرمائی یعنی نمازِ شب شروع کردی۔

یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں کہ وہ نیند سے جیسے ہی بیدار ہوئی پھر تجدیدِ وضو نہیں فرمائی بلکہ بیدار ہوتے ہی نماز میں مصروف ہوگئیں۔

یہ حقیقت میں آئمۂ اطہار علیهم الصلوات والسلام کا مقامِ عصمت ہے کہ جس پر شہنشاہ انبیا صلی الله علیه و آله وسلم کے علاوہ کوئی نبی بھی فائز نہیں ہے ہاں گھر کے وہ افراد جو عصمت کبریٰ کے مالک ہیں ان کی نیند اور بیداری ایک جیسی ہوتی ہے ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار ہوتا ہے کیونکہ یہ ناظم کائنات ہوتے ہیں اور اگر ناظم سو جائے تو انتظام ہی درست نہ رہے اور دنیا فنا ہوجائے یہ جب بھی وضو فرماتے ہیں تو تجدید وضو ہی ہوتی ہے ان کا وضو ہمیشہ کا ہوتا ہے۔

ملکۂ عالمین صلوات الله علیها فرماتی ہیں کہ ہم نے انہیں اس بے نیازی سے نماز پڑھتے دیکھا تو فدخلتنی الشکوك ہمارے ذہن میں شک پیدا ہوا کہ کہیں بدا تو واقع نہیں ہوگیا کہیں زمانے کے مالک نے وقت اور وعدہ بدل تو نہیں دیا ہے۔

فصاح ابو محمدؑ صلوات الله علیه من مجلس کان جالساً فیها قال لا تعجلی یا عمة فان الامر قرب

ساتھ والے کمرے میں جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات الله علیه تشریف فرما تھے جونہی ہمیں یہ خیال آیا کہ کہیں اس معاملے میں بدا تو واقع نہیں ہوا اسی وقت انہوں نے اپنے کمرے سے فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود و سلام ہوں بے صبری نہ کریں نور الٰہی کا

www.jamanshah.com

ظہورِ اجلال قریب ہے، یہ سن کر ہم مطمئن ہو گئے کہ وعدۂ الٰہی قائم ہے تا اینکہ ہم نے دیکھا فاذا بالفجر قد طلع..... صبح کاذب اپنے اختتام کے قریب پہنچ گئی ہے اور ہم نے پاک بہو صلوات اللہ علیہا کو دیکھا..... فصلت صلواۃ اللیل حتی بلغت الوتر
ہم نے دیکھا وہ نماز تہجد جو گیارہ رکعت ہوتی ہے وہ پڑھنے میں مصروف ہیں تا اینکہ گیارہویں رکعت کو شروع کیا..... ثم تدخل قلبی الشك من وعد ابی محمدؐ
جب انہیں اس بے نیازی سے مصروف نماز دیکھا تو ایک مرتبہ پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہوا کہ شاید اس مسئلے میں بدا واقع ہو گیا کیونکہ جن کی آغوش عاطفت کو اللہ کے نور ازل نے زینت دینا ہے وہ تو اس طرح مصروفِ نماز ہیں کہ انہیں کسی چیز کا خیال ہی نہیں ہے، وہ فرماتی ہیں جونہی اللہ کے وعدے کے بارے میں ہمارے دل میں تھوڑا سا اضطراب پیدا ہوا تو

فنادانی من حجرته یا عمة صلوات الله علیك لا تشکی فی امر الله و اقر لی علیها انا انزلنا فی لیلته القدر

اللہ کے منتَظَر کے منتَظِر نے ساتھ والے کمرے سے آواز دی پھوپھی جان امر اللہ میں شک نہ کریں یہ اللہ کی تقدیر نہیں جو بدل جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے جو کبھی بھی نہیں بدل سکتا اس کے بعد فرمایا آپ اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا پر سورۂ قدر کی تلاوت کریں کیونکہ جس نے آنا ہے اس نے پیدا تھوڑی ہونا ہے اس نے تو آسمان سے نازل ہونا ہے آپ پیدا ہونے کے آثار تلاش کر رہی ہیں آسمان سے نازل ہونے کے آثار تلاش کیجئے بی بی فرماتی ہیں جب ہم نے یہ سنا تو

فاستحیت من ابی محمد صلوات الله علیه

ہمیں اپنے بیٹے سے شرم آیا کہ اس کا وعدہ ہے جو غیر مبدل ہے تقدیر تو نہیں ہے کہ بدل جائیگی پھر ہم نے سورہ قدر کی تلاوت شروع کر دی
ادھر ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے نماز کو مکمل فرمایا ہم نے دیکھا ہماری پاک بہو صلوات اللہ علیہا کے

www.jamanshah.com

چہرے پہ پسینہ آ رہا تھا جیسے گھبراہٹ سی ہو رہی ہو، یہ دیکھ کر ہم نے فوراً دریافت کیا بیٹی آپ کیا محسوس کر رہی ہیں کیا آپ ڈر رہی ہیں یہ سن کر انہوں نے فرمایا

یا عمۃ صلوات اللہ علیک انی اجد امراً عظیماً

فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیک ایک امر عظیم کا ہم پر نزول ہو رہا ہے اس کی وجہ سے گھبراہٹ ہو رہی ہے یہ سن کر ہم نے فرمایا

ینزل علیک اسم اللہ الاکبر لا خوف علیک انشاء اللہ

ہم نے فرمایا بیٹی اس میں گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ آپ پر اللہ کے اسم اعظم کا نزول ہو رہا ہے کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے

ام القائم صلوات اللہ علیہا نے جب ہماری یہ بات سنی تو وہیں مصلے پہ بیٹھ گئیں اور سجدہ شکر ادا کیا جب وہ سجدہ شکر میں مصروف تھیں تو ہم نے ان پر سورۂ قدر تلاوت کرنا شروع کی جب ہم نے سورۂ قدر کی تلاوت کی تو ہم نے ایک معصوم سی آواز کو اپنی معیت میں سورۂ قدر کو تلاوت کرتے سنا، ھو یقرا کما اقرا..... جیسے جیسے ہم تلاوت فرماتے تھے اسی طرح وہ بھی تلاوت میں مصروف تھے، مگر ہمیں معلوم نہ ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے جب ہم نے غور کیا تو پتہ چلا.....و جاء ت صوتہ من فخذ ھا الیمین وہ آواز ہماری بہو صلوات اللہ علیہا کے داہنے زانو کی طرف سے پہلو سے آ رہی تھی اور ہم حیران ہوئے یہ کیا راز ہے؟

فصاح ابو محمدؑ علیہ الصلوات و السلام لا تعجبی من امر اللہ ان اللہ ینطقنا بالحکمۃ صغاراً

اس وقت ساتھ والے کمرے سے جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ نے فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیک آپ امر الٰہی میں تعجب نہ کریں کیونکہ اللہ ابتدا ہی سے ہم سے بالحکمۃ کلام کرواتا ہے، اس میں ایک ذات کیلئے نہیں فرمایا جا رہا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے کہ ہم سب ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہوتے ہیں اس میں تعجب کی کوئی

www.jamanshah.com

بات نہیں ہے۔

یہاں ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس دور میں عقائد کی مشعلیں شیطانی طوفانوں کی زد میں آ چکی ہیں اور عام لوگوں میں بھی مسئلہ نوع کو موضوع گفتگو بنا دیا گیا ہے اور اس پر ہر عالم و جاہل اپنے آرا پیش کر رہا ہے اور مارنے مرنے پر تلا ہوا ہے اس لئے ان سے مودبانہ گذارش کروں گا کہ اللہ نے سورہ نحل میں فرمایا ہے

واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم ولا تعلمون شئیا (87نحل)

اللہ وہی ہے جو آپ کو شکم مادر سے اس طرح نکالتا ہے کہ اے ابنائے آدم آپ کسی چیز کے بارے میں بھی نہیں جانتے یعنی ابن آدم جاہل پیدا ہوتا ہے۔

یہاں یہ مسلمہ دیا گیا ہے کہ جو بھی اولاد آدم میں سے ہوگا وہ شکم مادر سے جاہل پیدا ہوگا اور اسے کسی چیز کا علم نہ ہوگا مگر یہاں جملہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے ظہور سے قبل بھی اپنے امھات مطاہرات صلوات اللہ علیہن سے کلام بھی فرماتے قرآن بھی تلاوت فرماتے تھے اور ناطق بالحکمت ہوتے تھے اور ہر چیز کو جاننے والے ہوتے تھے۔

اللہ نے تو اس کا فیصلہ ہی فرما دیا ہے کہ جو جاہل ہو کر دنیا میں آئے وہ بشر ہے اور جو عالم و علیم ہو کر اس دنیا میں ظہور فرمائے وہ بشر نہیں ہو سکتا تو پھر یہ بحث کیوں ہے کہ یہ پاک خاندان کے افراد علیہم الصلوات والسلام نعوذ باللہ بشر ہیں، ہم ایک ایک روایت کا کیا حوالہ دیں سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام کے واقعات سے کتب مآخذ چھلک رہے ہیں یا پھر ان روایات سے انکار کر کے ابدی جہنم مول لے لیں یا پھر یہ مانیں کہ یہ پاک خاندان نوع ابنائے آدم سے جدا نوع کے حامل ہیں۔

اس پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک آدم زادے کا لکھا ہے کہ اس نے مہد میں کلام کیا یعنی جناب یوسف علیہ السلام کے گواہ عصمت جناب خلیخا [بشیر] نے مہد میں کلام کیا تھا مگر یہ بات پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کی وحدت نوع پہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ جس

www.jamanshah.com

وقت جناب خلیخا نے گواہی دی تھی انہیں پیدا ہوئے کئی دن ہو چکے تھے یہ نہیں تھا کہ وہ شکم مادر ہی سے نکلتے ہی بولنے لگے تھے دوسری طرف پاک خاندان صلوات اللہ علیہم کے بارے میں ہے وہ تو اپنے ظاہری ظہور اجلال سے قبل ہی داہنے زانو کی طرف سے کلام فرماتے تھے جو کسی آدم زادے کیلئے ناممکن ہے (مسئلۂ نوع کیلئے میری کتاب امتیاز العالین کی طرف رجوع کریں)

آمدم برسر مطلب

شہنشاہ معظم کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا روایت فرماتی ہیں کہ جس وقت ہم حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی اور یہ کیسا راز ہے یا یہ کیسا پراسرار معاملہ ہے ہم ابھی اسے سمجھنے میں مصروف تھے کہ جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ نے اپنے کمرے سے آواز دی پھوپھی جان صلوات اللہ علیک آپ متحیر نہ ہوں یہ امر الٰہی ہے اس میں تعجب نہ کریں مظہر العجائب صلوات اللہ علیہ کی دستار کے وارث عجل اللہ فرجہ الشریف بھی مظہر العجائب بن کر نازل ہو رہے ہیں۔

فلم یستتم الکلام حتی غیبت سیدتی صلوات اللہ علیہا فلم ارھا کانہ ضرب بینبی و بینھا حجاب

فرمایا ابھی جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ کا سلسلہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ ایک نئی بات ہوگئی ، ہم ابھی ان کی بات سن ہی رہے تھے ہماری سیدہ و سردار صلوات اللہ علیہا ہم سے غائب ہو گئیں گویا ان کے اور ہمارے مابین ایک حجاب حائل ہو گیا اور وہ ہمیں نظر نہیں آرہی تھی یہ دیکھ کر ہم بہت پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟

اس پریشانی میں ہم جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ کے کمرے کی طرف دوڑے جب ہم ان کے کمرے میں پہنچے تو دیکھا ان کا رخ دروازے کی طرف ہے اور ہمارے حال پر مسکرا رہے ہیں ہمیں یہ بات اور بھی عجیب لگی ہم نے فرمایا بیٹا ادھر ہماری پاک بہو ہم سے غائب ہو گئی ہیں اور ہم آپ کو اطلاع دینے تشریف لائے ہیں تو آپ مسکرا رہے ہیں

www.jamanshah.com

بھلا یہ بھی کوئی ہنسنے کی بات ہے؟..... یہ سن کر ہمارے شہنشاہ بیٹے اور بھی زیادہ ہنسے اور پھر ہماری پریشانی کو دیکھتے ہوئے فرمایا آپ پریشان کیوں ہیں؟

ارجعی یا عمة صلوات الله علیك

پھوپھی جان آپ واپس جائیں اور اللہ کے اسرار کا مشاہدہ فرمائیں، ہم ان کا فرمان سن کر جب واپس آئے تو دیکھا

ان کشف الحجاب الذی کان بینی وبینهاوعلیها من اثر النور ما غشی بصری

جب ہم نے جا کر دیکھا تو وہ حجاب تو ہٹ چکا تھا پھر بھی نور کا اثر اتنا تھا کہ ہماری آنکھیں خیرہ ہوگئیں آہستہ آہستہ جب ہماری آنکھیں اس نور درخشاں سے مانوس ہوئیں تو دیکھا ہماری پاک بہو صلوات الله علیها سجدہ ریز ہیں اور ان کے اوپر ایک ردائے نور ڈالی ہوئی ہے اس ردا کے اندر ان کے پہلو سے ایک بہت ہی پیاری آواز آ رہی ہے سبحان ربی العظیم و بحمده ہم جلدی سے ان کے قریب گئے اور ان پر سے ردا ہٹائی تو دیکھا کہ ان کے داہنے زانو کے ساتھ ایک نور مجسم موجود ہیں جنکے جسم پر سبز رنگ کے اطلس و دیبا کا لباس ہے مگر ان کی کیفیت کیا ہے؟

متلقیاًالارض لماسجد جیسے ارکان سجدہ کا خیال رکھ کر سجدہ دیا جاتا ہے اسی طرح وہ شہزادہ پاک عجل الله فرجه الشریف سجدے میں ہیں ان کے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند ہے اور فرما رہے ہیں سبحان ربی العظیم و بحمده (R_30)

ہم حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا

اشهدان لااله الاالله وحده لاشریك له وان جدی محمدرسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و ان ابی امیرالمومنین ولی الله صلوات الله علیه

اس کے بعد اپنے جملہ اجداد طاہرین علیهم الصلوات والسلام کی گواہی دی اور ان پر صلوات پڑھی جب ان کی اپنی ذات کی باری آئے تو فرمایا

اللهم انجز نی وعدك واتمم لی امری و ثبت وطاتی واملاء الارض بی عدلا

وقسطا..... اے رب ذوالجلال والاکرام اب ہمارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما اور ہمارے لئے اپنے امر کو کامل فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمارے ذریعے اس روئے زمین کو قسط وعدل سے بھر دے

ہم یہ سب کچھ بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے سجدے کو مکمل فرمایا اور آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا

اشهدالله انه لا اله الا هو و الملائكة و ا و لو العلم قائماباالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم

جب یہ فرما چکے تو آپ کو چھینک آ گئی اس کے بعد فوراً فرمایا

الحمد الله رب العالمين و صل علىٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعين

ہم نے جب یہ مشاہدات کئے تو بہت حیران ہوئے

سطع نوره من فوق راسه الى عنان السماء (R_31)

اس کے بعد ہم نے اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا سے دریافت کیا بیٹی یہ بات ہوئی کہ آپ اچانک ہم سے غائب ہو گئیں اور ہم آپ کو نہ پا کر یہاں سے ادھر چلے گئے تھے اور آسمان سے نور الٰہی کے نزول کا مشاہدہ نہ کر سکے آپ ہی ایک راز دار اسرار ہیں آپ آگاہ فرمائیں کہ نورِ ذوالجلال کا نزول کیسے ہوا؟

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا ہم کہاں اس راز کو پا سکتے ہیں ہمیں تو اتنا معلوم ہے کہ ہم نے سجدہ شکر میں سر جھکایا اور پھر

فاخذ تنى نعاس و فترة فا نتبهت بحس ولدى و هو يقول سبحان ربى العلٰى و بحمده

اس وقت ہم پر ایک اونگھ سی یا غنودگی سی طاری ہوئی اور ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکا ہمیں اس نیند سے بیٹے کی آواز نے جگا دیا جو میرے پہلو میں سجدہ میں فرما رہے تھے

www.jamanshah.com

سبحان ربی العلٰی و بحمدہ (R_32)

دوستو یہاں میں ایک قلندرانہ بات کرتا ہوں دیکھئے کوئی فتویٰ نہ لگا دینا کیونکہ آجکل سب سے سستا مال فتویٰ ہے چلو کوئی بات نہیں جو مناسب سمجھیں فتویٰ بھی دے دیں تو فقیر کو پرواہ نہیں بات امکان واحتمال کی ہے اس پہ فتویٰ ہوتا ہی نہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ کے انوارِ ازل علیہم الصلوات والسلام کی آمد اللہ کا ایک راز ہے اور اس سے کوئی بھی باخبر نہیں ہوسکتا بلکہ خود ان کے ظاہری امہات مطاہرات وطیبات صلوات اللہ علیہن بھی اس راز سے کماحقہ آشنا نہیں ہوتیں کیونکہ اللہ کے انوار کا آسمان سے جس وقت نزول ہوتا ہے اس وقت مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن پر ایک نیند طاری ہوجاتی ہے اور عین اسی وقت ان کا ساری دنیا سے رابطہ کٹ جاتا ہے نہ کوئی باہر کی شخصیت اس راز کی عینی شاہد ہوسکتی ہے اور نہ ہی امانت دارِ انوار ذوات مطاہرات اس کے عینی شاہد ہوسکتے ہیں بلکہ ان کے عالمِ خواب میں جانے کے بعد اللہ کا نور آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ان کے پہلو میں جلوہ کش ہوجاتا ہے اور جب ان کی آنکھ کھلتی ہے تو ان کے دل میں مامتا کی بے پناہ محبت انڈیل دی جاتی ہے اور وہ انہیں اپنا ہی لختِ جگر سمجھتی ہیں اور وہ ان کی آغوش کو شرف مادری عطا فرما دیتے ہیں اور انہیں وہی پروٹوکول دیتے ہیں کہ جو ایک بیٹا اپنی والدہ کو دیتا ہے ہاں کچھ مخدرات عصمت کی جبینوں کو کچھ وقت کیلئے قیام گاہ بھی بناتے ہیں اور ان سے وہ انوار الٰہی کلام بھی فرماتے ہیں مگر اللہ کا نور ہمیشہ اس دنیا کے رشتوں سے بے نیاز ہوتا ہے

آپ دیکھیں ازل میں ان ذوات پاک صلوات اللہ علیہم اجمعین نے انوار عالم کو زینت بخشی تھی تو کیا وہاں بھی ان کے آپس میں یہی رشتے تھے؟

کیا وہاں بھی ان کا اپنے امہات مطاہرات صلوات اللہ علیہن سے ماں بیٹے جیسا کوئی رشتہ تھا؟

کیا وہاں بھی انہوں نے کسی گود کو ماں کا اعزاز بخشا تھا؟

www.jamanshah.com

ایسا ہرگز نہ تھا بلکہ وہاں یہ چودہ انوار ایک نور سے مشتق ہوئے جیسے ایک ہی چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور ان میں کوئی چراغ کسی دوسرے چراغ کا نہ باپ ہوتا ہے نہ بیٹا ہوتا ہے اسی طرح وہاں ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہ تھا اور نہ ہی یہ وہاں آغوش مادر کے محتاج تھے یہاں اس دنیا میں آنے کیلئے انہوں نے ایک انداز اپنایا جس سے مخلوق نے دھوکا کھایا کہ یہ بھی ہمارے جیسے ہیں (نعوذ باللہ) ان کے جو رشتے ہیں وہ لباس بشری کے ہیں اس دنیا میں یہ جو جامہ بشری میں آئے ہیں اس جامہ بشری کے حوالے سے سب رشتے ہیں عالم ازل میں تو یہ نور واحد تھے وہاں توں یہ اس نور اول ہی سے مشتق ہوئے تھے جیسے الفاظ ایک مصدر سے [مادے] سے مشتق ہوتے ہیں ان کا آپس کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا اسی طرح یہ انوار ازلی حالت میں رشتوں سے اجل تھے اس دنیا میں جو جامہ بشری میں آئے ہیں تو یہاں ان کے رشتے بنے ہیں اور یہ ان کے ظاہر کے حقیقی رشتے ہیں۔

یہ ایک قلندرانہ بات تھی سو کہہ دی اور مجھے خود معلوم نہیں کہ یہ بات کہاں تک درست ہے چلو اس بات کو آگے نہیں بڑھاتے واپس اپنے موضوع پہ آتے ہیں۔

شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اپنے نونہال کی طرف نگاہ فرمائی ان کے سر اطہر سے ایک نور ساطع تھا کہ جو آسمان سے ٹکرا رہا تھا جب ہم نے ان کی طرف نگاہ کی تو اس لخت جگر کی محبت ہمارے رگ وپئے میں سرایت کر گئی اور ہم نے انہیں گود میں اٹھا لیا اور وہ ہمیں اتنے پیارے لگے کہ ہم نے انہیں اٹھا کر اپنے زانو پہ بٹھا لیا اور سوچا کہ انہیں غور سے دیکھیں کہ میرے سردار میرے لعل کی شکل کس سے ملتی ہے

جب ہم نے انہیں زانو پہ بٹھایا تو شہزادے نے مسکرا کر ہماری طرف دیکھا پھر ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا السلام علیك یا جدتی دادی اماں ہمارا سلام قبول فرمائیں

www.jamanshah.com

ہم نے انہیں اتنا پیار کیا کہ ان کے رخ انور کے بوسے لئے سر اطہر کے بوسے لئے ان کے کاندھوں کے بوسے لئے جب ہم نے ان کے داہنے کاندھے کا بوسہ لیا تو دیکھا کاندھے پہ کوئی چیز چمک رہی تھی ہم نے فوراً کاندھے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا اس پہ لکھا تھا

جا الحق و زھق الباطل ان باطل کان زھوقا(R_33)

حق آیا اور باطل بھاگ گیا کیونکہ باطل تو ہوتا ہی بھاگنے والا ہے اور جب بھاگتا ہے تو علم پھینک کر بھاگتا ہے۔

جب ہم نے یہ دیکھا تو کہا بیٹا کیا ابھی سے جبابرۃ الکفر کی سرکوبی کا اعلان فرما رہے ہیں؟ اس پہ فرمایا کیا ظالمین یہ سمجھتے ہیں اللہ کا سلسلہ حجت ختم ہو چکا ہے؟

اگر ہمیں بات کرنے کی اجازت ہوتی تو ہم سارے شکوک آج ہی رفع فرما دیتے مگر فی الحال رب ذوالجلال والاکرام کی اجازت ہی نہیں ہے(R_34)

ہم اسی طرح انہیں پیار کرنے میں مصروف تھے کہ ہمیں اپنے حجرۂ مبارک سے جناب ابومحمدؑ العسکری صلوات الله عليه نے آواز دی

هلمی الی یا بنی یا عمة صلوات الله عليك ..... پاک پھوپھی جان آپ میرے لخت جگر کو یہاں لائیں ہم ان کے لئے بے قرار ہیں، ہم وہاں سے اپنے لعل کو آغوش میں لے کر روانہ ہوئے جب ہم انہیں لے کر برآمد ہوئے اور دوسرے کمرے میں پہنچے تو جونہی جناب ابومحمد صلوات الله عليه کی اپنے لخت جگرؑ پہ نگاہ پڑی تو فوراً لخت جگرؑ کی تعظیم کو سروقد کھڑے ہو گئے فرمایا

بابی انت و امی یا من هو الموسوم باسم جدی صلی الله عليه و آله وسلم

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اے وہ کہ جن کا نام پاک جد اطہر صلی الله عليه و آله وسلم کے نام پر ہے

آگے بڑھ کر لخت جگر عجل الله فرجه الشريف کو ہم سے لیا فکشف عن کتفه

فوراً ان کے کاندھے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کاندھے پہ لکھا ہوا تھا

www.jamanshah.com

تمت کلمة ربك صدقا.....الخ

کلمۃ اللہ بڑی صداقت کے ساتھ اپنی تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف جس حال میں اس دنیا میں تشریف لائے تھے انہیں ان کی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا اسی حال میں اٹھا کر اپنے شہنشاہ بیٹے کے پاس لائیں اور یہاں الفاظ یہ ہیں کہ انہوں نے ان کے کاندھے سے کپڑا ہٹایا

بات یہ ہے کہ انوار الٰہی جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ہمیشہ با لباس تشریف لاتے ہیں جناب آدم علیہ السلام کی جتنی اولاد ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس دنیا میں برہنہ آئے کیونکہ جناب آدم علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا تو انہیں بے لباس کر دیا گیا تھا اور انہوں نے جنت کے درختوں کے پتے اوڑھے تھے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کیلئے خالق نے ان کی اولاد کو اس دنیا میں ہمیشہ بے لباس بھیجا ہے اور پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کے جملہ افراد اس دنیا میں جب تشریف لاتے ہیں تو وہ ہمیشہ لباس میں ہوتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ اولاد آدم کے روپ میں تو آئے ہیں مگر اولاد آدم اور ہے ان کی نوع اور ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ پاک پردۂ توحید کے مالک مستورات صلوات اللہ علیہن جب اس دنیا کو شرف بخشتے ہیں تو ان کے رخ انور پر برقعہ بھی ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ پورے حجابات کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں کیونکہ یہ ازل سے حجابات الٰہیہ کے امین ہوتے ہیں۔

دوستو یہ ایک علیحدہ موضوع ہے اگر اس پر بات چل نکلی تو گفتگو کا سلسلہ طویل ہو جائے گا اس لئے اسے ترک کرتے ہوئے اپنے موضوع پہ واپس آتے ہیں۔

جب ملکۂ سرمن صلوات اللہ علیہا اپنے نونہال کو اٹھا کر اپنے شہنشاہ بیٹے کے قریب لائے تو انہوں نے انہیں آغوش میں لیا۔

www.jamanshah.com

و اجلسه علی راحته الیسری و جعل راحته الیمنی علی ظهره

آپ نے اپنے لخت جگر کو اپنی بائیں ہتھیلی پہ بٹھایا اور داہنے ہاتھ کی پشت کا سہارا دیا اور آپ اپنے بابا پاک صلوات الله علیه کے ہاتھوں کو عرش الٰہی سمجھ کر جلوہ آرا ہو گئے اس کے بعد امام علیه الصلوات و السلام نے اپنی زبان مبارک ان کے دہن مبارک میں دی تو چشمہ سلسبیل لعاب کوثر نثار پر فدا ہونے لگا اس کے بعد آپ نے انہیں دونوں ہاتھوں پہ اس طرح بٹھایا کہ آپکا رخ انور ان کی رخ انور کے محاذ پر تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا

تکلم یا حجة الله اے حجت اللہ کلام فرمائیں اے ولی اللہ کلام فرمائیں؛ ولی کلام فرمائیں؛ اے انبیا علیهم السلام کے مالک ووارث کلام فرمائیں؛ اے خاتم الاوصیائے اطہار کلام فرمائیں؛ اے خلیفۃ الاتقیا کلام فرمائیں۔

بابا پاک صلوات الله علیه سے اپنے فضائل سنتے رہے مسکراتے رہے جب انہوں نے فضائل کے فقرے مکمل فرمالئے تو اپنا سلسلہ کلام شروع فرمایا۔

بسم اللہ سے سلسلہ کلام کا آغاز فرمایا پھر ایک ایک جد اطہر پر صلوات پڑھی میری صلوات ہو اپنی جد سید الانبیاء پر امیر المومنین اور باقی اجداد طاہرین صلوات الله علیهم اجمعین پر.....

تا اینکہ فرمایا

و الصلوات و السلام علیٰ ابی و سیدی ثم سکت بعد وصوله الی اسم ابیه

جب اپنے بابا پاک پر صلوات پڑھ چکے تو آپ خاموش ہو گئے اس وقت جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات الله علیه نے فرمایا بیٹا اب تم خاموش ہو گئے تو فقرہ مجھے مکمل کرنے دو؛ فرمایا اے پورے خاندان پاک کی امیدوں کے مرکز بیٹے تمہارے جملہ آبا و اجداد طاہرین صلوات الله علیهم اجمعین کی طرف سے آپ پر بھی لاکھوں درود و سلام ہوں(R_35)

اس کے بعد آپ نے دوبارہ اپنا سلسلہ کلام شروع کیا فرمایا

بسم الله الرحمن الرحیم و ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم

www.jamanshah.com

ائمة و نجعلهم الوارثين و نمكن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنود هما منهم ما كانوا يحذرون ()(R_36)

جن لوگوں کو اس روئے زمین پر کمزور کر دیا گیا تھا ان پر احسان فرمایا اور انہیں اس دھرتی پر امام قرار دیا پھر انہیں اس زمین کا وارث بنایا اور انہیں اس روئے زمین پر سکون سکونت بخشی ، پھر صحف انبیاء ما سلف سنائے پھر تورات وانجیل وزبور کے ساتھ جملہ صحف اوصیا تلاوت فرمائے جس وقت آپ اپنے بابا پاک صلوات الله عليه کے ہاتھوں پر مصروف تلاوت تھے ہم نے دیکھا آسمان سے سفید رنگ کے پرندوں کی ڈاریں اتر رہی ہیں انہیں کعبۂ ایمان سمجھ کران کے سر اطہر پر محوِ طواف ہیں ، ہم نے اپنے شہنشاہ بیٹے سے دریافت فرمایا بیٹا یہ پرندے کیسے ہیں؟

انہوں نے فرمایا یہ عام پرندے نہیں ہیں بلکہ ان میں کئی گروہ ملکوت ہیں جن میں ملکوت مردفین ومسومین وناصرین ہیں کچھ ملکوت وہ ہیں کہ جو بدر میں ان کی جد اطہر کی نصرت کیلئے حاضر ہوئے تھے کئی ملکوت وہ ہیں جو کربلا میں شہنشاہ امام مظلوم صلوات الله عليه کی نصرت کو حاضر ہوئے تھے مگر انہیں نصرت کی اجازت نہ ملی اور ان کے منتقم عجل الله فرجه الشريف کے انتظار میں کربلا معلیٰ میں رہ رہے تھے آج جب انہیں ان کی آمد کی اطلاع ملی ہے تو اپنے شہنشاہ زمانہ اور منتقم آل محمد عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کو حاضر ہوئے ہیں اور ان کی قیادت اس دراطہر کے قدیم خادم جناب جبریل فرما رہے ہیں

اس کے بعد ہم نے دیکھا وہ مرغانِ سفید نیچے اترے اور آ کر اپنے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے قدموں سے اپنے سر اور پر مس کرنے لگے ، اس کے بعد امام عليه الصلوات والسلام نے ان میں سے ایک طائرِ لاہوتی کو اپنے قریب بلایا اور کوئی اشارہ فرمایا اس کے بعد ہم نے دیکھا ہمارے نونہال عجل الله فرجه الشريف اور ہمارے مابین ایک پردہ آ گیا ہم نے اپنے لخت جگرؑ سے دریافت فرمایا ہمارے نونہال عجل الله فرجه

www.jamanshah.com

ہم سے کہاں غائب ہو گئے ہیں؟ ہم نے پوچھا بیٹا یہ اپنا لعل آپ نے کس کے سپرد فرما دیا ہے؟
یا عمتہ استود عناہ الذی استودعت ام موسی علیہ السلام
ہم نے اپنا لعل اس کو امانت دیا ہے کہ جسے جنابِ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا نے اپنا لعل سونپا تھا.....انہوں نے فرمایا یہ صاحب معراج ذات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دستار کے وارث ہیں اس لئے اللہ جل جلالہ نے انہیں عرش پہ طلب فرمایا ہے تا کہ عرش کو ان کی قدموں کی برکت سے چار چاند لگ جائیں آپ فکر نہ کریں ابھی واپس آ جائیں گے، ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ہم نے دیکھا ہمارے نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف دوبارہ بابا پاک صلوات اللہ علیہ کی آغوش میں موجود تھے گویا پھر وہی مظاہرہ ہوا کہ نوے ہزار سال کی رات بھی گذر گئی اور کنڈی بھی ہلتی رہی اور بستر بھی گرم رہا
جب دوبارہ واپس آئے تو ہمارے امام بیٹے نے ہم سے فرمایا اب انہیں اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے پاس لے جائیں تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ان کے غم دور ہوں ان کے دل کو تسکین ملے تا کہ انہیں معلوم ان وعد اللہ حق و اکثرھم لا یعلمون کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں، ہم نے اپنے نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہاتھوں پہ اس طرح لیا جیسا قرآن لیا جاتا ہے اور جب لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی آغوش میں دے کر دروازے سے باہر جھانکا تو
قد الفجر الفجر الثانی فصلیت الفریضتہ فی اول الوقتھا
ہم نے دیکھا صبح صادق اسی وقت طلوع ہو رہی تھی اور ہم نے نماز صبح کو اول وقت میں ادا فرمایا جیسے طاقت ور شاہ سوار کمزور گھوڑے کی پشت پر باگیں کھینچ کر اپنے آنے کا بتاتا ہے اسی طرح شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرس وقت و زمان کی باگیں کھینچ کر وقت کو روک کر بتا دیا کہ میں اور نہیں صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہوں ذرا سنبھل کے چلنا اب ہم تشریف لا چکے ہیں۔

www.jamanshah.com

زائچۂ ظہور

احباب گرامی

مجھے بھی علم نجوم سے قدرے دلچسپی رہی ہے اس لئے جب میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے بارے میں پڑھ رہا تھا اس دور میں کئی مقامات پر میں نے دیکھا کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں لکھا تھا کہ ان کے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے زائچہ ظہور میں ایک مماثلت ہے جیسا کہ ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی اپنی کتاب ہدایت السعدا میں لکھتے ہیں

ولادۃ عند قرآن الاصغر الذی کان فی القوس و ھو رابع القرآن الاکبر الذی کان فی القوس و طالع الدرجۃ الخامسۃ والعشرین من السرطان و زائچۃ المبارکۃ فی افق السامرۃ ھذہ ولما کان اجتماع القائم المھدیعجل اللہ فرجہ الشریف و عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سلام اللہ علیھا ()

اسی روایت کو بحارالانوار جلد 13 ، کتاب النجوم اور کتاب الاصفیا میں بھی لکھا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا ظہور اجلال قران اصغر درقوس میں ہوا اور قران اکبر قوس کا چوتھا حصے پر ہوتا ہے اور جب آپ کا ظہور اجلال ہوا تو سرطان کا پچسواں 25 درجہ طالع تھا اور یہ زائچہ افق سامرہ کا ہے اور اس حوالے سے جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے زائچے میں یکسانیت پائی جاتی ہے

وہ یہ ہے کہ جب ان کا اس دنیا میں ظہور ہوا تھا تو اس وقت بھی سرطان کا پچسواں درجہ طلوع کر رہا تھا اور جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور اجلال ہوا تو اس وقت بھی سرطان کا پچسواں درجہ طلوع کر رہا تھا جب میں نے آسٹرولوجی میں نیمۂ شعبان کی شب میں دیکھا کہ سرطان کا پچسواں درجہ کس وقت طلوع ہوا تو پتا چلا کہ وہ رات کے چار بجکر پونے تین منٹ 04.02.45am پر طلوع کر رہا تھا پھر میں نے

آسٹرالوجی سورس کا یہ ڈیٹا کمپیوٹر میں دیا یعنی۔

255 ہجری 15 شعبان المعظم بروز جمعہ بمطابق 29 جولائی 869 عیسوی بوقت صبح 4 بجکر 3 منٹ پر آمد ہوئی ہو تو ان کا زائچہ کس طرح بنے گا؟ تو یہ زائچہ میرے کمپیوٹر نے نکال دیا جو قارئین کے سامنے ہے میں اگرچہ کچھ نہ کچھ اس علم سے واقف ہوں مگر یہاں میں کوئی نتائج نہ دے سکوں گا کیونکہ یہ مقام ادب ہے ہاں کوئی ماہر علم نجوم اس زائچے سے نتائج برآمد کر سکے تو خوشی ہوگی۔

﴿ایک نجومی﴾

دوستو اپنی طرف سے اس زائچہ ظہور کے بارے میں کچھ کہنے کے بجائے اسی زمانے کے ایک نجومی کے نتائج یہاں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں

جناب احمد بن اسحاق بن سعد [مصقلہ] قمی الاشعری جو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد میں قم کے عامل بھی رہے تھے اور شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ کے خواص میں سے تھے ان کے بھتیجے جناب ابو جعفر سے روایت ہے

جب شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا دنیا پہ نزول اجلال ہوا تو جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ہمارے چچا جناب احمد بن اسحاق کے پاس گرامی نامہ تحریر فرمایا اور ان کے پاس یہ خوش خبری بھی تحریر فرمائی کہ ہماری دستار کے وارث حقیقی کی اس دنیا میں آمد ہوئی ہے اس خبر کے ساتھ یہ حکم بھی فرمایا گیا تھا کہ تم ان کے عقیقے کے دنبے بھی خرید کر مومنین میں تقسیم کرو، اور اسی گرامی نامے میں تاریخ اور وقت بھی تحریر فرمایا گیا تھا کہ اس وقت ان کا ظہور ہوا ہے۔

اس زمانے میں ہمارے محلے میں ایک ماہر علم نجوم یہودی رہتا تھا جو علم نجوم کا بہت بڑا ماہر تھا، جناب احمد بن اسحاق نے اس نجومی کو اپنے ہاں بلا بھیجا اور اس کے سامنے وہی وقت اور تاریخ رکھی اور فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک بچہ اس تاریخ کو پیدا ہوا ہے تم اس کا

www.jamanshah.com

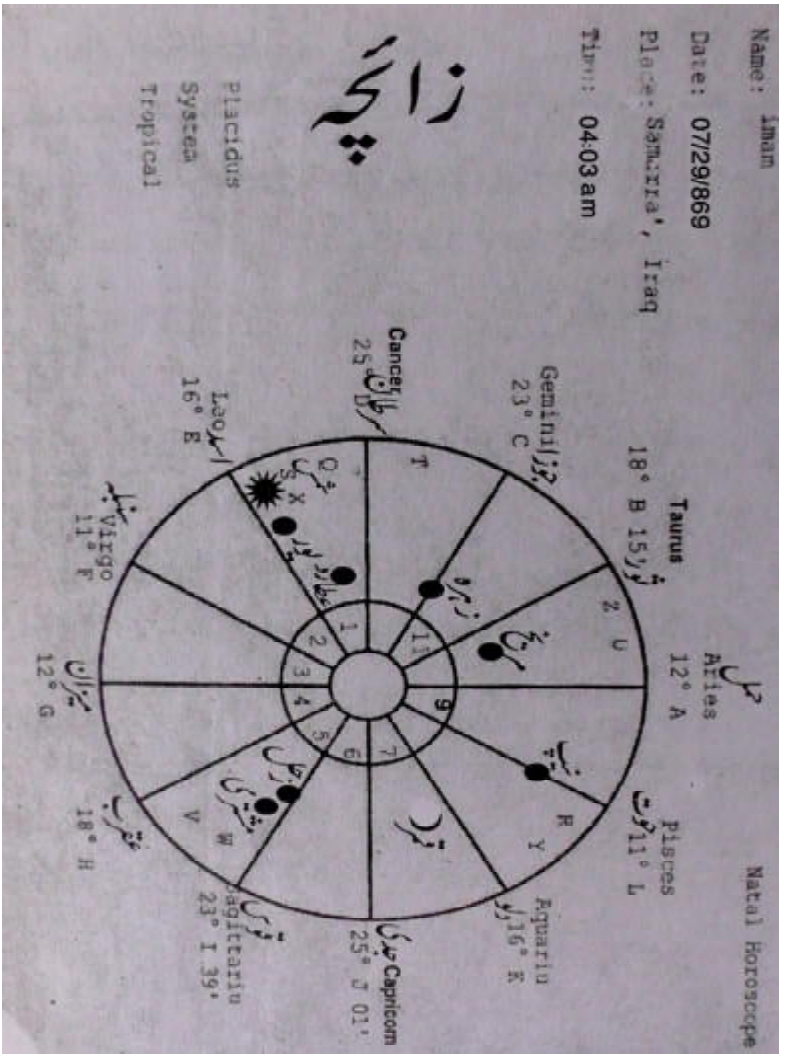

شمس	30'	9 اسد	قمر 15' 29 دلو
یورینس	31'	12 اسد	نیپ 15' 9 حوت
عطارد	43'	3 اسد	مریخ 45' 29 حمل
مشتری	36'	18 قوس	زہرہ 45' 24 جوزہ
زحل	18'	13 قوس	

زائچہ بناؤ تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہمارا مولود مسعود کیسا ہے؟
اس نجومی نے کاغذ نکالا اور اس پر زائچہ ترتیب دیا اس کے گھروں میں ستاروں کو قائم کیا بارہ گھروں کے نظرات دیکھے اور اس کے احکام لکھنے کا ارادہ کیا تو لکھتے لکھتے رک گیا اور وہ حیرت سے جناب احمد بن اسحاق کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا اور کہا تم کہتے ہو اس تاریخ کو آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جبکہ اس وقت تو کوئی بچہ بھی دنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا؟
انہوں نے فرمایا دیکھو تم اس پہ بحث نہ کرو کہ ہوا ہے یا نہیں بلکہ یہ بتاؤ کہ اگر اس دن اس تاریخ کو کوئی بچہ پیدا ہو بھی جائے تو وہ کیسا ہوگا؟
اس نے کہا بھائی بات یہ ہے کہ اس تاریخ کو اس وقت اگر کوئی پیدا ہو تو وہ یقیناً اس دنیا کیلئے ایک منفرد تحفہ ہوگا کیونکہ اس وقت میں پیدا ہونے ولا بچہ یا تو کوئی نبی ہوگا یا کسی نبی کا وصی و وارث ہوگا دوسرا یہ کہ اس وقت میں پیدا ہونے والا بچہ پوری روئے زمین کا شرق سے غرب تک کا مالک ہوگا تیسری بات یہ ہے کہ اس تاریخ اور وقت میں پیدا ہونے والا بچہ کوہ و بیابان دریا اور پہاڑوں باغوں اور ویرانوں کا بلکہ اس دنیا اور اس دنیا کے سارے لوگوں پر حاکم اور بادشاہی کرے گا اور اس کا حکم ارض وسما تک جاری و نافذ ہوگا۔
آخری بات یہ ہے کہ اس دن دنیا پہ آنے والا بچہ اپنا ایک دین متعارف کروائے گا اور اس دین پر ساری دنیا کے لوگوں کو متفق ہونا پڑے گا اور اس کا دین پوری روئے زمین پر نافذ بھی ہوگا اور اس کے اس دین کے علاوہ کوئی دین اس دنیا پر باقی نہ رہے گا صرف انہی کا دین ہی رائج ہوگا(R_37)

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

اولین ایام

احباب گرامی

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا پہ آمد ہوئی تو جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خواص کے پاس فوراً گرامی نامے تحریر فرمائے اور انہیں نوید سعید سے نوازا جیسا کہ ہم کتب غیبت میں کئی نام دیکھتے ہیں جیسا کہ جناب حسین بن حسن علوی کو پیغام مبارک بھیجا گیا اور وہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف

کے ظہور پُرنور کی مبارک دینے کے لئے دراطہر پہ حاضر ہوئے (R_38)

اسی طرح جناب احمد بن اسحاق کو خطِ بشارت لکھا اور فرمایا میں نے اپنا راز دار پایا ہے اسی لئے اطلاع دے رہے ہیں (R_39)

اسی طرح ایک گرامی نامہ جناب موسیٰ بن جابر بن وہب بغدادی کو تحریر فرمایا گیا جس میں لکھا کہ دشمن گمان کرتا ہے کہ ہماری نسل ختم کردی ہے مگر اللہ نے انہیں جھوٹا کر دیا ہے (R_40)

اسی طرح بہت سے احباب وخواص ومنتظرین نورالٰہی کو آگاہ فرمایا گیا اور اپنا شریک راز بنایا گیا اور انہیں اس راز کی مخفی رکھنے کی بھی سختی سے تاکید فرمائی تاکہ مومنین ومخلصین تک بات پہنچ بھی جائے اور بعد میں کوئی شک میں مبتلا نہ ہو اور راز بھی رہے۔

16 شعبان کا دن

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب پندرہ شعبان کا سورج طلوع ہوا تو ہم نے اپنے شہنشاہ بیٹے جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام سے اجازت چاہی تو انہوں نے فرمایا آپ پھر جلدی تشریف لائیے گا۔

ہم ان سے اجازت لے کر واپس اپنے گھر میں تشریف لائے مگر دل کو کوئی پل چین نہیں آتا تھا کیونکہ نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت ہمارے دل میں سرایت کر چکی تھی ہم اگلے دن یعنی 16 شعبان کے دن یعنی دوسرے دن پھر اپنے شہنشاہ بیٹے صلوات اللہ علیہ کے گھر تشریف لے گئے، جا کر دیکھا صبح کا وقت تھا شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے ہم سیدھے اپنی بہو صلوات اللہ علیہا کے کمرے میں تشریف لے گئے، جونہی ان کی نگاہ ہم پہ پڑی تعظیماً سروقد کھڑی ہوگئیں ہم نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر دیکھا کہ ہماری بہو پاک کے کمرے میں ایک گہوارہ آویزاں تھا جس پر سبز رنگ کی چادر ڈالی ہوئی تھی ہم سیدھے اس گہوارے کے قریب گئے جا کر دیکھا ہمارے نور چشم عجل اللہ فرجہ الشریف آنکھیں بند کے سوئے ہوئے ہیں نہ ہی انہیں قماط [بندھنے] باندھے ہوئے ہیں اور نہ ہی بچوں جیسا کوئی اور انتظام ہے جب ہم ان کے قریب گئے تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور ہمیں اشارے سے اپنے قریب بلایا، ہم ان کے قریب گئے اور ان کی لب و رخسار کا بوسہ لیا۔

اس وقت ہمارے شہنشاہ بیٹے جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں اپنے کمرے سے آواز دی پھوپھی جان صلوات اللہ علیہا آپ ہمارے لخت جگر کو ہمارے پاس لے آئیں۔

ہم نے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اٹھایا سینے سے لگائے ان کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس لے گئے وہ اس وقت تکیے کا آسرا لئے ہوئے تھے ہمیں دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوگئے اس کے بعد انہوں نے لخت جگر کو لیا اور پھر تکیے پر استراحت پذیر ہوگئے اور اپنے لال کو اس طرح سینے پہ کھڑا کیا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قدم مبارک ان کے سینے پر ٹکے ہوئے تھے، اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھے اور اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے دہن مبارک میں اپنی زبان مبارک داخل فرمائی اور انہیں غذائے لبن و غسل سے سیراب فرمایا (R_41)

شہنشاہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام جب اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو سیراب فرما

www.jamanshah.com

چکے تو پھر اپنے سینے پہ بٹھا کر فرمایا تکلم یا بنی، یہ سن کر شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف نے سب سے پہلے اپنے اجداد طاہرین یعنی شہنشاہ انبیا صلی الله علیه و آله وسلم سے لے کر بابا پاک تک سب کی ولایت کی گواہی دی اس کے بعد قرآن تلاوت فرمایا(R_42)

اسی دن کے بارے میں شہنشاہ معظم علیه الصلوات والسلام کی پاک کنیز بی بی صیقل سلام الله علیها فرماتی ہیں کہ اس دن ہم نے دیکھا کہ جب شہنشاہ معظم علیه الصلوات والسلام اپنے لخت جگر عجل الله فرجه الشريف کو اپنی گود میں لے کر پیار فرما رہے تھے تو اس وقت آسمان سے سفید رنگ کے کئی پرندے ظاہر ہوئے انہوں نے آ کے پہلے ان کا طواف کیا اس کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے سر اور قدموں سے اپنے پر اور چہرے مس کیے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس اڑ گئے اس پر ہم نے سوال کیا یہ کیسے پرندے تھے اس کے جواب میں فرمایا یہ ان کے خروج کے انصار ملکوت تھے جو ان کی زیارت سے برکت لینے آئے تھے(R_43)

ان روایات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ملکوت زیارت کے لئے ایک مرتبہ نہیں آئے بلکہ مسلسل آتے رہے تھے اور میں سمجھتا ہوں انہیں آنا بھی چاہیے تھا کیونکہ وہ امام مظلوم علیه الصلوات والسلام کیا انتقام کے پیاسے تھے اور یہ ان کے منتقم تھے اس لئے آنا ضروری تھا۔

17 شعبان کا دن

شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی دنیا پر آمد کا یہ تیسرا دن تھا اس دن کے بعد بھی کئی واقعات ہماری کتب میں موجود ہیں جیسا کہ ابی غانم (جو شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیه الصلوات والسلام کے غلام ہیں) سے روایت ہے کہ یہ دن وہ روزِ سعید تھا کہ اس دن ہمیں ہمارے ولی العصر عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کروائی گئی وہ فرماتے جب تیسرا دن ہوا تو شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیه الصلوات والسلام نے اپنے سارے غلاموں کنیزوں کو جمع فرمایا اور اس میں جو خواص سرمن میں موجود تھے

انہیں بھی بلایا گیا اس وقت زائرین کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ تھی جب سارے غلام اور کنیزیں جمع ہوچکیں تو آپ نے اپنے حجرہ مبارک سے اپنے لختِ جگر اپنی دستار کے معصوم وارث عجل اللہ فرجہ الشریف کو گود میں اٹھا کر کمرہ زیارت نشست گاہ میں لائے اور ہمیں ان کی زیارت کرواتے ہوئے اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا اس طرح تعارف کروایا ''یہ ہمارے بعد آپ کے امام زمانہ ہیں اور خلیفۃ اللہ فی العالمین ہیں

وھو القائم الذی تمتدعلیه الاعناق بالا نتظار

فرمایا یہ قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں کہ ایک طویل مدت تک تمہاری گردنوں تک انتظار واجب ہے(R_44)

()اسی دن کے بارے میں آپ کی پاک کنیز بی بی نسیم سلام اللہ علیہ بیان فرماتی ہیں کہ مجھ سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہمارے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو گہوارۂ اقدس سے اٹھا کر ہمارے پاس لاؤ جب میں گہوارہِ اقدس کے قریب پہنچی تو مجھے چھینک آ گئی تو شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا یرحمك الله (اللہ تم پر رحم فرمائے) یہ سن کر میں بہت حیران ہوئی۔

جب میں گہوارہ اقدس کے قریب گئی تو فرمایا کہ تمہیں ہم ایک نئی بات بتائیں؟

میں نے عرض کی ضرور فرمائیں ،فرمایا جس شخص کو بلا وجہ چھینک آ جائے تو اسے تین دن موت نہیں آسکتی وہ موت سے محفوظ رہتا ہے(R_45)

()اسی تیسرے دن کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے بعض اصحاب کو عقیقہ فرمانے کا حکم دیا مگر آپ نے خود عقیقہ ساتویں دن فرمایا ان روایات کو ہم عقیقہ کے ضمن میں لکھیں گے۔

﴿21 شعبان المعظم جمعرات کا دن﴾

یہ ساتواں دن تھا اس کے بارے میں پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہم تیسرے دن جب زیارت کر کے آئے تو پھر کئی دن تک زیارت کو نہ جا سکے جب

www.jamanshah.com

جمعرات کا دن ہوا تو ہم نے سوچا کہ اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی ایک مرتبہ پھر زیارت کرلیں یہ سوچ کر ہم شہنشاہ ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے گراطہر میں تشریف لے گئے شام کا وقت تھا ہم نے گھر اطہر کے صحن میں دیکھا شہنشاہ بیٹے علیہ الصلوات والسلام مسند پہ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے والی مسند پہ ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا تشریف فرما تھیں اور ان کی آغوش میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جلوہ افروز تھے اور والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا سے کچھ راز و نیاز فرما رہے تھے ہم نے جا کر ان کو سلام کیا اور اس کے بعد لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بہت پیار کیا اس کے بعد شہنشاہ ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کو ہم سے لیا اور فرمایا بیٹا آج بھی کلام الٰہی سنا دیں کیونکہ کلام خالق بزبان خالق سننے کا تو مزا ہی اور ہے کیونکہ آپ لسان اللہ عزوجل ہیں۔..... یہ سن کر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

ونریدان نمن.....الخ (R_46)

اس کے بعد باپ بیٹے کے مابین بہت سے راز و نیاز ہوئے ابھی راز و نیاز جاری تھے کہ ثم رفع بینی و بین ابی محمد علیہ الصلوات والسلام کا لحجاب فلم ار سید فقلت لابی محمد علیہ الصلوات والسلام یا سیدی ابن مولای ؟ فقال اخذ ہ من ھوا حق منك و منا (R_47)

جب شہنشاہ ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اپنے لخت جگر سے کلام فرما رہے تھے عین اس وقت ان کے اور ہمارے مابین ایک نورانی حجاب حائل ہو گیا اور ہم سے ہمارے نور نظر غائب ہو گئے اس وقت ہم نے دریافت کیا بیٹا یہ کیا ہو گیا کہ ہمیں ہمارے لال نظر نہیں آ رہے؟ اس پر آپ نے فرمایا ہم نے آپ کا لخت جگر اس کے سپرد فرما دیا ہے جو ہم سے بھی اور آپ سے بھی زیادہ ان پر حق رکھتا ہے یعنی اللہ جل جلالہ کے سپرد فرمایا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اچانک کئی مرغان سفید آسمان پر ظاہر ہوئے شہنشاہ معظم علیہ

www.jamanshah.com

الصلوات والسلام نے ان میں سے ایک پرندے کی طرف اشارہ فرمایا اور اسے اپنے قریب بلایا اور اس کے بعد اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اس کے سپرد فرمایا اور وہ انہیں لے کر آسمانوں میں غائب ہو گئے (R_48)

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے متفکرانہ لہجے میں عرض کی آقا ہمارے لعل کو کس کے سپرد فرما دیا؟ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا آپ فکر نہ کریں آپ کے لعل کو ہم نے اس کے سپرد فرمایا ہے کہ مادر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا بیٹا جن کے سپرد فرمایا تھا یہ آپ کا پرانا خادم یعنی جناب جبریل علیہ السلام تھا آج آسمان کے ملکوت نے ان کی زیارت کی خواہش کی تھی اور اس استدعا کو ہم نے شرف قبولیت عطا فرمایا ہے وہ انشا اللہ ابھی یہاں تشریف لائیں گے آپ فکر مند نہ ہوں۔ منتخب ص335

رسم عقیقہ

نومولود بچوں کا عقیقہ کرنا مستحب ہے اور اس کے بارے حکم ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کی رسم ادا کریں اس میں کسی جانور کا ذبح کرنا لازم ہوتا ہے اور وہ اس مولود کا فدیہ ہوتا ہے اور مولود کی زندگی کا محافظ ہوتا ہے، جب ساتواں دن ہوا تو شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے پاک خاندان کے جملہ افراد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے پہلے اس لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے سر اطہر کے بال تراشے گئے اور اس میں خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے ان کے سر اطہر پر دو چوٹیاں (لٹیں) چھوڑ دیں باقی سر اطہر کے بال تراش فرمائے۔

جن خوش نصیبوں نے اس دور میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف پایا ہے انہوں نے جب حلیۂ مبارک بیان کیا تو سب نے یہی کہا ہے کہ و علیٰ راسہ ذوابتین یعنی آپ کے سر اطہر پر دو چوٹیاں تھیں۔

اس سے قبل پاک حسنین علیہما الصلوات والسلام سے جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام تک

www.jamanshah.com

سب کی ایک ایک چوٹی رکھی گئی تھی مگر جناب ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے بعد اس شہنشاہ عجل الله فرجه الشريف کی دو چوٹیاں چھوڑی گئی تھیں۔(R_49)

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ باقی پاک ذوات صلوات الله عليهم اجمعين کا صرف ایک عقیقہ ہوتا رہا تھا مگر ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے بارے میں ہے۔

فان الامام العسكري صلوات الله عليه عَقَّ عن الامام المهدي عجل الله فرجه الشريف بثلثمأئة عقيقة یعنی شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کا ایک نہیں پورے تین سو عقیقے کئے گئے یہ ایک تو اولین و آخرین میں سب سے امتیازی بات تھی کہ جو شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے، جب آپ نے لخت جگر کا عقیقہ فرمالیا تو اس کے بعد نواب اول جناب عثمان بن سعید سلام الله عليه کو حکم فرمایا کہ دس ہزار رطل گوشت خرید کر اور دس ہزار رطل روٹیاں تیار کروا کے سامرہ کے مومنین میں تقسیم کی جائیں ایک رطل عراقی 327.60 گرام کے برابر ہوتا ہے اور اس طرح دس ہزار رطل تقریباً 3276 کیلو گرام کے برابر بنتا ہے یعنی تین چار ہزار کیلو گرام گوشت اور اتنی ہی روٹیاں عقیقے میں تقسیم ہوئیں اس کے علاوہ جملہ بنی ہاشم صلوات الله عليهم اجمعين کے گھروں میں ایک ایک دنبہ ذبح کروا کے بھیجا گیا ایک روایت میں ہے کہ دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت بنی ہاشم میں تقسیم ہوا۔(R_50)

جو مومنین دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان کے پاس زندہ بکرے اور دنبے بھجوائے گئے جیسا کہ جناب ابراہیمؒ بن ادریس نوبختی کے پاس شہنشاہ معظم عليه الصلوات السلام نے چار دنبے بھجوائے اور ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ یہ ہمارے لخت جگر عجل الله فرجه الشريف کے عقیقے کے دنبے ہیں اسے آپ بھی کھائیں اور اپنے خاندان والوں کو اور دیگر مومنین کو بھی اس دعوت میں شریک فرمائیں مگر اس بات کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا کہ ہمارے لخت جگر کا ظہور ہو چکا ہے یعنی اخفا کا سختی سے حکم فرمایا۔

www.jamanshah.com

حمزہ بن ابی الفتح سے فرمایا گیا تین سو دنبے لے کر ہمارے لخت جگر کا عقیقہ کردو(R_51)

ایک روایت میں ہے کہ جناب احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری القمی کو ایک توقیع مبارک لکھی گئی تھی، جس میں فرمایا گیا تھا.....الحمد الله الذی لم یخر جنی من الدنیا حتیٰ ارانی الخلف من بعدی اشبه الناس برسول الله خلقا خلقا منطقا یحفظه الله فی غیبته(R_52)

ایک روایت یہ ہے کہ جناب احمد بن اسحاق بن الاشعری القمی کو جو توقیع مبارک تحریر فرمائی تھی اس میں بھی کئی دنبے خرید کر عقیقے کی مد میں ذبح کرنے کا حکم تھا اور فرمایا تھا کہ انہیں شیعان قم میں تقسیم فرمادیں اسی طرح بہت سے لوگوں کے نام کتب میں موجود ہیں مگر ہم یہاں کتاب کی ضخامت کو بڑھانا نہیں چاہتے اس میں اپنے گھر کی کنیزوں اور غلاموں کو تیسرے دن آپ نے دعوت طعام دی تھی اور اس میں انہیں اپنے شہنشاہ بیٹے عجل الله فرجه الشریف کی زیارت سے بھی مشرف فرمایا تھا

جو خاندان پاک کے افراد صلوات الله علیهم اجمعین مدینے میں رہائش پذیر تھے ان کے پاس ہر گھر کے حساب سے دنبے بھیجے گئے اور انہیں مبارک باد بھی پہنچائی گئی مگر اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کسی غیر تک یہ گوشت اور طعام نہ پہنچے اور ساتھ اپنوں کو یہ حکم بھی ہوا تھا کہ اس بات کو ہمیشہ مخفی رکھنا ہے اور اپنے دوستوں میں سے بھی جو اخفائے راز کا خیال نہ رکھ سکتے ہوں انہیں بھی نہ بتانے کی تاکید ہوئی تھی۔

دوستو خود سوچو کہ کوئی کیسے اندازہ کرسکتا ہے ان کے عقیقے کے دنبے کن کن لوگوں کو کتنی کتنی تعداد میں عطا فرمائے گئے کیونکہ جہاں تین سو عقیقے ہوجائیں اور ان کا دائرہ عراق عرب ایران شامات لبنان تک پھیلا ہوا ہو ان کی تعداد کیسے معلوم کی جاسکتی ہے؟

مگر میں سوچتا ہوں کہ کتنے خوش قسمت تھے وہ دنبے کہ جنہیں شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشریف کا فدیہ قرار دیا گیا ان کی سعادت پر کوئی جتنا بھی رشک کرے کم ہے(R_53)

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

زمانہ مہد مبارک

احباب گرامی

جب ہم شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے حالات کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ زیادہ عرصہ صاحب مہد نہیں رہے بلکہ بہت جلدی آپ نے چلنا پھرنا شروع فرمادیا تھا مگر پھر بھی اس محدود زمانہ مہد مبارک کے کچھ واقعات کتب میں منقول ہیں جن میں سے چند ایک پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں، مثلاً آپ کے خادم ابونصر ظریف سلام اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کسی کام سے اپنے محسن مولا عجل اللہ فرجہ الشریف کے گہوارے کے قریب گیا تو سوچا ان کی زیارت سے اپنی آنکھیں تو ٹھنڈی کرلوں جب میں اس گہوارے کے قریب گیا تو معصوم شہزادے نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اے نصر تم ہمارے لئے سرخ صندل لاؤ، میں دوڑ کر گیا اور سرخ صندل آ کے پیش کیا اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے نصر کیا تم ہمیں پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کی آپ ہمارے مالک کے لختِ جگر ہیں ہمارے آقا و مولا ہیں۔

مسکرا کر فرمایا پھر تم ہمیں نہیں پہچانتے؟

میں نے عرض کی پھر آپ ہی اپنا تعارف کروادیں فرمایا

انا خاتم اوصیا ئے وبی یدفع اللہ البلا ء عن اھلی و شیعتی (R_54)

ہم خاتم الاوصیا ہیں اور ہمارے پاک خاندان صلوات اللہ علیھم اجمعین اور ہمارے جدِ اطہر کے شیعوں کی مصیبتیں ہمارے ذریعے رفع ہوتی ہیں اور ہونا ہیں اور ہم ہی سارے پاک خاندان کے منتقم ہیں اور ان کے مصائب دور فرمانے والے ہیں۔

آپ کی کنیز بی بی ماریہ سلام الله علیها سے روایت ہے کہ مجھے ملکہ دوراں سلام الله علیها نے فرمایا کہ ہمارے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف گہوارے میں سو رہے ہیں انہیں ہمارے پاس لاؤ میں شہزادے پاک عجل الله فرجه الشریف کے گہوارے کے قریب گئی شہزادے پاک نے مجھے دیکھا تو مسکرائے میں انہیں مسکراتے دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس سن کے معصوم بچے اس طرح نہیں کرتے میری حیرت پر وہ اور زیادہ مسکرائے، پھر فرمایا کیا تم ہمیں پہچانتی ہو؟
میری حیرت اور بڑھ گئی اور میں جواب نہ دے سکی تو اس پر فرمایا اری تم ہمیں نہیں پہچانتی ہم ہی تو تمہارے امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف ہیں کیا اب ہمیں ہماری والدہ پاک صلوات الله علیها کے پاس نہ لے جاؤ گی۔
یہی وہ پاک کنیز ہیں کہ جن کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ بی بی ماریہ سے روایت کہ جب ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف دنیا پہ تشریف لے آئے تو دوزانو بیٹھ کر انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند فرمائی اور پہلے حمد کیا اس کے بعد اپنے آباواجداد طاہرین علیہ الصلوات والسلام پر صلوات پڑھی اس کے بعد فرمایا ظالمین یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی حجت ختم ہوگئی ہے اگر ہمیں اذن کلام ہوتا تو سارے شک ختم کر دیتے۔(R_55)

()

زمانہ مہد کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ایک غلام ہیں جن کا نام ہے جناب حمزہ بن نصیر (نصر) سلام الله علیہ یہ پہلے دراطہر پہ غلامی کیا کرتے تھے پھر انہیں مومنین کے لیے گوشت بنانے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ جانور ذبح کر کے مومنین میں فروخت کرتے تھے۔
ایک دن انہیں جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ تم گوشت فروخت کرتے ہو اس لئے ہم تمہیں ایک اعزاز دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تم روزانہ

www.jamanshah.com

ایک نلی والی ہڈی بمع گوشت و مخ دراطہر پہ پیش کرنا یہ تمہارے چھوٹے شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ہے۔(R_56)

اس روایت سے عرفاء کرام آج بھی یہ سمجھتے ہیں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو مخ بہت پسند ہے اور کئی عرفاء عظام آج بھی نلی والی ہڈی سے مخ نکال کر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہدیہ کرتے ہیں پتہ نہیں یہ عمل کہاں تک درست ہے مگر محبت سے جو کیا جائے وہ عمل درست ہوتا ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے.....المحب لا یلام .....کہ عشق کرنے والا دیوانہ قابل ملامت نہیں ہوتا۔

ظاہری بچپن کے زمانے کے بھی کافی واقعات ہیں جنہیں یہاں نقل کرنے سے کتاب کی ضخامت بڑھنے کا خوف ہے اس لئے انہیں ترک کرتا ہوں۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

﴿انجام معتز باللہ عباسی ملعون﴾

معتز باللہ عباسی ملعون وہ بد بخت ہے جس نے اپنے دور میں علی بن یارمش کی حراست میں جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو رکھا پھر اسی ملعون نے ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقادے کر شہید کیا تھا۔

اس ملعون کے عزائم بہت خطرناک تھے اسے ماہِ رجب 255 ہجری میں جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی شادی خانہ آبادی کا علم ہوا تو اس نے فوراً ایک نئے ظلم کا پروگرام بنایا کہ اطفائے نورِ الٰہی کا ارادہ کرلیا اور اس کے لئے تجویز سوچنے لگا کہ کس طرح اللہ کے نور کو خاموش کیا جائے مگر مدبرِ کائنات ذات کے دستِ تصرف میں سارا پروگرام چل رہا تھا عین اسی وقت عالمِ امر میں ایک اور فیصلہ ہوگیا اور خالقِ ممکنات نے اس ملعون پر اسی کی نسل کے ایک شخص کو مسلط فرما دیا یعنی مھتدیٰ باللہ عباسی کو اس کی تباہی کا پروانہ بنا دیا اس کے وجوہات یہ ہیں کہ اس معتز باللہ ملعون نے پہلے تو ملکی خزانے کو اپنی عیاشی پہ اڑا دیا

جب خزانہ خالی ہوگیا تو اپنے فوجیوں کی تنخواہیں عیاشی پہ اڑانے لگا اور اس طرح ملکی فوج انتہائی بدحالی کا شکار ہوگئی اس وجہ سے ملکی فوج پوری کی پوری اس کی مخالف ہو گئی اور بغاوت کردی اور اس کے محل کا گھیراؤ کرلیا اور اپنی تنخواہیں مانگیں مگر اس کا خزانہ تو خالی ہو چکا تھا یہ کہاں سے تنخواہیں ادا کرتا؟

اس پر فوجی مشتعل ہو گئے اور محل کا دروازہ توڑنے لگے تو اس نے فوراً اپنی ماں فلیحہ (فتیحہ) کے پاس جا کر فوجیوں کی تنخواہوں کے لئے دس ہزار یا پچاس ہزار دینار قرض کے طور پر مانگے مگر وہ صاف مکر گئی۔

www.jamanshah.com

حالانکہ وہ بے شمار دولت کی مالک تھی اور اس کے پاس جو نقدی موجود تھی وہ بھی بیس لاکھ دینار سے زیادہ تھی اور ایک مکوک (تقریباً پونے تین کلوگرام) قیمتی زمرد اس نے چھپا رکھے تھے ایک کلیجہ (تقریباً 900 گرام) قیمتی موتی ایک مکوک (پونے تین کلوگرام) اعلیٰ قسم کے یاقوت اس کے پاس تھے اس نے جو زرعی زمین ہتھیائی ہوئی تھی اس سے دس لاکھ دینار کا غلہ آتا تھا سونے چاندی کے برتن اس کے علاوہ تھے مگر اس کے بیٹے نے صرف پچاس ہزار دینار مانگے اور وہ بھی بطورِ قرض مگر وہ حاتم زادی صاف مکر گئی اور اپنی غربت کو رو رو کر بیان کرنے لگی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالح بن وصیف کی سرپرستی میں مھتدیٰ باللہ عباسی ملعون کے حکم سے باغی فوجی معتز باللہ ملعون کے گھر میں گھس گئے۔

اس کی ماں فلیحہ ایک سرنگ کے راستے باہر نکل گئی مگر یہ ملعون ان کے ہاتھ آ گیا انہوں نے اسے پکڑ لیا اور لوہے کے ڈنڈوں سے اس کی خوب چھترول کی اور اس کے بعد اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر محل سے باہر گھسیٹ لائے اور باہر گرمی اور دھوپ میں کھڑا کر دیا دھوپ زیادہ شدید نہ تھی مگر تھکن کی وجہ سے جب وہ پیر بدلتا تو اسے فوجی لاتیں اور گھونسے مارتے اور کہتے تھے کہ خلیفہ جی خلافت سے استعفیٰ دو۔

اس کے بعد وہاں سے لے جا کر ایک بند کمرے میں اسے خوب سزائیں دیں اور اتنا مارا کہ اس کا سارا بدن لہولہان ہو گیا اس کے بعد اسے چونے کے پانی کے گڑھے میں ڈال دیا اور اس کے بعد اسے بھوکا پیاسہ ایک کمرے میں بند کر دیا یہ واقعہ 27 رجب بمطابق 6 نومبر 869 عیسوی کا ہے اس طرح معتز باللہ ملعون 15 شعبان 255 ہجری تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا جب نیمہ شعبان کی صبح کو آسمان پر منتقم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کے اعلان کا طبل بجایا گیا تو جہنم کے بے رحم فرشتوں نے اس ملعون کو عارضی جہنم سے ابدی جہنم رسید کر دیا جب یہ فی النار ہو گیا تو اسے باہر لایا گیا اس وقت

www.jamanshah.com

مھتدیٰ باللہ ملعون نے اس کا جنازہ پڑھا اور قصرِ الصوامع کی بغل میں سپردِ جہنم کر دیا۔ یہاں ہم نے اجمال سے کام لیا ہے اور ہمارا مقصد صرف یہ تھا ان ظالمین کے حالات بھی اجمالی طور پر آجائیں جنہوں نے پاک خاندان توحید ورسالت علیہ الصلوات والسلام پر ظلم ڈھائے اور ان کا انجام بھی سامنے آجائے تاکہ کوئی عبرت حاصل کر سکے اگر کوئی شخص تفصیل کا خواہشمند ہو تو وہ تاریخ طبری.....تاریخ ابن خلدون وغیرہ میں ان کے حالات دیکھ سکتا ہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

رفتارِ نشوونما

احباب گرامی

اس سوال پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ کیا ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نشوونما عام انسانی بچوں کی طرح ہوئی تھی؟

اس کے بارے میں کتب غیبت میں بہت سے روایات ملتے ہیں کہ ان کی ظاہری نشوونما غیر عادی طرح کی تھی ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے بڑھنے کی رفتار اس طرح تھی کہ ایک عام بچہ جتنا ایک ہفتہ میں بڑھتا ہے وہ ایک دن میں اتنے بڑھتے تھے ان کی نشوونما کے بارے میں ہے کہ ان کا ایک دن ایک ہفتہ کے برابر تھا ایک ہفتہ ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک سال کے برابر تھا۔

جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد ہوئی تو انہیں روح القدس ملکوت کے ہمراہ آسمانوں پر لے گئے اور وہاں سے وہ کئی دن بعد واپس آئے ہم جب چالیس دن بعد ان کی زیارت کو گئے تو جا کر دیکھا ایک معصوم شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہماری پاک بہو صلوات اللہ علیہا کے زانو کو اس طرح تھامے ہوئے بیٹھا تھا کہ ان کی ٹھوڑی ان کے زانو پہ ٹکی ہوئی تھی اور جب ہمیں دیکھا تو دیکھ کر مسکرائے ہم نے اپنے لختِ جگر جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام سے دریافت کیا کہ بیٹا یہ دو سال کے شہزادہ کون ہیں؟

تو جواباً انہوں نے مسکرا کر فرمایا انہیں نہیں پہچانا یہ آپ کی بہو کا لعل عجل اللہ فرجہ الشریف ہے پھر وہ خوب صورت شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہمارے قریب آیا اور ہمیں اس طرح سلام کیا

السلام علیك یا جدتی

ہم نے سلام کا جواب دیا اور انہیں آغوش میں بٹھالیا اور بہت پیار کیا اس دوران انہوں نے سوال کیا دادی جان صلوات الله عليك آپ یہ بتائیں ہمارے بابا پاک کا ظہور کہاں ہوا تھا؟

ہم نے عرض کی ان کا ظہورِ اجلال مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔

پھر سوال کیا ہماری والدہ پاک صلوات الله عليها کا ظہور کس شہر میں ہوا تھا؟

ہم نے فرمایا بیٹا ان کا ظہور مسعود قسطنطنیہ روم میں ہوا تھا۔

اس کے بعد سوال کیا اور ہمارا نزولِ اجلال کس جگہ ہوا تھا؟

ہم نے فرمایا بیٹا آپ سامرہ میں تشریف لائے ہیں۔

فرمایا ہم تو حیران ہیں کہ ہم تینوں ایک جگہ اکٹھے کیسے ہو گئے ہیں؟

تو ہم نے پیار کر کے فرمایا بیٹا تم جدا ہی کب تھے؟

25 ماہ رمضان المبارک کا دن

ہم نے آپ کے سامنے نشو نما کے بارے میں عرض کیا ہے، اس کے ضمن میں ایک اور روایت پیش کرنے کی سعادت ضرور حاصل کروں گا کہ شہنشاہ معظم جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات الله عليها روایت فرماتی ہیں جب ہمارے شہنشاہ بیٹے کے ظہور کو پورے چالیس دن گزر گئے تو ہم نے سوچا کہ ہم پھر اپنے نور نظر کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں سو اس غرض سے ہم ان کے خانہ اطہر میں تشریف لے گئے جب ہم ان کے صحن میں پہنچے تو ہم نے دیکھا

فازا مولا نا الصاحب یمشی فی الدار فلم اروجھاً احسن من وجھه (R_57)

ہمارے نور نظر صحن میں بڑے مزے سے چل پھر رہے ہیں اور ان جیسا نورانی و حسن ازل کا شاہکار چہرہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر ہم نے انہیں اپنے قریب بلایا اور انہیں پیار کیا سینے سے لگایا جب انہوں نے کلام فرمایا تو ہماری حیرت کی

انتہا نہ رہی و لا لغت افصح من لغه(R_58)
وہ بڑی فصیح زبان میں کلام فرما رہے تھے جبکہ عام بچوں کی زبان تو ابتدا میں توتلی ہوتی ہے ہم نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا واقعی یہ وہی شہزادہ ہیں جن کی آمد چالیس دن قبل ہوئی ہے؟
فقال ابو محمد علیه الصلوات و السلام هذا المولود الکریمؑ علی الله عزوجل (R_59)
شہنشاہ معظم علیہ الصلوات و السلام نے مسکرا کر فرمایا یہی تو وہ مولود کریم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے کریم قرار دیا ہے۔
یہ دیکھ کر ہم حیران ہو گئے کہ ان کی اتنی جلدی نشونما کیسے ہو گئی ہے؟
اس پر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا
یا عمتی اماعلمت انا معاشر الائمة ننشونی فی الیوم ما ینشوغیر نا فی السنة(R_60)
فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیک ہم جتنے بھی امام ہوتے ہیں ہماری نشونما ایک دن میں اتنی ہوتی ہے جتنی انسانی بچوں کی ایک سال میں ہوتی ہے۔
کچھ دن بعد پھر زیارت کو پھوپھی پاک تشریف لے گئے تو لخت جگر کو موجود نہ پایا تو دریافت کیا کہ ہمارے لخت جگر کہاں ہیں جواب ملا
یا عمةؑ استود عنا ه الذی استودعت ام موسی سلام الله علیها
ہم نے انہیں ان کے سپرد فرمایا ہے جنہیں ام موسیٰ سلام اللہ علیہا نے موسیٰ علیہ السلام سونپے تھے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

حفاظتی نظام

احباب گرامی

کیونکہ میں آپ کوایک طرح سے پاک گھر اطہر کے ظاہری حالات کے بارے میں مالک ذات عجل اللہ فرجہ الشریف کے عطا کردہ شعور کے مطابق مکمل معلومات دینے میں مصروف ہوں اوراس میں ایسی باتیں بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہیں کوئی عام آدمی بیان کرنا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ یہی بظاہر معمولی باتیں سرکار عجل اللہ فرجہ الشریف کی ظاہری حیات طیبہ کے کئی اہم پہلوؤں پہ روشنی ڈالتی ہیں ان میں ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ کے گھر پاک کا حفاظتی نظام کیا تھا کیونکہ جس گھر میں آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا کلی سرمایا پروان چڑھ رہا ہواس کا جو باطنی نظام حفاظت تھا سوتھا مگران کی حفاظت کا ایک ظاہری نظام بھی تھا۔

جب ہم اس نظام کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس کے دو ادوار نظر آتے ہیں یعنی اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا ناگزیر ہوجاتا ہے۔

پہلا حصہ ربیع الاول 254 ہجری سے ماہِ رمضان 256 ہجری تک کا ہے یعنی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی رخصتی سے ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور اجلال سے چھ ماہ بعد تک کا عرصہ یعنی اڑھائی سال کا عرصہ اور دوسرا حصہ اس کے بعد کا زمانہ ہے ان اولین اڑھائی برسوں کا جب ہم بغور جائزہ لیتے ہیں تو اس دورانیے کا گھر اطہر کا نظامِ حفاظت اور معاملات اور دستور بہت عجیب لگتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ یہ گھر پاک ایک وسیع قصرِ امامت تھا اور افرادِ خانہ کی Privacy کو قائم رکھنے کے لئے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اس طرح سارا پاک خاندان علیحدہ

علیحدہ رہنے کے باوجود ایک ہی گھر کے مختلف گوشوں میں رہتا تھا۔
اور جو حصہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے حصہ میں آیا تھا اس محل سرا کا حفاظتی نظام انتہائی سخت تھا ایک غیر محسوس مگر سخت سیکورٹی سسٹم تھا ان کے حریمِ ذات میں بغیر اجازت داخل ہونے کا اختیار افرادِ خانہ میں سے بھی کسی کو نہ تھا۔
دو تین مخصوص پاک کنیزیں تھیں جو ان کے ساتھ اس محل سرا میں رہتی تھیں اور اس محل سرا کے پردے ہمیشہ گرے رہتے تھے اور وہ کبھی اٹھائے نہیں جاتے تھے جو شرعاً اس امر کی دلیل ہے کہ اندر آنا منع ہے۔
عرب روایات اور قانونِ شریعت میں پردوں کا گرا رہنا اس بات کی علامت مانا جاتا تھا کہ اندر آنا منع ہے واپس چلے جاؤ وہاں کا نظام ایسا تھا کہ کوئی محرم بھی اندر نہیں آ سکتا تھا اس قانون کے تحت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے محل سرا میں اگر کوئی گھر کا بزرگ بھی آنا چاہتا تھا تو پہلے اجازت طلب کرنا ضروری تھا جب انہیں اجازت ملتی تب وہ اس محل سرا میں تشریف لاتے تھے اور اس حرمِ حریمِ توحید کے تحفظ اور آداب کی مکمل پابندی کی جاتی تھی۔
اس کی اہمیت کو اس واقعہ سے سمجھیں کہ اس دور میں خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں بزرگ ترین شخصیت جناب محمدؑ ابن اسماعیل بن امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہم اجمعین تھے جو رشتے کے لحاظ سے امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے دادا بنتے تھے جب سامرہ میں ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور پرنور ہوا امام علیہ اصلوات و السلام نے ان کے عقیقے کے دنبے ان کی خدمت میں روانہ فرمائے اور نویدِ مسرت بھیجی اس وقت جناب محمدؑ ابن اسماعیل علیہ الصلوات والسلام مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی میں درسِ حدیث دیا کرتے تھے اور پورے عرب کے معتبرین ان کا درس سننے حاضر ہوا کرتے تھے جب انہیں اپنے پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی نوید پہنچی تو اولاد پاک کو بلا کر فرمایا ہماری ضعیفی

www.jamanshah.com

ہے اور پتہ نہیں کب محبوبِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آ جائے ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا سے جانے سے پہلے اپنے پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کر کے اپنی آنکھیں تو ٹھنڈی کر لیں آپ ہمیں سامرہ لے چلیں اب ہم اس خبر کے سننے کے بعد مدینہ منورہ میں ایک پل بھی نہیں رہ سکتے۔

اس ضعیفی اور کمزوری کے باوجود انہوں نے طویل ترین سفر کیا اور سامرہ مقدس پہنچے اس زیارت کے اشتیاق میں ضعیفی اور نحیفی حائل نہ ہو سکی سامرہ میں کئی دن قیام فرمایا اس قیام کے دوران روزانہ اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا سے پہلے اجازت طلب فرماتے اور پھر ان کے گھر اطہر میں جا کر اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کرتے۔(R_61)

اس واقعہ سے آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ جب گھر کے بزرگ افراد اس حد تک گھر کے قانون کا لحاظ رکھیں تو باقی افراد کے بارے میں خود سوچا جا سکتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حفاظتی نظام کی ضرورت کیا تھی؟

اس کا جواب وہی ہے کہ جو پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے جملہ افراد نے دیا ہے یعنی بنی عباس کی دشمنی کی وجہ تھی کیونکہ فراعنہ بغداد بھی فرعونِ مصر عمیس کی طرح اطفاءِ نورِ الٰہی کے درپے تھے اس کے ثبوت میں جملہ کتبِ غیبت میں ایسے بیسوں روایات مرقوم ہیں کہ جو ان کی دشمنی اور عزائم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

یہاں بھی فرعونِ مصر کی طرح مانع ظہورِ نورِ الٰہی ہونے کی کوششیں اسی طرح نظر آتی ہیں یہاں بھی قابلہ (دائیاں) مقرر کی گئی تھیں جو بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے جملہ مستورات کی جاسوسی کیا کرتی تھیں جیسا کہ روایات سے ثابت ہے

انہ عجل اللہ فرجہ یوما من الایام فی حجر والدتہ فی صحن الدار اذا حس بالقوابل فاضطربت اضطابا شدیداً ولم تجد فرصتہ حتیٰ تخفی ذالك النور فھتف ھاتف بھا ان القاحجتہ اللہ القھارفی البر التی فی صحن الدار فالقتہ فی

www.jamanshah.com

البر ---- الخ (R_62)

جو لکھتے ہیں کہ یہ بات اس زمانہ کی ہے کہ جب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی آغوش کی زینت تھے اور اس وقت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا گھر اطہر کے صحن میں تشریف فرما تھیں کہ انہیں احساس ہوا کہ وہ جاسوس عورتیں جو جاسوسی کے لئے آیا کرتی تھیں اچانک گھر اطہر میں داخل ہو چکی ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئیں کہ اب کیا کیا جائے کہ اب نورِ الٰہی کو چھپانے کا وقت بھی نہیں ہے تو انہوں نے ہاتفِ غیب کی آواز سنی آپ نہ گھبرائیں اپنے لختِ جگر کو اس کنویں کے سپرد کر دیں جو آپ کے گھر کے صحن میں ہے تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور لختِ جگر کو کنویں کے سپرد کر دیا، حالانکہ اس وقت انہیں قماط باندھے ہوئے تھے جب وہ عورتیں اندر آئیں تو انہوں نے ایک بچے کی آواز بھی سن لی تھی انہوں نے ہر طرف بہت تلاش کیا مگر انہیں نہ پایا جب وہ عورتیں چلی گئیں تو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا جلدی جلدی کنویں کے پاس تشریف لے آئیں تا کہ دیکھیں کہ ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا کیا حال ہے جب انہوں نے آ کر دیکھا تو کنویں کا پانی گھر کے صحن کے برابر آ چکا تھا اور وہ ایک قالین کی طرح مسطح تھا اور امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قماط (بچوں کو باندھے جانے والے تسمے) بھی گیلے نہیں ہوئے تھے۔ (R_63)

دوسری روایت میں ہے کہ

فهتف هاتفان يا صلوات الله علهيا القيه الى البئر اربعين يوماً فمئى اردت ان تستر ضيعه فوصله اليك فكانت كلما ارادت ارضا عد تالى الى شفير البئر فيفور الماء۔(R_64)

ہاتف نے دوسری مرتبہ ندا دی کہ انہیں مسلسل چالیس دن تک اسی کنویں کی زینت رکھیں پھر آپ جب بھی انہیں دودھ پلانے کا ارادہ فرمائیں تو کنویں کے پاس تشریف لائیں پھر ایسا ہی ہوا جب تشریف لاتیں تو کنویں کا پانی منڈیر تک آ جاتا اور شہزادہ پاک اس پر

www.jamanshah.com

تشریف فرما ہوتے پھر دودھ پلانے کے بعد واپس تشریف لے جاتی تھیں ان روایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ظالمین کے عزائم کیا تھے خصوصاً جناب ابومحمد العسکری علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں تو احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بتا رہا تھا کہ پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف انہیں کے لختِ جگر ہوں گے اس وجہ سے جناب ابومحمد العسکری علیہم الصلوات والسلام کو جوانی کے زیادہ ایام زندانِ بغداد و سرمن میں گزارنا پڑے چار مرتبہ انہیں اسیر بنایا گیا اور جو وقت آزادی کا ہوتا تھا اس میں بھی مسلسل نگرانی رہتی تھی اور دشمن ہمہ وقت اس بات میں کوشاں رہتا تھا کہ ان کی اولاد نہ ہونے پائے اسی وجہ سے ان کے عقد میں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے افراد کے علاوہ کسی کو شامل نہ کیا گیا تھا۔

امامِ زمانہ کے بارے میں احادیث کا ایک سلسلہ کتبِ غیبت میں ہے کہ ان میں سات یا بارہ انبیاء علیہم السلام کے سنن ہوں گے ان میں سے انہیں جناب موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ بھی دی گئی ہے اور اس میں اخفائے ولادت میں بھی تشبیہ دی گئی ہے۔

اخفائے ولادت کے دو حصے تھے ایک تو اہتمامِ عقد و شادی خانہ آبادی کا اخفاء تھا کہ اس میں غیروں کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی گئی اور اس اخفاء کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ پاک گھر کی جتنی پاک کنیزیں تھیں ان کے نام معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو بطور القاب دے دئے گئے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج تک محققین شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے نام پاک میں اور کنیزوں کے نام میں فرق نہیں کر پا رہے ہیں جیسا کہ شہنشاہِ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے جناب سیدۃ النساءِ العالمین صلوات اللہ علیہا کی مختلف مقامات پر بارہ مزارات بنوائے تھے، تاکہ ان میں حقیقی مزار کی تشخیص نہ ہو سکے اس طرح کنیزوں کے زمرہ میں اصل والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو چھپا دیا گیا تھا کہ ان کی تشخیص بھی نہ ہو سکے اس لئے جب ہم ان کے اسماء و القاب کے روایات کو دیکھتے

www.jamanshah.com

ہیں تو ہمیں ان کنیزوں کے نام بھی اسمائے مقدسہ میں نظر آتے ہیں مثلاً

جناب بی بی نسیم سلام الله علیها

جناب بی بی ماریہ سلام الله علیها

جناب بی بی صیقل سلام الله علیها

جناب بی بی خمط سلام الله علیها

جناب بی بی ریحانہ سلام الله علیها

جناب بی بی مریم بنت جناب زید العلوی سلام الله علیها

بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ ان کی جدہ طاہرہ صلوات الله علیها کا ایک لقب جناب سوسن صلوات الله علیها بھی ہے تو ام القائمؑ صلوات الله علیها کے اسمائے مبارکہ میں یہ نام پاک بھی شامل ہے۔

شہنشاہ ابو محمدؑ علیه الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک جناب (ح ک ی م ہ) خاتون صلوات الله علیها کا نام پاک بھی ان کے اسمائے مبارکہ میں شامل ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہ پاک خواتین بھی ماں کا درجہ رکھتی تھیں مگر حقیقی والدۂ ماجدہ صلوات الله علیها کے اسمائے مبارکہ میں ان کے نام پاک اخفائے راز کے نقطۂ نظر سے شامل فرمائے گئے تھے تاکہ آنے والے مشکل دور میں اصل والدہ پاک صلوات الله علیها کی تشخیص نہ ہوسکے۔

پھر اخفاء کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ نونہال کی اس طرح تربیت کی جائے کہ ہر پاک کنیز اپنے مقام پہ عین ماں نظر آئے اس کا یہ عالم تھا کہ در کے غلاموں کو بھی یہ فرق معلوم نہ تھا کہ اصل مالکہ یا والدہ پاک صلوات الله علیها کون ہیں؟

اخفائے ظہور

امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے ظہورِ اجلال کو تو کئی طریقوں سے مخفی رکھا گیا مثلاً

www.jamanshah.com

اس وقت اکثر ایران شیعہ تھا عراق شام عرب تا فلسطین شیعوں کی کمی نہ تھی اس وقت ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں تھی لیکن جب ہم ان افراد کی تعداد دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی تھی تو ان کی تعداد دوسو سے زیادہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ان کے ظہورِ اجلال کی صرف خبر دی گئی تھی ان کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہیں ہے اور ان پانچ سو خوش نصیبوں کو بھی سختی سے منع کیا گیا تھا کہ کسی کے سامنے ذکر نہ کریں ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے کہ جنہیں یہ خوش خبری سنائی بھی گئی اور پھر انہی سے راز کو چھپا دیا گیا، مثلاً روایت ابراہیم بن ادریس ہی کو دیکھ لیں کہ ان کے پاس ظہورِ پرنور کی خبر بھی بھیجی گئی اور عقیقہ کے لئے دنبہ بھی بھیجا گیا پھر جب وہ حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی کہ ہمیں اپنے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت تو کروائیں تو جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں یعنی ایک ذومعنی فقرہ فرما دیا کہ وہ اس دنیا میں نہیں اور شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے واقعاتِ ولادت میں لکھا ہے کہ ہر چالیس دن بعد آپ کو ملکوتِ سماوی آسمان پر لے جاتے تھے یعنی معراج پہ تشریف لے جاتے تھے اور راوی سے بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں اس نے دوسرا مطلب لیا اس کے بعد اس کے پاس پھر ایک عقیقے کا دنبہ بھیجا گیا تو یہ پھر آیا اور مبارک پیش کی تو امام علیہ الصلوات والسلام خاموش رہے اور کچھ بھی نہ فرمایا جن لوگوں کو عقیقے کے دنبے بھیجے گئے تھے ان کی تعداد بیشک ہزاروں میں تھی مگر انہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کس مد میں ہمیں ملے ہیں ہاں جن لوگوں کو آپ نے فرمایا تھا کہ دنبے لے کر تقسیم کرنا ہیں انہیں معلوم تھا کیونکہ ایک طرف یہ بھی ثابت کرنا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد ہو چکی ہے دوسری طرف اسے اتنا عام بھی نہیں کرنا تھا کہ دشمن درپئے آزار ہو جائے اس لئے درمیانہ راستہ اختیار فرمایا گیا۔

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

معمولاتِ پرورش

احباب گرامی

جیسا کہ آپ کو پہلے بھی بتایا جاچکا ہے کہ گھر اطہر کے کمروں کی شرقاً غرباً ایک قطار تھی ان کا رخ جنوب کی طرف تھا اور یہ کمروں کی قطار قدرے شمال مغرب سے قدرے جنوب مشرق کی سمت تھی ان کمروں کی ترتیب اس طرح تھی کہ مشرقی کمرہ نشست گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس سے ملحق ایک کمرہ تھا جو جنوبی طرف تھا وہ غلاموں کیلئے مخصوص تھا نشست گاہ کے ملحق مغربی طرف ایک کمرہ تھا جو ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے منسوب تھا جن خوش نصیبوں کو ہمارے وارث پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا اکثر اشخاص کو اس کمرہ میں یہ شرف حاصل ہوا تھا کیونکہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اپنے لخت جگر کی زیارت اسی ڈرائینگ روم میں کرواتے تھے اور جن زائرین کو خود اپنی ملاقات کا شرف عطا فرماتے تھے تو اسی کمرہ میں بلا لیا کرتے تھے اس نشست گاہ سے ملحق کمرہ ان کے لخت جگر سے منسوب تھا گویا وہ ان کی آرام گاہ یا بیڈ روم تھا ان دونوں کمروں کے درمیان ایک دروازہ تھا جس پہ پردہ آویزاں رہتا تھا اور شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنی مسند اس دروازے کے قریب لگواتے تھے تاکہ ہمہ وقت اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے باخبر رہیں۔

یہ بھی معمول تھا کہ زیادہ تر زائرین کو اس طرح شرفِ ملاقات عطا فرماتے تھے کہ خود اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے کمرے ہی میں تشریف فرما رہتے اور دروازے پر پردہ آویزاں رہتا اور خود اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو گود میں لے کر مومنین سے پسِ پردہ کلام فرماتے تھے۔

www.jamanshah.com

اس کے دو وجوہات تھے ایک تو لوگوں کو آنے والے وقت کیلئے تیار کرنا تھا تا کہ لوگ غیبت سے مانوس ہو جائیں ساتھ ہی یہ وجہ بھی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وقت وہ جناب اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو دینا چاہتے تھے اور ان سے جدا نہ ہونا چاہتے تھے اور آپ جب لوگوں میں احکام نافذ فرما رہے ہوتے تھے تو پاک شہزادہؑ ان کے پہلو میں سو رہے ہوتے تھے بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ آپ مومنین کو زیارت کرانا چاہتے تو پردہ سے باہر تشریف لاتے اور اس پردہ کے سامنے مسند آرا ہوتے اور آپ مصروفِ تبلیغ ہوتے اور اندر سے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی آواز آتی ''باباجانؑ'' آپ یہ آواز سنتے ہی اپنی گفتگو کو وہیں منقطع فرما کر فوراً اندر تشریف لے جاتے اور چند منٹ لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ رہتے انہیں بہلاتے اور پیار کرتے پھر انہیں کسی پاک کنیز کے سپرد فرماتے پھر باہر تشریف لاتے اس کے بعد سلسلۂ کلام کو دوبارہ وہیں سے شروع فرماتے جہاں منقطع فرمایا تھا۔

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے مخصوص کمرے میں دو کنیزوں کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی اگر کوئی انتہائی ضروری کام ہوتا تو مرکزی اہم غلاموں میں سے کسی کو اجازت دے دی جاتی تھی۔

اس دستور العمل کی وضاحت کامل بن ادریس مدنی کی روایت سے ہوتی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے امامِ وقت ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور وجہ یہ تھی کہ میں مفوضہ کے دین کی طرف مائل تھا اور جب میں ان کی نشست گاہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ شہنشاہ معظم ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے سفید رنگ کا ایک قیمتی لباس زیب تن فرما رکھا ہے میں نے دل میں سوچا کہ یہ ہمیں سادگی کا حکم فرماتے ہیں اور اعلیٰ لباس پسند فرماتے ہیں جونہی یہ خیال آیا تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا او کامل ذرا ادھر دیکھ۔ جب میں نے دیکھا تو

www.jamanshah.com

آپ نے اس قیمتی لباس کے نیچے مجھے ایک اور لباس دیکھا یا جو انتہائی کھردرا سیاہ رنگ کا تھا ، میں نشست گاہ میں بیٹھ گیا اور میں اس پردے کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا جو درمیانہ دروازہ پر آرستہ تھا

فجأت الريح فكشف الستر فاذا صبى كانه القمر

اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اس نے دروازہ کے پردہ کو ہٹا دیا تو میں نے دیکھا اس سامنے والے کمرہ میں ایک شہزادۂ حسن و جمال تشریف فرما ہیں ایسا لگتا تھا کہ وہ شہزادہ نہیں چاند کا ایک ٹکڑہ کمرے کو جگمگا رہا تھا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے تو میں ان کے سمندرِ حسن میں غرق ہو گیا اور ان کے حسنِ الٰہی میں جذب ہو کر رہ گیا اور مجھے یہ ہوش بھی نہ رہا۔

مجھے اس وقت ہوش آیا جب وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی آغوش کو زینت بخش چکے تھے اس وقت میں نے عرض کی آقا مفوضہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو رزق دینے اور خلق کرنے کے اختیارات دیئے ہیں اور اب اللہ یہ کام کرنا چاہے بھی تو آپ سے کرواتا ہے کیا یہ درست ہے؟

اس پر اس شہزادہ پاک نے فرمایا ہم اللہ جل جلالہ کی مشیت سے وابستہ ہیں جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں اس لئے وہ چاہتا ہے تو ہم خلق فرماتے ہیں وہ چاہتا ہے تو رزق دیتے ہیں اس کے بعد آیت تلاوت فرمائی ما تشا ئو ن الا ان یشاء اللہ(R_65)

وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے کمرے میں تشریف لے گئے اور میں مبہوت ہو کر بیٹھا رہا اور مجھے کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ وہ کب تشریف لے گئے ہیں اس وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے مجھے ہوش دلایا اور مجھے اس وقت پتا چلا جب انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا

یا کامل آتیك بحاجتك هذه الحجة الله عجل الله فرجه الشريف من بعدی(R_66)

فرمایا اے کامل بن ادریس اب تو تمہاری مراد پوری ہو گئی ہے تم اب تو خوش ہو؟ دیکھ لو

www.jamanshah.com

یہی ہمارے بعد تمہارے مالک ومولا عجل الله فرجه الشريف ہیں یہی حجت اللہ فی العالمین ہیں۔
اسی طرح کا ایک اعرا واقعہ ہے کہ جب عام مومنین تک شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی آمد کی خبر پہنچتی ہے تو یقین نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اسے جناب عثمان بن سعید الامری الاسدی سلام الله عليه کی خدساختہ بات سمجھ رہے تھے اور آئے دن شیعوں کے آنے اور انہیں پریشان کرنے لگے کہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی اولاد ہے ہی نہیں تم لوگوں نے افواہ پھیلائی ہوئی ہے اگر ہے تو تم ہمیں ان سے ملواتے کیوں نہیں؟ اس پر وہ ان سارے شیعوں میں سے چالیس کو اپنے ساتھ امام علیہ الصلوات و السلام کی خدمت میں لائے۔
اس وقت انہیں اس نشست گاہ میں یاد فرمایا گیا جب وہ چالیس آدمی حاضر ہو گئے تو اس وقت جناب عثمان بن سعید سلام الله عليه نے عرض کی

یابن رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ان اسالك عن امر انت اعلم به منی .....
فقام مغضبا ليخرج

اے فرزند رسول صلى الله عليه و آله وسلم ہمارا ایک عریضہ ہے کہ جس کے متعلق آپ ہم سے بھی زیادہ واقف ہیں۔
جب وہ یہاں تک پہنچے جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام انتہائی عالم جلال میں مسند سے اٹھے تا کہ انہیں شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کروائیں اور انہیں اس کمرے میں لائیں اور اسی عالم جلال میں اپنے لخت جگر کو اس کمرے میں اٹھا کر لے آئے اور فرمایا تم پوچھنے آئے ہو کہ ہمارے بعد حجت کون ہے؟
یہ دیکھو بس ہم نے دیکھا

فاذا غلام كانه قطع قمر اشبه الناس بابی محمد عليه الصلوات والسلام

شہنشاہ معظم ایک شہزادے کو لے کر آئے جو حسن و جمال میں چاند کا ٹکڑا لگ رہے تھے اور وہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہمشکل تھے..... جب انہیں ہمارے سامنے لائے تو فرمایا

www.jamanshah.com

فقال هذه اما مكم من بعدی و خلیفتی علیكم اطیعو ه ولا تتفرقو امن بعدی فتهلكو افی ادیا نكم الا انه لا یرونه من یومكم هذا۔

یہ ہمارے بعد تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور یہ ہمارے بعد خلیفۃ اللہ فی العالمین ہیں تمہیں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے دیکھو تم ہمارے بعد تفرقے میں نہ پڑ جانا اور مختلف دینوں کے چکروں میں نہ پڑنا یاد رکھو آج کے بعد تم ان کی کبھی زیارت نہ کر سکو گے۔(R_67)

اس دور میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب مومن رخصت ہو جاتے تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ساتھ نشست گاہ میں لے آتے اور وہیں قالین پر بیٹھ کر اپنے اہم امور اور توقیعات کی تکمیل بھی فرماتے رہتے اور اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا دل بھی بہلاتے رہتے تھے واقعہ سعد بن عبداللہ قمی میں اس کی ایک جھلک نظر آتی ہے میں یہاں اسے اجمالاً نقل کرتا ہوں

سعد بن عبداللہ قمی روایت کرتے ہیں کہ میرا نواصب کی ایک جماعت سے مناظرہ ہو گیا انہوں نے ایک ایسا سوال کیا کہ میں لاجواب ہو گیا اس عاجزی پر میں بہت شرمندہ بھی تھا اور غصہ میں بھی تھا میں اس حال میں جناب احمدؑ بن اسحاق الاشعری القمی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت بیان کی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ہم عنقریب سامرہ شریف جانے والے ہیں تم ہمارے ساتھ چلو اور یہی سوال اپنے امامِ وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام سے کر کے جواب لو۔

میں ان کے ساتھ سامرہ پہنچا اور ہم درِ دولت پر حاضر ہوئے ہمیں مہمان خانے میں بٹھا دیا گیا اور جناب احمدؑ بن اسحاق نے اذنِ باریابی طلب کیا ہمیں کچھ وقت کے بعد

اجازت مل گئی جناب احمدؑ بن اسحاق کے ساتھ ایک طبری چادر تھی اس میں انہوں نے چمڑے کا ایک بڑا سا تھیلا باندھا ہوا تھا اور اس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں تھیں جو اہلِ قم نے بھجوائی تھیں اور ان میں سے ہر تھیلی پر اس کے بھیجنے والے کی مہر (سیل) لگی ہوئی تھی اور ان پر بھیجنے والوں کے نام بھی لکھے ہوئے تھے اور تھیلیوں میں درہم و دنانیر تھے۔

جب ہمیں اذنِ باریابی حاصل ہوا تو جناب احمدؑ بن اسحاق نے وہ بڑا تھیلا اٹھایا اور نشست گاہ کی طرف چل پڑے جب ہم اس کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا قالین پر مالکِ ہیبتِ الٰہیہ صلوات اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔

میں ان کی زیارت سے پہلی مرتبہ مشرف ہو رہا تھا میں ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا میں نے ان کے رخِ انور کے بارے میں بہت سے استعارے اور تمثیلیں سوچیں مگر انہی گھسی پٹی مثالوں کے سوا کچھ نہ سوجھا کہ بس یہ ایک چودھویں کے چاند ہی ہیں

و علیٰ فخذ الا یمن یناسب المشتری فی الخق و المنظر و علیٰ راسہٖ فرق بین فریقین کانہ الف بین واؤین و بین یدی مولانا رمانتہ ذھبیۃ(R_68)

ان کے داہنے زانو پر میں نے ایک شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف کو دیکھا ان کی آپس میں ایسی مناسبت تھی جیسے چاند کے ساتھ مشتری ستارہ دمک رہا ہو۔

ان کے سر اطہر کی جو زلفیں تھیں ان کی مانگ نکلی ہوئی تھی اور اس مانگ کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ جیسے دو حروف واو کے درمیان الف سجا ہوا ہو۔

اس شہزادےؑ کے آگے ایک سونے کا انار نما کھلونا تھا جس پر انتہائی قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے وہ اس انار سے کھیل رہے تھے یہ انار بصرہ کے ایک خوش نصیب رئیس نے ان کی آمد کی خوش خبری پا کر بھیجا تھا کہ یہ ہمارے چھوٹے شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف کیلئے ہے اور میں نے اپنے امام وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو دیکھا

www.jamanshah.com

بیـده قـلم اذا اراد ان یسطر بہٖ علی البیاض قبض الصبی علیٰ اصابعه فکان مولانا ید حرج الرمانة بین یدیه و یشغله بردها(R_69)

ان کے یدقدرت میں قلم ہے اور سامنے ایک کاغذ پھیلا ہوا ہے آپؑ جب کچھ لکھنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ شہزادہ پاک عـجل الـلـه فرجه الشریف ان کی انگلیوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں اور کچھ لکھنے نہیں دیتے۔

امام علیه الصلوات والسلام اس زریں انار کو ان کے سامنے لڑھکا دیتے ہیں تو وہ پاک شہزادہ عجل الله فرجه الشریف اس انار کو واپس لانے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو پھر آپ کاغذ پر کچھ تحریر فرماتے ہیں، اس کے بعد جناب احمدؑ بن اسحاق نے وہ تھیلا سامنے رکھا تو جناب ابو محمدؑ العسکری علیه الصلوات والسلام نے اپنے پاک شہزادے عـجل الـلـه فرجه الشریف سے فرمایا آؤ بیٹا اپنا مال خود وصول فرمائیں۔

معصوم شہزادہ عجل الله فرجه الشریف نے عرض کی بابا جان کیا میں اپنے پاک ہاتھ مالِ حرام سے مس کر سکتا ہوں؟

شہنشاہ معظم علیه الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹا اس میں سے جو حلال وطیب ہے اسے حرام سے خود جدا فرمائیں۔

اس پر پاک شہزادہ عـجل الله فرجه الشریف نے اپنے پاک بابا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آگاہ فرمایا اس کے بعد نواصب کے سوالات کے جواب عطا فرمائے۔(R_70)

میں نے اس واقعہ کی تفصیل نہیں لکھی کیونکہ یہ مشہورِ عام واقعہ ہے ہاں اس میں جو نکات ہیں انہیں ضرور پیش کرنا چاہوں گا۔

اصل حقیقت تک پہنچنے کیلئے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ ایک عام بچہ نہیں بلکہ وہ ذات ہے جس نے اپنے علمِ لدنی کی وجہ سے بتائے بغیر قم میں ہونے والی غیر شرعی تجارت کی خبر

www.jamanshah.com

دی پھر مالِ حلال وحرام کو جدا فرمایا ہے۔

علم کا یہ عالم ہے کہ جن سوالات کو سن کر آج بھی بڑے بڑے مناظرین کا سر چکرا جاتا ہے ان کے جوابات عطا فرمائے۔

یہ بھی دیکھنا ہے کہ قلم بھی کسی عام ہاتھ میں نہیں بلکہ یدِ قدرت میں ہے جو علیٰ کل شئی قدیر ہے جیسا کہ روایتِ جناب ابو ہاشم جعفری میں ہے کہ امام علیہ الصلوات والسلام کا یہ معمول تھا کہ اکثر لکھتے لکھتے قلم کو کاغذ پر چھوڑ کر تشریف لے جاتے تو قلم کاغذ پر خود بخود تحریر کرتا رہتا تھا ایک یہ عالم ہے کہ بغیر ہاتھ کے بھی قلم چل رہا ہے اور یہاں یہ عالم ہے کہ دستِ قدرت کے تصرف اور قبضہ میں رہ کر بھی قلم چلنے کی جرات وطاقت نہیں رکھتا کیونکہ یہ ننھا منا ہاتھ عام ہاتھ نہیں بلکہ اللہ کے بالتصرف ہاتھ کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اس وقت کے امام زمانہ تھے گویا عالمین کے Immediate God تھے اور پورا نظامِ کائنات ان کے دستِ قدرت کے تصرف اور استعمال میں تھا اور اس قلم کو روکنا نظامِ قضا وقدر کو روکنے اور بدلنے کے برابر تھا اور نظامِ قضا وقدر کو بدلنا بچوں کا کھیل نہیں ہے وہ ننھا منا ہاتھ جو اللہ کے بالتصرف ہاتھ کو روک رہا تھا گویا وہ اپنی قدرت کا مظاہرہ کر کے بتا رہا تھا کہ امامِ وقت Immediate God ہوتا ہے صاحبِ قدر وقضا ہوتا ہے اگر چہ وہ ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام ہی کیوں نہ ہوں اگر ہم چاہیں تو ان کے نظامِ اختیار میں بھی تصرف کر سکتے ہیں ان کے احکام کے نفاذ کو اور ان کے قلمِ قدرت کو روک سکتے ہیں۔

اسی واقعہ سے ان کے اختیارات اور قدرت کا پتہ بھی چلتا ہے کہ جو بچپن میں یہ قدرت رکھتے ہیں کہ نظامِ قدرت میں مداخلت کر لیں وہ اپنے عروجِ اقتدار میں کتنے بڑے صاحبِ اختیار ہوں گے؟

اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شہنشاہِ وقتؑ علیہ الصلوات والسلام انہیں نشست گاہ میں لا

www.jamanshah.com

کر اپنے ساتھ مملکتِ الٰہیہ کے امور میں شریک فرماتے تھے اور انہیں بہلانے کیلئے لوحِ محفوظ کی عبارتوں سے کھیلوایا کرتے تھے۔

اتنا تو سوادِ اعظم کے محترم علماء نے بھی لکھا ہے کہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں حدیث ہے کہ وہ زمانۂ رضاعت میں لوحِ محفوظ کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور لوحِ محفوظ کی عبارتوں سے کھیلتے تھے بالکل اسی طرح یہاں مظاہرہ فرمایا جارہا ہے اور بتایا جارہا ہے کہ یہ باتیں مخلوق کیلئے ناممکن ہیں مگر اس گھر کے بچوں کا کھیل ہیں۔

آمدم برسرِ مطلب

یہ امام علیہ الصلوات والسلام کا معمول تھا کہ اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ساتھ نشست گاہ میں بھی لاتے تھے اور بعض اوقات مومنین کے سوالات کے جواب کیلئے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو مومنین کے سامنے اٹھا کر لے آتے تھے اس سے ایک تو یہ ہوتا تھا کہ مومنین کو علم ہو جاتا تھا کہ ہمارے موجودہ مالک کے بعد ہمارے مالک و وارث کون ہیں اور اس میں یہ مصلحت بھی تھی کہ کل کوئی ان کے بچپن کا عذر بنا کر ان کی ولایت و امامت و قدرت سے انکار نہ کر سکے ہر کسی کو معلوم ہو کہ امامِ وقت علیہ الصلوات والسلام اپنے دورِ امامت میں انہی سے مسائل حل کرواتے تھے ان پر زمان و مکان و عمر و سن کا کوئی اثر نہیں ہوتا یہ روح کی طرح اپنے نقطۂ کمال پہ ظہور فرماتے ہیں مخلوق کی طرح بتدریج نشو و نما نہیں پاتے یہ ماتحتِ عصر و زمان نہیں ہیں بلکہ صاحب العصر والزمان ہیں ان کیلئے حال و مستقبل ماضی کامل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس دور میں یہ بھی ہوتا تھا کہ بعض اوقات امام علیہ الصلوات والسلام اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو مومنین کے سامنے تعارف کیلئے لے آتے اور سلسلہ کلام شروع فرما دیتے اور شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف پہلوئے اقدس میں آرام فرما جاتے تو امام علیہ الصلوات والسلام انہیں جگانے کی بجائے خود وہیں ان کے پہلو میں سو جاتے یعنی ان باتوں میں اس محبت کا

www.jamanshah.com

اظہار تھا کہ جو انہیں اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے تھی وہ انہیں تعویذِ دل کی طرح اپنی ذات سے جدا نہ فرمانا چاہتے تھے، ان کے معمولات میں سے ایک یہ بھی معمول تھا کہ والدین میں سے ایک ذات ہمیشہ بیدار رہتی تھی اس کی تقسیم اوقات کی جا چکی تھی یعنی بابا پاک علیہ الصلوات والسلام یا والدہ پاک صلوات اللہ علیہا میں سے کوئی نہ کوئی پاک لعل کی حفاظت کیلئے یا محبت میں بیدار ہی رہتے تھے۔

معظّمہ دُوراں صلوات اللہ علیہا اکثر لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی خواب گاہ کو بدلتی رہتی تھیں کبھی کسی کمرہ میں سلا دیا کبھی کسی کمرہ میں یہ بات دشمنوں سے حفاظت کے پیشِ نظر تھی اور اس کا درس بھی اسی گھر کے بزرگ عالی قدر جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام نے دیا تھا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چاروں طرف دشمن تھے اور بظاہر بچپن کا زمانہ تھا تو جناب ایک کمرے میں اپنے لختِ دل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ سلاتے تھے رات کو اپنے بیٹوں کے ساتھ بستر بدل لیتے تھے کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو ہمارا خون قربان ہو بعینہٖ اسی طرح حفظِ ماتقدم کے پیشِ نظر پورا گھر اطہر اس نظام پر عمل پیرا رہتا تھا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات کی کوئی بھی طاقت ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی تھی مگر تقاضائے محبت بھی تو کوئی چیز ہے، یہ سب جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کی ایک سنتِ حسنہ تھی ورنہ وہ بھی جانتے تھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ زمانہ دشمن ہے اور محبت و شفقت کے تحت سرکار کی محافظت سے کبھی غافل نہ رہتے تھے

یہ باتیں جب ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں تو ایک خیال یہ بھی آتا ہے کہ جب ان کی حفاظت کا ذمہ خود خالقِ کونین نے لے رکھا تھا تو پھر اس طرح کے امور کیوں بجالائے جاتے تھے؟

www.jamanshah.com

اس کا یہی ایک جواب ہے کہ اپنے ہر فعل سے انہوں نے ہمیں درسِ وفا دینا تھا کہ اپنے امامِ وقت سے تم کبھی غافل نہ رہنا امام تو اللہ کی طرح قدرت رکھتا ہے مگر اللہ کی طرح اس کی نصرت بھی فرض ہے اور انہی کی نصرت گویا اللہ کی نصرت ہے، پاک عمران علیہ الصلوات والسلام کو بھی معلوم تھا کہ ہمارے لختِ دل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر وہ اس طرح اپنی محبت کا اظہار اور امت کیلئے ان کی نصرت کا درس چھوڑ رہے تھے تا کہ آنے والے لوگ اس طرح کے کام کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔

اس ظاہری بچپن کے زمانہ میں شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کا ایک یہ بھی معمول تھا کہ اکثر اوقات لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنی نشست گاہ میں ساتھ لاتے، اسی دوران بعض مومنین نے اذنِ بازیابی طلب کیا تو انہوں نے اپنے پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو واپس ان کے کمرے میں پہنچا دیا پھر جب خواص میں سے کسی نے سوال حجت کیا تو دوبارہ پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو ان کے کمرہ سے نشت گاہ میں لے آتے تھے جیسا کہ واقعۂ یعقوب بن منفوش میں ہے جسے سارے کتب غیبت میں لکھا ہے جیسا کہ.....منتخب ص 356 میں بھی ہے۔

﴿واقعہ یعقوب بن منفوش﴾

یعقوب بن منفوش روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے امام وقت ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ ان سے عرض کر کے دریافت کروں گا کہ ان کے بعد ہماری گردنوں کی مالک کون سی ذات پاک ہے؟

جب میں حاضرِ بارگاہ ہوا تو وہاں بہت سے لوگ موجود تھے میں نے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا جب لوگوں کو رخصتِ عام ہوئی تو امامِ عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے مجھے اشارے سے جانے سے روک لیا، میں رک گیا، جب سارے لوگ چلے گئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا تم اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت نہیں کرنا چاہتے؟

www.jamanshah.com

میں نے عرض کی کہ میں تو آیا ہی یہی خواہش لے کر تھا یہ سن کر امام علیہ الصلوات والسلام مسکرائے اور نشست گاہ سے ملحق کمرے کے دروازہ پر جو پردہ آویزاں تھا اسے ایک کونے سے پکڑ کر ہٹا دیا تو میں نے دیکھا کہ اندر ایک مسند آراستہ ہے اس پر ایک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف فرما تھے، ان کے کمالِ حسن نے مجھے مبہوت کر دیا، میں نے دیکھا وہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے امام علیہ الصلوات والسلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا

یا ثمرۃ فوادی ادن منی

وہ پاک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی مسند سے اٹھے اور دھیرے دھیرے اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائے اور آ کر ان کے زانوئے اقدس کو زینت بخشی تو امام علیہ الصلوات والسلام نے انہیں پیار کیا اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھی طرح دیکھ لو ہمارے بعد تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف یہی ہیں آج کے بعد تم ان کی زیارت نہ کر سکو گے اس کے بعد تفصیل سے تعارف کروایا۔

کچھ دیر بعد فرمایا بیٹا اب آپ اپنے کمرہ میں تشریف لے جائیں وہ پاک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی آغوش سے اٹھے اور کمرہ میں تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے مجھ سے فرمایا اب اس کمرے کا پردہ اٹھا کر دیکھو میں نے جب پردہ اٹھایا تو کمرہ ایک دم خالی تھا۔

میں بہت حیران ہوا اس وقت امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ اللہ عزوجل کے سربستہ راز ہیں وہ جس شخص پر چاہتا ہے اپنے راز کو منکشف فرماتا ہے ان میں سے ایک خوش نصیب تم بھی ہو لیکن ان کی حقیقت کو اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(R_71)

اسی طرح امام ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت کا کئی طرح سے اظہار فرمایا مثلاً ایک جماعت مومنین اس غرض سے حاضر ہوئی کہ ہم اپنے

www.jamanshah.com

مولا علیہ الصلوات والسلام سے عرض کریں گے کہ ان کے بعد ہماری گردنوں کی مالک ذات کون ہے؟ تو جب انہوں نے یہ سوال کیا تو امام علیہ الصلوات والسلام نشست گاہ سے اٹھے اور ساتھ والے کمرہ میں تشریف لے گئے اور اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو اس طرح اٹھا کر لائے کہ جیسے عید کے دن سرتاجِ انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاک حسنین علیہما الصلوات و السلام کو کندھوں پہ اٹھا کر لایا کرتے تھے اسی طرح مومنین کے سامنے لا کر اپنے پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کا تعارف کروایا کافی دیر انہیں آغوش میں لے کر ان کا تعارف کراتے رہے اس کے بعد انہیں ان کے کمرہ میں پہنچا دیا۔

ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ جو اس دور کے معمولات پہ روشنی ڈالتے ہیں مگر میں طوالت سے ڈرتے ہوئے ترک کرتا ہوں۔

تفصیل کے لئے دیکھیے .....منتخب الاثر .....غیبت طوسی .....غیبت نومانی .....نجم الثاقب .....دارلسلام شیخ محمود عراقی .....العبکری الاحسان .....درمقصود وغیرہ۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

دوسرا دورِ اسیری

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا پہ آمد نیمہ شعبان 255 ہجری میں ہوئی پورے چھ ماہ انہوں نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے سائے میں ناز و نعمات کے گہوارے میں گزارے لیکن اس دور میں وہ ایک دو ماہ سے زیادہ عرصہ صاحبِ محدنہ رہے کیونکہ ان کی نشو ونما تیزی سے ہو رہی تھی اس لئے بہت جلدی ظاہراً چلنا پھرنا شروع فرما دیا۔

256 ہجری ماہ صفر تک بابا پاک صلوات اللہ علیہ کی آغوش میسر رہی

255 ہجری میں معتز باللہ عباسی ملعون کی موت کے بعد محمد بن واثق باللہ مھتدیٰ باللہ کا لقب لے کر برسرِ اقتدار آیا اور آتے ہی نیک اور عادل حکمران بننے کا ڈھونگ رچایا اس نے قتبہ المظالم و القضایا بنوایا اور کھلی کچہری لگانا شروع کر دی، لوگوں کی فریادیں خود سنتا اور با جماعت نماز میں عام نمازیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا تھا اس نے یہ ڈھونگ پورے چھ ماہ تک رچائے رکھا اور اس نے عوام کو بیوقوف بنائے رکھا۔

اس نے اپنے امور کا انچارج صالح بن وصیف ملعون کو بنایا ہوا تھا کیونکہ وہی اس کی حکومت کے قیام میں مرکزی کردار ادا کرنے والا تھا۔

جب 256 ہجری میں صفر کا مہینہ آیا تو اس ملعون نے صالح بن وصیف ملعون کو بلایا اور مشورہ کیا کہ بنی عباس پر ہمیشہ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین کے خوف کی تلوار لٹکتی رہتی ہے اس کا کوئی حل سوچو

اس نے کہا اس دور میں اس پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین میں صرف ایک ہی تو ایسی

ہستی ہے کہ جو اگر لوگوں کو اپنے گرد جمع فرمائے تو سارے عرب کے شیعہ ان کا ساتھ دیں گے اور وہ ہیں جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اگر تم حکم دو تو انہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے، اس ملعون نے اسے حکم دے دیا اور وہ ملعون مولائے کائنات کو بصد ظلم و جور گھر اطہر سے دربار میں لے آیا، جب انہیں دربار میں پیش کیا گیا تو ملعون نے حکم دیا کہ تُو انہیں اپنے کسی تہہ خانے میں نظر بند رکھ اور انہیں ہر قسمی اذیت سے دوچار رکھ۔

اس ملعون نے اپنے قید خانہ میں دو ماہ تک قید رکھا اور اس دوران ان پر ہر قسمی ظلم روا رکھا اور اس نے چند حبشی نوبی غلام مقرر کئے اور انہیں ظلم پر معمور کیا کچھ دن بعد حبشی غلاموں سے ایک دن امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی زبان میں کلام فرمائی تو وہ حیران رہ گئے اور اس طرح ان کی ذات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے صالح بن وصیف کا حکم ماننا چھوڑ دیا اور ظلم سے باز آ گئے۔

صالح بن وصیف ملعون کا معمول تھا کہ وہ اپنے مکان پر بنی عباس کے ملاعین کو دعوتیں دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خود امام علیہ الصلوات والسلام پر ظلم ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھو اسی طرح ایک دن صالح بن وصیف نے بنی عباس کے معتبر ملاعین کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی جب وہ جمع ہوئے تو کھانا کھانے کے دوران انہوں نے کہا کہ تم اپنے مہمان پر ظلم بڑھا دو اور ان پر ذرا بھر رعایت نہ کرو۔

اس ملعون نے جواب دیا کہ میں نے ان پر چند انتہائی سفاک اور ظالم حبشی غلام ظلم پر مامور کئے تھے مگر انہوں نے آ کر مجھے جواب دیا ہے کہ ہم ان پر ظلم نہیں کر سکتے ہم کس پر ظلم کریں؟ کیا سبطِ پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ظلم کریں جو رات بھر کے عبادت گزار اور شب بیدار ہیں دن کے روزہ دار ہیں جن کے چہرے پر نظر کرنے سے ہمارے دل کانپ جاتے ہیں ہم ان پر ظلم کیسے کریں؟

www.jamanshah.com

انہوں نے کہا تم خود ہی کچھ کرو اس پر اس نے کہا اب میں خود ظلم کے ایسے پہاڑ توڑوں گا کہ بنی عباس کے دل (خدانہ کرے) ٹھنڈے ہو جائیں گے، یہ جمادی الثانی 256 ہجری کی بات ہے ٹھیک اسی دن قدرت نے ایک فیصلہ صادر فرمایا وہ یہ کہ اسی دن مھتدیٰ باللہ ملعون کے خلاف بغا کبیر نے بغاوت کر دی بغا کبیر ایک فوجی جرنیل تھا اس نے ایک فوجی گروپ کو اپنے ساتھ ملایا اور انہوں نے مھتدیٰ باللہ کے محل کا گھیراؤ کر لیا جب مھتدیٰ باللہ ملعون کا گھیرا تنگ کیا اور اس کے مظالم و جرائم کی فہرست اس کے سامنے رکھی تو اس نے کہا یہ سب کچھ مجھے بتائے بغیر صالح بن وصیف نے کیا ہے اگر بدلہ لینا ہے تو اسے پکڑو، یہ سن کر بغا کبیر کے ساتھی صالح بن وصیف کے محل کے در پہ پہنچ گئے اسے باہر بلایا مگر وہ باہر نہ آیا اس پر بغا کبیر اور اس کے ساتھی اس کے محل میں گھس گئے اور وہ جوں ہی سامنے آئے ایک فوجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا دایاں کاندھا کٹ کر زمین پہ جا گرا اس کے بعد وہ ملعون خود بھی زمین پر گر گیا اس پر ایک اور فوجی اس کے قریب آیا اور اسے سیدھا سلا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور اسے بھیڑ کی طرح ذبح کر دیا پھر اس کا سر لے کر نیزے پر چڑھا لیا اور اسے سامرہ کے صدر دروازے پر بالوں سے رسی باندھ کر لٹکا دیا۔ع

خس کم جہاں پاک

اس واقعہ کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام واپس اپنے گھر اطہر میں تشریف لائے یہ چھ ماہ نہ جانے اس معصوم نے کیسے گزارے ہوں گے جو ایک لمحہ بھی اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے جدا نہیں رہتے تھے۔

جملہ والدین کا اپنی اولاد کی پرورش اپنی مرضی سے کرنا پہلا حق ہے اور اس میں وہ کسی مداخلت کو ہرگز پسند نہیں کرتے اور نہ مداخلت کا کسی غیر کو حق حاصل ہوتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس تھا انہیں آزادی حاصل تھی ہی نہیں، ان کا اطمینان مقید تھا پھر بھی

www.jamanshah.com

والدین ہزاروں مشکلات کے باوجود اپنے لعل عجل الله فرجه الشريف کو پروان چڑھا رہے تھے اور ساتھ ہی خالق وقادرِ مطلق ظالمین کو ان کے کیفرِ کردار تک بھی پہنچا رہا تھا۔

بغا کبیر کی موت کے بعد مھتدیٰ باللہ تو بچ گیا تھا مگر اصل ظالم وہی تھا اس لئے ٹھیک ایک ماہ بعد قادرِ مطلق نے ایک اور فیصلہ سنایا یعنی ماہِ رجب میں اللہ کی تلوارِ انتقام مھتدیٰ باللہ ملعون کے سر پر چمکی اس کے خلاف ترکوں نے بغاوت کر دی اور اس کے محل میں گھس کر اسے تخت سے گھسیٹ لیا اور تخت کے سامنے اوندھا کر کے تلوار سے واصلِ جہنم کر دیا۔(R_72)

مزید تفصیل کیلیے دیکھیے تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، تاریخ ہشام، تاریخ بغداد، خلافت عباسیہ وغیرہ۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

تیسرا دورِ اسیری

256 ہجری ماہ رجب میں مھتدیٰ باللہ ملعون فی النار ہوا تو اس کی جگہ احمد بن متوکل علیٰ اللہ ملعون کو معتمد باللہ کے نام سے تختِ حکومت پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے آنے سے امام علیہ الصلوات و السلام واپس گھر اطہر میں تشریف لے آئے یعنی پورے چھ ماہ کے بعد واپس تشریف لائے مگر یہاں گھر میں صرف تین ماہ گزارے اور پھر امت کا مہمان بن کر جانا پڑا اس کے وجوہات یہ تھے کہ 256 ہجری ماہ شوال کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن معتمد باللہ ملعون نے اپنے دادا منصور دوانقی ملعون کا حیات نامہ پڑھا جس میں سیف بن عمر سے روایت تھی کہ ہم ایک دن منصور دوانقی ملعون کی محفل میں بیٹھے تھے اس میں خواص کے سوا کوئی نہ تھا منصور دوانقی ملعون نے ہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ منتقم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج ضرور ہوگا اور ان کے خروج کی منادی آسمان پر ہوگی اور وہ اپنے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا انتقام لیں گے پوری دنیا کی جملہ حکومتوں کو برباد کریں گے اور اپنی حکومت کو قائم کریں گے یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا اور جب ان کا خروج ہوگا تو سب سے پہلے ان کا کلمہ میں پڑھوں گا کیونکہ وہ ہمارے ابنِ عم (چچا زاد) ہوں گے میں اس بات پر کبھی بھی یقین نہ کرتا اگر میں اپنے ابنِ عم جناب امام محمدؐ باقر علیہ الصلوات والسلام سے یہ بات خود نہ سن چکا ہوتا اور ان کا ہر فرمان اللہ کی طرح سچا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ہماری اولاد میں پانچویں ہوں گے جونہی معتمد باللہ ملعون نے یہ روایت پڑھی فوراً کتاب کو بند کر دیا اس کی آنکھیں لال ہو

گئیں اور غصہ سے کانپنے لگا اس نے فوراً علی بن حزین کو اپنے محل میں بلایا اور کہا بنی عباس کی ماں ان کی لاش پر ماتم کرے جب بھی کوئی کام کرتے ہیں ہمیشہ اُلٹا ہی کرتے ہیں اب میں ان کی غلطی کو نہیں دہراؤں گا تم فوراً بارگاہِ ابن الرضا علیہ الصلوات والسلام میں جاؤ اور ابوالحسنؑ الثالث امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے دونوں بڑے بیٹوں کو گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو یا اپنی کسی سرداب میں نظر بند کر دو۔

علیؑ بن حزین اس کا وزیر تھا مگر در پردہ محبّ و مومن تھا اس لئے اس نے ان پاک بھائیوں کو دربار میں تو پیش نہ کیا اور اپنے گھر لے گیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ انتہائی سخت قید میں ہیں لیکن یہ خود ان کی خدمت کرتا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کا جو غلام بھی ان کی زیارت کو آئے اس کو نہ روکا جائے۔

اس طرح جناب عقید جو امام علیہ الصلوات والسلام کے غلام تھے وہ ان بھائیوں کا کھانا گھر سے لاتے تھے اسی طرح تین مہینے گزر گئے ایک دن علیؑ بن حزین نے فرعونِ بغداد کا موڈ خوش گوار دیکھا تو کہا اگر آج اجازت دو تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

معتمد ملعون نے کہا میں تمہاری بات آج ضرور مانوں گا.....کہو؟

اس نے کہا تم ان شہزادوں کو رہا کر دو اور ان کی ضمانت میں دیتا ہوں اس کے تمہیں دو فائدے ہوں گے ایک تو تمہیں ضمانت مل جائے گی دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ تم سادات کے قتل کے جرم میں بدنام ہونے سے بھی بچ جاؤ گے۔

اس نے کہا میں صرف ایک شہزادے کی اجازت دیتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو رہا کر دو اس نے کہا پھر میں جناب ابومحمدؑ السکری علیہ الصلوات والسلام ہی کو رہا کروں گا۔

اس نے اجازت دے دی یہ اجازت لے کر خوشی خوشی گھر پہنچا تو دیکھا در پہ دو گھوڑے کھڑے ہیں اور ان کی لگام جناب عقید نے تھامی ہوئی ہے۔

انہوں نے پوچھا یہ کس لئے لائے ہو؟

www.jamanshah.com

انہوں نے فرمایا جب صبح کو میں حاضر ہوا تھا تو میرے مالک پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا آج ہم دونوں بھائی آزاد ہو جائیں گے اس لئے آج اپنے ساتھ دو گھوڑے ضرور لانا یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا کہ میں تو ایک کی اجازت لایا ہوں اس نے آ کر بارگاہ میں عرض کی کہ میں تو ایک آپ کی اجازت لایا ہوں اس پر فرمایا کہ ہم اکیلے ہرگز نہ جائیں گے ہم اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو کیا منہ دکھائیں گے ویسے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ پھر سفارش کرنے کی ضرورت ہے اس کا انتظام ہم نے کر لیا ہے وہ جناب ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ معتمد باللہ ملعون کا ایک غلام گھر میں داخل ہوا اور اس کا پیغام سنایا کہ خلیفہ کہتا ہے میں نے تم سے عہد کیا تھا کہ آج تمہاری ہر بات مانوں گا مگر میں نے تمہاری آدھی بات مانی ہے جس پر میں معذرت خواہ ہوں اب تمہیں اجازت ہے بے شک تم دونوں بھائیوں کو رہا کر دو۔

یہ سن کر اس نے سر سجدے میں رکھ دیا کہ سارے کام تو خود ہی کرتے ہیں اور کریڈٹ ہمیں دیتے ہیں اور نام ہمارا کرواتے ہیں۔

اس طرح یکم ذوالحجہ 256 کو پھر واپس گھر اطہر میں تشریف لائے۔

اس زمانہء اسیری کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ دور اسیری تین ماہ کا تھا اور اس طرح یہ جناب علیہ الصلوات والسلام تین ماہ تک کیلئے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے جدا رہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

چوتھا دورِ اسیری

جب معتمد باللہ ملعون نے امام علیہ الصلوات والسلام کو رہا کیا تو صرف دو مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ گھر اطہر میں قیام فرمایا اس کے بعد اس ملعون نے پھر نظر بندی کا حکم دیا۔

اس کے وجوہات یہ تھے کہ 256 ہجری ماہ شوال میں کوفہ کے نواح سے جناب علیؑ بن زید علوی علیہ الصلوات والسلام نے خروج فرمایا اور بڑھ کر کوفہ پر قبضہ کر لیا ان کے خلاف جنگ کیلئے معتمد باللہ ملعون نے شاۃ بن میکال کے زیر سرپرستی ایک بڑی فوج بھیجی کوفہ میں جنگ ہوئی اس میں شاۃ بن میکال کو شکست ہوئی اچانک عامل ترکی کو اطلاع ملی اس نے ترکی کی طرف سے جناب علیؑ بن زید پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں انہیں شکست ہوگئی اس میں کافی لوگ شہید ہوئے کافی گرفتار بھی ہوئے اس جنگ میں جناب علیؑ بن زید بھی شہید ہو گئے۔

257 ہجری ماہ محرم میں اس جنگ کے گرفتار شدہ قیدیوں کو بغداد میں لایا گیا اور بدترین ظلم کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون نے وزرا سے بات کی کہ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے جب بھی کسی بچے نے خروج کیا ہے ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی ہے اور عباسیوں کو لوہے کے چنے چبوائے جاتے ہیں اگر اس گھر کی معتبر ترین ہستی جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے بھی کبھی خروج کا اعلان کر دیا تو بنی عباس کی موت یقینی ہوگی لہذا اس مسئلے پر بھی غور کر لیا جائے کیونکہ وہ تو سید السادات اور سردارِ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اس ملعون کا ایک رومی غلام تھا جس کا نام نحریر ملعون تھا اس نے مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ

انہیں ابھی سے قید میں رکھنا چاہیئے۔

اس پر سارے لوگوں نے اتفاق کیا اور معتمد ملعون نے اسی رومی غلام نحریر کو حکم دیا کہ یہ کام تم خود کرو وہ ملعون سامرہ میں گیا اور امام علیہ الصلوات والسلام کو اپنے ساتھ بغداد لے آیا۔

یہ اسیری کا طویل ترین اور اذیت ناک دور تھا ایک سال تین ماہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام امت کے مہمان رہے نحریر ملعون نے پل پل ظلم کے پہاڑ توڑے مگر صبرِ خداوندی کی انتہا کو نہ پا سکا اس نے اتنے ظلم کئے کہ اس ملعون کی بیوی ان مظالم کو دیکھ کر تنگ آ گئی اور اس نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی اور کہا اے ملعون تو اس نفیس شہزادے کی نفاست و نزاکت بھی دیکھ اور اپنے مظالم بھی دیکھ اب مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔

نحریر ملعون نے پہلے چند ماہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو اپنے گھر میں رکھا جب اس کی بیوی نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دی تو معتمد باللہ ملعون کے پاس آیا اور گھر کے حالات بتائے تو اس نے کہا تم انہیں قصرِ بنی عباس میں منتقل کر دو۔

قصرِ بنی عباس میں جو وقت گزرا وہ اس سے بھی زیادہ اذیت ناک تھا اس کی اذیت کا اندازہ اس روایت سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

احمدؑ بن اسحاق اشعری قمی سے روایت ہے کہ میں قم سے اس لئے آیا کہ اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کروں گا جب میں بغداد پہنچا تو بہت کوشش کی کہ کسی طرح مجھے ان سے ملنے کا موقعہ مل جائے مگر میں ناکام رہا آخر میں نے سوچا کہ کسی دربان سے مراسم بڑھائے جائیں اور شاید وہ مجھے اپنے مولا علیہ الصلوات والسلام سے ملا دے کیونکہ بہت سخت پہرہ تھا۔

اس محل کے دربانوں میں سے ایک دربان بہت لالچی قسم کا تھا میں نے اپنے مقصد کے

www.jamanshah.com

حصول کیلئے اسے منتخب کیا اور اس کے گھر کو چل پڑا راستے میں بازار سے میں نے اس کیلئے کچھ تحفے خریدے اور ایک تھیلی دیناروں کی سر بہ مہر کی اور اس کے دروازہ پر پہنچ گیا، میں نے جا کر اس کے دروازے پہ دستک دی تو اس نے مجھے اندر بلا لیا میں نے تحفے دیئے تو بہت خوش ہو گیا میں نے اس سے اصل بات نہ کی جب میں اجازت لے کر باہر آیا تو وہ مجھے در تک رخصت کرنے آیا جب میں نے رخصت چاہی تو اس نے کہا میرے لائق کوئی خدمت؟ تو میں نے کہا ایک بات ہے تو سہی مگر وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے اس نے کہا تم مجھے بتاؤ جیسا بھی ہوگا میں تمہارا کام ضرور کروں گا۔

میں نے کہا ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام قصرِ بنی عباس میں امت کے مہمان ہیں میں ان سے ملنا چاہتا تھا مگر وہ تمہارے بس کی بات نہیں اس پر اس نے کہا کہ یہ کام واقعی بہت مشکل ہے مگر میں کوشش کروں گا، تم ایسا کرو جب رات ڈھل جائے تو دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چلے آنا اور اس جگہ آ جانا جہاں محل کی سیڑھیاں دریا میں اترتی ہیں تم وہاں میرا انتظار کرنا۔

جناب احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں اس کے کہنے کے مطابق آدھی رات کے بعد دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چل پڑا جب میں محل کے عقب میں پہنچا تو دیکھا محل کافی اونچائی پر تھا اور اس سے سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں جو دریا کے اندر تک چلی جاتی تھیں میں وہاں انتظار میں مصروف تھا کہ کافی دیر بعد اس دربان کو سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا جب وہ میرے قریب آیا تو آہستہ سے کہا کہ خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، میں اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے ایک خفیہ دروازہ تک لایا جو بہت ہی چھوٹا سا دروازہ تھا اس نے اس دروازے کو کھولا میں نے دیکھا اندر ایک بہت چھوٹا کمرہ تھا اس دربان

www.jamanshah.com

نے بتایا کہ یہ کمرہ نہیں بلکہ ایک سرنگ کا حصہ ہے یہ محل کی ایک خفیہ سرنگ ہے جو بنی عباس نے اس غرض سے محل میں رکھی ہے کہ اگر کبھی دشمن کے خوف سے بھاگنا پڑے تو اس خفیہ راستے سے نکلا جا سکے اور یہ کوٹھڑی اس لئے ہے کہ فرار ہونے والے کو جو چند منٹ کشتی کا انتظار کرنا پڑے تو اس کوٹھڑی میں کھڑے ہو کر کشتی کا انتظار کر سکے۔

میں جب اس کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ وہ اتنی تنگ و تاریک تھی کہ اس میں ایک آدمی بہ مشکل کھڑا ہو سکتا تھا۔

جب ہم اس کوٹھڑی کے اندر گئے تو اس دربان نے روشنی کیلئے مشعل روشن کی جب روشنی ہوئی تو میں نے دیکھا میرے مولا علیہ الصلوات والسلام وہاں کھڑے ہوئے تھے۔

اس پر اس دربان نے مجھے بتایا کہ اس تنگ کوٹھڑی میں تمہارے مولا کو کھڑے ہوئے پورے چھ ماہ گزر گئے ہیں اس روایت سے خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دورِ اسیری کتنا دردناک تھا یہ دورِ اسیری ایک سال اور تین مہینے کا تھا۔

وجہ رہائی

اس اذیت ناک قید سے رہائی کی وجہ ایک معجزہ بنا یہ 258 ہجری ماہ رجب کا واقعہ ہے ہوا یہ کہ اس دور میں خشک سالی پڑ گئی اور بارشیں آنا بند ہو گئیں خلیفہ نے مسلمانوں سے نمازِ استسقاء پڑھنے کی اپیل کی کہ سارے لوگ شہر سے باہر جا کر نمازِ استسقاء پڑھیں تا کہ بارش آ جائے سارے لوگ کئی دن نمازیں پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہونا تھی اور نہ ہوئی ایک دن ایک غیر مسلم نے خلیفہ سے کہا اگر مجھے اجازت دو تو میں خداوندِ یسوع مسیح سے دعا کرتا ہوں فوراً بارش ہو جائے گی، خلیفہ نے کہا تم بھی خود کو آزما لو، وہ مسیحی پادری پورے اہلیانِ شہر کو ساتھ لے کر شہر سے باہر آیا اور اس نے جونہی دعا کیلئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے فوراً بارش شروع ہو گئی یہ مظاہرہ اس نے کئی دن تک کیا اور ہوتا یہ تھا کہ وہ جب تک اپنے ہاتھ آسمان کی طرف

www.jamanshah.com

بلند رکھتا بارش جاری رہتی اور جب وہ ہاتھ نیچے کرتا تو بارش رک جاتی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں عیسائیت کا رجحان پیدا ہونے لگا اور لوگ دھڑا دھڑ مذہب بدلنے لگے، جب یہ بات خلیفہ صاحب نے دیکھی تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اپنے گماشتوں سے کہا اب کیا کریں اسلام تو گیا ہی سمجھو اور ساتھ ہی خلافت بھی، اس کے حاشیہ نشینوں نے کہا اسلام بچانا تمہارا کام ہی نہیں ہے یہ وہی بچا سکتے ہیں جن کا منصب ہی اسلام بچانا ہے ان کی طرف رجوع کرو۔

اس نے حکم دیا کہ فوراً مسندِ توحید و رسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کو دربار میں لاؤ۔ جب شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار میں تشریف لائے تو اس نے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور اپنے پہلو میں کرسی پیش کی جب آپ نے کرسی کو زینت بخشی تو عرض کی جب بھی دینِ حق پر مشکل آتی ہے تو اس کی مشکل کشائی آپ ہی کے گھرانے سے ہوتی ہے کیونکہ دین بھی آپ کی جدِ اطہر کا ہے اور اسے بچانا بھی آپ کا فرض ہے اس کے بعد اس نے ساری تفصیل عرض کی اس پر حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آج اس شخص سے کہو پھر وہ اپنے معجزے کا مظاہرہ کرے اور پورے شہر کو بھی بلوا لو ہم بھی تشریف لے جائیں گے۔

الغرض جب سارے لوگ شہر کے باہر جمع ہو چکے تو اس نصرانی سے کہا گیا کہ اب دعا شروع کرو، ادھر حجتِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ جب وہ نصرانی ہاتھ بلند کرے تو اس کے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور اس کے ہاتھوں میں جو چیز ہو اسے زبردستی چھین کر ہمارے سامنے پیش کرنا

جب نصرانی نے دعا شروع کی تو بارش شروع ہو گئی ادھر آقا کے غلام نے فوراً اس کے

www.jamanshah.com

ہاتھوں کو پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ میں جو چیز تھی وہ چھین کر مسندِ توحید و رسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کر دی، اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے اس نصرانی سے فرمایا کہ اب دعا کرو اور بارش برساؤ وہ نصرانی یہ دیکھ کر حیران ہو گیا اور بے بسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر اس نے عرض کی میرے پاس جو بارش برسانے کا راز تھا وہ تو آپ نے چھین لیا ہے اب میں کیسے بارش برسا سکتا ہوں؟

اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے ایک طویل خطبہ انشاء فرمایا اور لوگوں کو آگاہ فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک انبیاء علیہم السلام بہت محترم ہوتے ہیں وہ اتنے محترم ہوتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کے جسم کی کوئی ہڈی اگر زیرِ آسمان بے نقاب کی جائے یا ہو جائے تو اللہ کی ذات اپنے اوپر یہ فرض کر لیتی ہے کہ اس پر بارانِ رحمت ضرور نازل فرمائے، اس نصرانی کو ایک نبی صلوات اللہ علیہ کی پیشانی کی ایک ہڈی فلاں جگہ سے ملی اور اس نے یہ بات قدیم کتب میں دیکھی ہوئی تھی اس نے جب تجربہ کیا تو اس بات کو درست پایا اور اس بات کو اس نے اپنے مذہب کی ترویج کا ذریعہ بنایا مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ کا دین کبھی بھی اپنے محافظ سے خالی نہیں رہ سکتا چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا غائب و مستور ہو۔

اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون پر عوام کا دباؤ پڑا اور اس نے جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام و پروانۂ آزادی دیا اس طرح ایک سال اور تین مہینے کے بعد آپ اپنے گھر اطہر میں واپس آئے اور آ کر اپنے لختِ جگر سے ملے اب ہم ان کیفیات کو نہیں سمجھ سکتے جو اس پاک بی بی صلوات اللہ علیہا کے تھے جو روم کے تخت و تاج کو اس سرتاج کیلئے ٹھکرا کر آئی تھیں یہ صدمہ ان کیلئے کتنا اذیت ناک تھا یہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔(R_73)

بظاہر رہائی تو ملی اس کے باوجود خفیہ طور پر ان کے گھر اطہر پر نگرانی شروع کروا دی

www.jamanshah.com

گئی اوراس کے بعدایک سال اورسات ماہ تک ظاہری طور پرشہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام آزادرہے مگروہ بھی ایک طرح کی گھراطہر میں نظربندی ہی تھی۔

نقشہ ادوارِ اسیری

()صفر 252 تا صفر 254 زمانہ معتز باللہ کل عرصہ دوسال

()صفر 255 تا جمادی الثانی 256 زمانہ مھتدیٰ باللہ کل عرصہ 5 ماہ

()شوال 256 تا ذوالحجہ 256 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ 3 ماہ

()صفر 257 تا ذوالحجہ 258 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ ایک سال 3 ماہ

اس طرح کل دورِاسیری تقریباً 3 تین سال اور گیارہ ماہ بنتا ہے مگر جو عرصہ سرکار علیہ الصلوات والسلام اپنے گھراطہر میں نظربند رہے وہ اس میں شامل نہیں ہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

سفرِ حج

259 ہجری ماہ ذیقعد کی یہ بات ہے کہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ایک دن اپنے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائیں اور انہیں بہت پیار کیا اور خاموشی سے مسند کو زینت بخشی امام علیہ الصلوات والسلام نے محسوس کیا کہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کچھ فرمانا چاہتیں ہیں مگر کسی وجہ سے خاموش ہیں آپ نے عرض کی کہ آپ کے رخِ انور سے لگتا ہے کہ آپ کچھ فرمانا چاہتی ہیں مگر فرماتی نہیں ہیں جو حکم ہو صادر فرمائیں۔

انہوں نے فرمایا بیٹا آج ہمیں تمہارے جدِ اطہر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس مرتبہ حج پہ ضرور تشریف لائیں اور حج کے بعد ہمارے پاس بھی ضرور تشریف لائیں کیونکہ ہم اپنی پاک بہو کی زیارت کے مشتاق ہیں اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ اپنے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کو ساتھ نہیں لانا۔

اس پر ہم نے ان سے گزارش کی کہ ہم پردہ دار ہیں اور کبھی تنہا سفر بھی نہیں کیا اور ایامِ حج میں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اور پردہ کا اہتمام کرنا مشکل ہوگا، انہوں نے فرمایا بیٹی پردے کا انتظام ہم کر دیں گے اور سفر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے پھر فکر کی کیا بات ہے۔

ہم نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اب آپ بتائیں کہ ہم کیسے تشریف لے جائیں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا آپ پر ان کے فرمان کی تعمیل کرنا لازم ہے اور فکرمند ہونے کی ضرورت ہی نہیں ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اگر آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے تو

ابوالعلی تو آپ کے ساتھ ہوں گے، وہ بھی تو آپ کا بیٹا ہے اور اسے بھی تو آپ ہماری طرح عزیز رکھتی ہیں وہی پردے کا انتظام کریں گے اور ان کی نگرانی میں آپ کا قافلہ آرام سے سفر کرسکتا ہے

جناب ابوالعلی احمد بن محمد سلام اللہ علیہ کی عظمت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا انہیں بیٹا سمجھتی تھیں اور انہیں شرفِ کلام بھی دیا جاتا تھا اور یہ مقام جناب سلمان محمدی سلام اللہ علیہ کے مقام سے بھی اونچا ہے۔

اس کے بعد جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے جناب ابوالعلی سلام اللہ علیہ کو یاد فرمایا اور فرمایا کہ مخدراتِ توحید ورسالت صلوات اللہ علیہن آپ کی نگرانی میں ارادہِ حج رکھتی ہیں آپ سامان سفر مہیا کریں۔

انہوں نے دست بستہ عرض کی اس سال مکہ میں شدید خشک سالی اور قحط کا عالم ہے پورے عربستان کے لوگ اس سال حج پہ نہیں جارہے اور اہلِ مکہ بھی مکہ چھوڑ کر دیگر صوبہ جات میں چلے گئے ہیں اور اس سال شہرِ مکہ خالی ہوگا ہم وہاں کیسے جائیں گے؟ وہاں تو پینے کا پانی تک موجود نہیں ہے

امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہی تو خالق نے ہمارے پردے کا اہتمام فرمایا ہے اور یہ سب کچھ پردے کیلئے کیا گیا ہے کہ کوئی شخص مکہ میں رہے ہی نہیں کہ ہمارے پردہ دار صلوات اللہ علیہن آرام سے مناسکِ حج ادا فرماسکیں۔

جناب ابوالعلی سلام اللہ علیہ نے فوراً سامانِ سفر مہیا فرمایا محمل تیار کرائے ان پر ہودج آراستہ ہوئے ان پر سرپوش لگائے گئے سامانِ خورد ونوش کو دیگر اونٹوں پر بار کیا گیا اور پانی کی وافر مشکیں دوسرے اونٹوں پہ بار کی گئیں جب سارا انتظام مکمل ہوگیا تو عرض کی انتظام مکمل ہے جب حکم ہوگا ہم روانہ ہوسکتے ہیں۔

جب رات پوری طرح چھا گئی تو روانگی کا مناسب وقت سمجھ کر محمل درِ اطہر پہ بٹھائے گئے

www.jamanshah.com

اور پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن محملوں پر سوار ہونے لگے جب معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا محمل پر سوار ہوئیں تو آپ کے جوان بیٹے نے زانو آگے بڑھایا انہوں نے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کے زانو پہ قدم رکھا اور بیٹے کے سرِ اطہر کا سہارا لے کر محمل پہ سوار ہوئیں، جب وہ محمل پر سوار ہو چکیں اور محمل کا سر پوش گرایا گیا تو امام علیہ الصلوات والسلام نے ایک دفعہ پھر محمل کا سر پوش اٹھایا اور ایسی حسرت بھری نظر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے چہرے پر فرمائی کہ ان کے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اس اندازِ وداع سے معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے جانے کے بعد کچھ ہونے والا ضرور ہے یہ گویا ماں بیٹے کی آخری ملاقات تھی۔

بعض روایات میں ہے کہ جب آپ نے اپنی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو سفر کے لئے روانہ فرمایا تا تو انہیں اپنا وصی قرار دے دیا تھا اور اسم اعظم اور مواریث انبیا علیہم السلام اور تبرکات اوصیا علیہم الصلوات والسلام ان کے سپرد فرما دیئے تھے جیسا کہ روایت احمد بن اسحاق اور احمد بن مصقلہ سے ثابت ہے۔(R_74)

ایسی روایات سے ثابت ہے کہ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو آنے والے حالات کا کلی طور پر علم تھا اس لئے دونوں کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو بھی حکم کیا تھا شاید اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا پہلے ایک جوان بیٹے کا صدمہ اٹھا چکی ہیں اب مزید صدمہ شاید برداشت نہ کر سکیں اس لئے مناسب سمجھا کہ یہ بیٹے کی شہادت کے وقت وہاں موجود ہی خیر ہوں اور اس بات کو ماں کی مامتا نے محسوس فرما لیا تھا اور امام وقت علیہ الصلوات والسلام کو بھی یہ معلوم تھا کہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی یہ آخری زیارت ہے اس لئے یہ وداع بہت جذباتی قسم کا تھا گویا یہ شبِ عاشور کا منظر تھا ایک جوان بیٹا شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی طرح پاک والدہ صلوات اللہ علیہا سے جدا ہو رہا تھا۔

www.jamanshah.com

قافلہ پاک وہاں سے روانہ ہوا اور بعد از طے منازل مکہ میں داخل ہو گیا اور وہاں تو ہو کا سماں تھا کوئی انسان اس وقت مکہ میں نہ تھا بلکہ ساری گلیاں سنسان تھیں اہل مکہ سے سارا شہر خالی ہو چکا تھا کیونکہ قحط کی وجہ سے وہاں پانی ملنا بھی محال ہو چکا تھا، معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے بڑے سکون سے ہزاروں پردوں میں فریضۂ حج ادا فرمایا اور پورا ذوالحجہ کا مہینہ مکہ مکرمہ میں گزارا اوائل محرم میں آپ نے مکہ کو خیر باد کہا اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔

جب یہاں پہنچے تو جد اطہر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کو تشریف لائے اور وہاں کافی عرصہ قیام رکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ وہاں تشریف لے گئی ہوں گی تو ان کے استقبال کو خود سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دراطہر تک تشریف لائے ہوں گے کیونکہ شرفا ہمیشہ اسی طرح اپنی بہو بیٹیوں کی عزت بڑھاتے ہیں۔

مالک تطہیر بی بی صلوات اللہ علیہا نے پورا محرم اور نصف مہینہ صفر کا مدینہ منورہ میں گزارا 25 صفر 260 ہجری بمطابق 19 دسمبر 873 عیسوی کو مدینہ منورہ سے روانگی کا پروگرام بنایا۔

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مشہدِ مقدس سے وداع ہوئے اسی رات کو سامرہ کی طرف یہ کارواں مصروفِ سفر ہو گیا راستے میں ربیع الاول کا چاند نظر آیا تو معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے چاند کو دیکھ کر دعا دی اور اس کے بعد فرمایا کیا آپ لوگوں نے محسوس کیا ہے کہ یہ چاند کتنا اداس اداس لگ رہا تھا؟ خدا خیر کرے اس چاند کو دیکھ کر ہمارا دل بہت اداس ہو گیا ہے ابوالعلی سے فرمایا ناقہ ذرا تیز چلاؤ ہمارا اپنے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کیلئے دل بہت اداس ہے۔

اسی طرح سفر کرتے ہوئے چار ربیع الاول کا دن ہو گیا یہ وہی دن ہے جس دن معتمد باللہ ملعون نے امام ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا باللہ پیش کیا تھا

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

شہادت جناب ابو محمدؑ العسکریؑ

علیہ الصلوات والسلام

احباب گرامی

ہم اپنے سابقہ بیان میں یہ تو بتا چکے ہیں کہ سیدہ دوراں صلوات اللہ علیہا کس طرح مدینہ سے روانہ ہوئے اب دیکھنا یہ ہے کہ جبکہ وہ مصروفِ سفر تھے تو اس وقت شہر سرمن رائے میں کیا حالات تھے۔ تین ربیع الاول 260 بمطابق 27 دسمبر 873 جمعہ کا دن تھا

(جدید کیلنڈر کے مطابق یہ اتوار کا دن بنتا ہے مگر اس وقت چونکہ قدیم کیلنڈر ہی رائج تھا اس لئے جمعہ کا دن مانا جائے گا)

معتمد باللہ عباسی ملعون نے بعد از نماز جمعہ اپنے محل میں اپنے گماشتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ یہ مشورہ کیا کہ امام علیہ الصلوات و السلام کو کس طرح شہید کرنا چاہیے؟

ان کے مابین جو فیصلہ طے پایا اس کے تحت اس نے ہفتہ کی شام کو جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کو اپنے محل میں دعوت دی اور اپنے ایک غلام نحریر رومی ملعون کو بلانے کیلئے بھیجا، وہ قصر امامت کے در اطہر پہ حاضر ہوا اور جا کر ملعونِ بغداد کا پیغام عرض کیا، جونہی دعوت نامہ ملا امام علیہ الصلوات والسلام نے اسے دیکھ کر کلمہ استرجاع ادا فرمایا یعنی فرمایا.....

انا للہ و انا الیہ راجعون

اس ملعون کو فرمایا کہ تم جاؤ ہم ابھی تشریف لاتے ہیں، اس نے عرض کی میں آپ کے ساتھ جاؤں گا فرمایا ٹھیک ہے تم انتظار کرو ہم ابھی تشریف لاتے ہیں یہ فرما کر گھر اطہر میں تشریف لے گئے شاید اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے ملنے تشریف لے گئے ہوں گے۔

گھر اطہر سے واپسی کے بعد اس ملعون کے ساتھ محل میں تشریف لے آئے ،ملعونِ بغداد نے ان کے تشریف لانے سے پہلے انگور منگوائے اور ان میں سے ایک باریک سوئی کے ذریعے زہر آلود دھاگہ گزارا گیا وہ زہر انتہائی خطرناک تھی اس سے انگوروں کو زہر آلود کر دیا گیا۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے ایک انار لے کر اس میں سے زہر آلود دھاگہ گزارا اور وہی حجتِ خدا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کیا، وہ زہر اس قدر مہلک تھی کہ جب امام علیہ الصلوات والسلام اپنے گھر پہنچے تو ایک ہاتھ جگر پہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے دیواروں کا سہارا لے کر اس حال میں گھر پہنچے کہ کمر جھکی ہوئی تھی اور رنگ اطہر زرد ہو چکا تھا اور سردی کے باوجود چہرۂ انور پسینہ سے شرابور تھا حالانکہ دسمبر کا مہینہ تھا۔

جب اہل حرم کی نگاہ پڑی تو جلدی جلدی قریب آئے پوچھا خیر تو ہے یہ کیا حال بنایا ہے ؟

فرمایا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ ہمارے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ورثہ ہے اس کے بعد فرمایا پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کو بلائیں اور ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو بلائیں

یہ کیفیت دیکھ کر اہلِ حرم میں کہرام مچ گیا جب آپ نے پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کو روتے ہوئے دیکھا تو سب کو تسلی دی اور خود آ کر بستر پہ آرام فرما ہو گئے۔

ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ساڑھے چار سال کے معصوم شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف پر اس کا کیا اثر ہوا ہو گا؟

دل مانتا ہے بابا پاکؑ علیہ الصلوات و السلام سے لپٹ کر ضرور روئے ہوں گے کیونکہ شرعی نقطۂ نگاہ سے باپ کے غم میں رونا بیٹے کی سعادت مندی قرار دیا گیا ہے۔

www.jamanshah.com

اسی طرح بے قراری کے عالم میں رات گزر گئی، دوسرے دن معتمد ملعون نے جاسوسی کیلئے ایک شخص کو بھیجا کہ پتہ کرو اس زہر کا کیا اثر ہوا ہے؟

اس نے آ کر ساری کیفیت بیان کی تو اس ملعون نے اپنے جرم کو چھپانے کیلئے سارے شہر میں منادی کرائی اور جملہ مساجد میں کہلوا بھیجا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے سارے لوگ ان کی صحتِ کاملہ کیلئے دعا کریں ہر مسجد میں ان کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا

پھر اس ملعون نے اپنے ایک راز دار احمد ابن عبداللہ عاملِ خراجِ قم کو پانچ آدمیوں کے ساتھ عیادت کیلئے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم پانچ آدمی ہمہ وقت ان کی تیمارداری میں مصروف رہنا ان پانچ آدمیوں میں نحریر رومی ملعون بھی تھا۔

اس کے بعد اس ملعون نے اپنے طبیبِ شاہی کو اعلاج کیلئے بھیجا تا کہ لوگوں کو اس کی خباثت کا علم نہ ہو سکے، اس شاہی طبیب نے جب آ کر دیکھا تو پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے دشمنوں کو کیا تکلیف ہے؟

اس کے جواب میں امام علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دستِ مبارک کی ہتھیلی اس کے سامنے کر دی اور فرمایا اس کا خود مشاہدہ کر لو

جب طبیب نے دیکھا تو اسے ہتھیلی پہ نیلے رنگ کے دھبے واضح نظر آ رہے تھے اور وہ یہ دیکھ کر چونک گیا امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر سمجھ سکو تو بس یہی مرض ہے۔

اس طبیبِ شاہی نے عرض کی آقا میں آپ کی مرض کو سمجھ گیا ہوں آپ ایسا کریں مصطکی رومی کو جوشاندہ بنا لیں وہی استعمال فرمائیں۔

اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بے شک درست اعلاج تجویز کیا ہے کیونکہ زہرِ ہلاہل کا یہی اعلاج ہوتا ہے فرمایا اہلِ خانہ کی خوشنودی کیلئے ہم یہ اعلاج ضرور کریں گے مگر اب اس کا وقت گزر چکا ہے۔

www.jamanshah.com

روز جمعہ

8 ربیع الاول 260 ہجری بمطابق یکم جنوری 874 عیسوی جمعہ کے روز کی صبح کاذب ہوئی ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی روایت کرتے ہیں کہ اس رات میں جب نماز تہجد سے فارغ ہوا تو سوچا اپنے امام زمانہ ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کرلوں میں اسی غرض سے ان کے قصر امامت کی طرف چل پڑا جب میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام علیہ الصلوات والسلام مسند پہ آرام فرما ہیں ان کی آنکھیں بند ہیں۔

میں خاموشی سے قریب بیٹھ گیا کچھ دیر بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور اپنے غلام جناب عقید کو قریب بلایا اور فرمایا کہ درِ اطہر پہ عرض کر کے مصطگی رومی کا جوشاندہ طلب کرو ہمیں پیاس لگی ہے۔

اہلِ حرم نے فوراً جوشاندہ تیار کر دیا کچھ دیر بعد جناب عقید اس جوشاندہ کا جام لے آئے انہوں نے امام علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر بٹھایا اور وہ جام ان کے ہاتھ میں دیا جب انہوں نے جام ہاتھ میں لیا تو ہاتھ کانپنے لگے اور ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ آپ جام نوش بھی نہ فرما سکے۔ اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے جام ویسے کا ویسا ہی واپس کر دیا اس کے بعد فرمایا عقید تم اس نشست گاہ کے قریبی کمرہ میں جاؤ وہاں ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف مصروفِ نماز ہوں گے انہیں اطلاع دو کہ آپ کو بابا جان بلا رہے ہیں۔

جناب عقید سے روایت ہے کہ جب میں اس کمرہ میں گیا تو میں نے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو مصروفِ نماز پایا اور اس وقت سجادہِ نماز پہ وہ سجدہ میں سر بہ خم تھے انہوں نے اپنی انکشتِ شہادت بلند فرمائی ہوئی تھی مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا تلاوت فرما رہے تھے انہوں نے سجدہ کو مختصر فرمایا جب سجدے سے سر اطہر اٹھایا تو میں نے عرض کی کہ آپ کو بابا جان یاد فرما رہے ہیں یہ سن کر وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام

کے پاس تشریف لائے ہم نے ان کی زیارت کی

و اذا ھو دری اللون و فی شعر راسہ قطط مفلج الاسنان

ہم نے دیکھا ان کا رنگ اطہر سفید موتی کی طرح تھا ان کی زلفیں پیچدار اور گھونگھریالی تھیں دندانِ آبدار کے مابین تھوڑا سا فاصلہ تھا انہیں دیکھ کر جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

یا سیدا اھل بیتہ اسقینی الماء فانی ذاھب الیٰ ربی

فرمایا اے اہل بیت اطہار صلوات اللہ علیھم اجمعین کے سید و سردار ہمیں اپنے ہاتھوں سے پانی پلا دیں کیونکہ اب ہم اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف جانے والے ہیں۔

شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے ہاتھوں سے جام اٹھایا پھر اس پر کچھ تلاوت فرمایا اور پھر بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے پاک ہونٹوں سے لگا دیا آپ نے چند گھونٹ نوش فرمائے پھر جام واپس میز پہ رکھ دیا گیا۔

اس کے بعد شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے حاضرین سے فرمایا جو لوگ یہاں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس بیٹھے ہیں وہ باہر چلے جائیں کیونکہ ہمارے پردہ دار صلوات اللہ علیھن یہاں تشریف لانا چاہتے ہیں۔

جب سارے لوگ چلے گئے تو ملکۂ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنے کمسن لعل کا ہاتھ تھاما اور پاک سرتاج کے پاس لے آئیں امام علیہ الصلوات والسلام نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا سیدی و مولائی اب ہم ساری آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیھم اجمعین کو آپ کے سپرد کرتے ہیں آج ہماری اپنے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیھم اجمعین کی طرف تیاری ہے اب ساری آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیھم اجمعین کی نگاہیں آپ پر ہیں سارے مظلومین کو آپ ہی کا سہارا ہے انہیں زیادہ انتظار نہ کروانا۔

اس کے بعد فرمایا کاش آج والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہمارے سرہانے موجود ہوتیں ان

www.jamanshah.com

کی آغوش میں سفرِ آخرت کرنا کتنا پرسکون ہوتا مگر ہماری یہ قسمت کہاں وہ ہمارے بعد پہنچیں گی اور ہمارا آخری دیدار بھی شاید ہی کرسکیں۔

یہاں یہ حال تھا اُدھر دورانِ سفر معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا جناب ابوالعلی سے فرمارہی تھیں بیٹا سفر ذرا تیزی سے کرو ہمارا دل بہت بے چین ہے خدا کرے ہمارے لختِ جگر خیر سے ہوں ادھر دونوں طرف سے ایک درد بھری بے چینی تھی۔

اُدھر کمسن شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف نے آبِ مصطگی کا جام اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اٹھا کر کچھ تلاوت فرمایا پھر آ کر بابا جان علیہ الصلوات والسلام کے ہونٹوں سے لگایا انہوں نے چند گھونٹ نوش فرمائے اس کے بعد لعل سے دریافت فرمایا بیٹا ابھی نمازِ صبح سے کتنا وقت باقی ہے؟

انہوں نے عرض کی عین اول وقتِ نماز ہے اس پر فرمایا آپ میری تجدیدِ وضو کروادیں تاکہ ہم نماز ادا فرماسکیں آپ میری نماز کی تیاری کروائیں۔

کمسن شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر تکیہ کے سہارے بٹھادیا اس کے بعد مندیل (تولیے نُما رومال) اُٹھایا اور ان کے زانوؤں پہ بچھادیا پھر طشت (سلفچی) اور آفتابہ لے کر قریب آئے اور بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو وضو کروانا شروع کیا چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رخِ انور پہ پانی ڈالا پھر بازوؤں کو کہنیوں تک تر فرمایا اس کے بعد بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے سرِ اطہر کا مسح کیا پھر قدموں کا مسح کیا اس کے بعد آغوش سے تولیہ اُٹھایا اور انہیں قبلہ رو بٹھادیا، اس روایت کے راوی ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی ہیں۔(R_75)

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اشاروں سے نمازِ صبح ادا فرمائی اس کے بعد اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو قریب بلایا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے رخساروں کو لے کر فرمایا

www.jamanshah.com

اب کشتی ارض وسما کے واحد نا خدا آپ ہیں۔

اب صاحب الزمان عجل الله فرجه الشريف آپ ہیں۔

اب ہمارے ولی ووصی آپ ہیں۔

اب دستارِ سرورِ کونین صلى الله عليه و آله وسلم کے مالک بھی آپ ہیں۔

اب بقیہ آلِ محمدؐ عليه الصلوات والسلام بھی آپ ہی ہیں۔

اس کے بعد جملہ مستورات صلوات الله عليهن کو قریب بلایا اور وصیتیں فرمائیں اور آنے والے واقعات بیان فرمائے اس کے بعد ایک وصیت نامہ سرہانے سے برآمد فرمایا وہ اپنی پھوپھی پاک صلوات الله عليها کو دے کر فرمایا اس میں ہم نے اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کا وارث اپنی والدہ پاک صلوات الله عليها کو قرار دیا ہے باقی سب کچھ وہ خود سنبھال لیں گی۔

اس کے بعد اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کے سامنے مواریثِ انبیا عليهم السلام اور جملہ تبرکاتِ انبیا واوصیا صلوات الله عليهم اجمعين برآمد فرمائے وصیت نامہ کے ساتھ یہ سب چیزیں لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کو دے کر فرمایا یہ اپنی جدہ طاہرہ صلوات الله عليها کے پیش کریں جب تک وہ چاہیں گی یہ سب کچھ ان کے پاس رہے گا آج اگر وہ ہمارے سرہانے موجود ہوتیں تو ان سے آخری پیار تو کروا لیتے مگر مشیتِ الٰہی کو منظور نہیں

رِضاً بِقَضَائِهٖ وَ تَسلِيماً لِاَمرِهٖ

خالق کو شاید یہ منظور تھا کہ وہ اپنے جوان بیٹے کا آخری وقت نہ دیکھیں کیونکہ ایک ماں کیلئے یہ صدمہ نا قابلِ برداشت ہوتا ہے ان کا دل پہلے بھی ایک جوان بیٹے کا گھاؤ کھا چکا ہے اب شاید وہ کمسن کی یتیمی اور اپنی بہو کی بیوگی کا صدمہ برداشت نہ کر پاتیں - اچھا انہیں میری طرف سے قدم بوسی کے بعد عرض کرنا کہ آپ کا مظلوم بیٹا آپ کو بہت بہت سلام عرض کرتا تھا ہماری طرف سے انہیں بہت بہت دعائیں پیش کرنا اچھا خدا حافظ۔

www.jamanshah.com

یہ ساری وصیتیں فرماتے رہے اور اس دوران اپنے کمسن لعل کا ہاتھ پکڑے اپنے جگر سے لگائے رہے۔اس کے بعد فرمایا بیٹا اب تکیہ ہماری پشت سے ہٹالیں تکیہ ہٹایا گیا تو بستر پہ دراز ہوگئے اور آنکھیں بند کرلیں اس کے بعد فرمایا صلی اللہ علیٰ اھل البیت ربنا انہ حمید مجید۔ یہی ان کا آخری کلام تھا اس کے بعد کوئی کلام خیر فرمایا اور اسی خاموشی نے ہمیشہ کی خاموشی اختیار کرلی اور آپ نے اپنی جداطہر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو لبیک فرمائی، اُدھر آٹھ ربیع الاول کا سورج طلوع ہوا اِدھر مطلع ولایت کا گیارہواں آفتابِ عالم تاب غروب ہوگیا۔انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ خبر پھیلتے ہی پورے سامرہ شہر کی گلیاں گریہ وبکا سے گونج اٹھیں سارے شہر میں کہرام مچ گیا گویا سامن کا شہر عزا خانہ بن گیا۔

واقعہ شہادت کے تفصیلات کیلئے آپ اردو میں لکھی گئی کتاب العسکری از سید اولاد حیدر بلگرامی سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔

واقعہ ابوالادیان

ابوالادیان نامی شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کے ایک غلام تھے اور آپ کے توقیعات کو مومنین تک پہنچایا کرتے تھے ان سے یہ روایت ہے کہ 23 صفر 260 ہجری کے دن مجھے میرے مالک جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا جب میں ان کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا ان کے سامنے بہت سے خطوط پھیلے ہوئے ہیں جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ ہمارے پاس اہلِ مدائن کے بہت سے خطوط جواب طلب پڑے تھے ان کا جواب دینا تھا سو ہم نے ان کے جوابات لکھ دئے ہیں اب تم ان خطوط کے جوابات لے کر مدائن جاؤ اور وہاں سے مومنین کے جوابی خطوط بھی لانا ہیں۔

اس کے بعد فرمایا جب تم پندرہ دن بعد واپس آؤ گے تو تمہیں سامرہ کی گلیوں میں کہرام بپا نظر آئے گا اور جب تم ہمارے گھر میں آؤ گے تو ہمیں غسل وکفن دیا جا چکا ہوگا اور

www.jamanshah.com

جنازے کی تیاری ہورہی ہوگی یہ یادرکھنا ان خطوط کے جوابات کسی کو نہ دینا مگر جو ہماری نماز جنازہ ادا فرمائیں اسی ذات کو ان خطوط کے جوابات پیش کرنا۔

ابوالادیان بیان کرتے ہیں کہ جب میں آٹھ ربیع الاول کو سامرہ میں داخل ہوا تو دیکھا پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر گھر سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں میں بھی روتا ہوا درِ اطہر پہ پہنچا میں نے دیکھا سردیوں کے موسم کی وجہ سے مہمان خانہ کے صحن میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی ابھی غسل مکمل نہیں ہوا تھا اور اس صفِ عزا پہ ڈیڑھ سو کے قریب بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے اور ان کے درمیان جناب جعفر تواب بیٹھے ہوئے تھے جوق در جوق مومنین آتے اور پہلے انہیں برادر بہ جان برابر کی تعزیت پیش کرتے اور اس کے بعد انہیں منصبِ امامت کی مبارک دیتے اور اس صفِ ماتم پہ بیٹھ جاتے۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ جناب جعفر تواب کی ظاہری شہرت تو اچھی نہیں تھی انہیں منصبِ امامت کیسے مل گیا ہے؟

بہر حال میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ دوسرے مومنین کر رہے تھے یعنی پہلے تعزیت کی پھر انہیں منصبِ امامت کی مبارک دی اور نمازِ جنازہ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

اندرونِ خانہ جناب عقید اور جناب عثمان بن سعید العمری غسل دینے میں مصروف تھے، حقیقت یہ ہے کہ امام کو غسل امام کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اس لئے خود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو غسل دے رہے تھے اور یہ دو اصحاب غسل دینے میں ان کی مدد کر رہے تھے یا ظاہری طور پر سامنے یہ تھے اور حقیقی طور پر کمسن امام عجل اللہ فرجہ الشریف غسل دے رہے تھے۔

ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک جناب عقید سلام اللہ علیہ نے آکر اطلاع دی کہ اب جنازہ پاک تیار ہے اجازت ہو تو جنازہ باہر لایا جائے۔

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ فرعونِ بغداد ملعون نے اپنے بھائی عیسیٰ بن متوکل ملعون کو بھی

www.jamanshah.com

بھیجا تھا کہ تم کوشش کرنا کہ جنازہ تم پڑھوانا اس غرض سے وہ بھی آیا ہوا تھا۔

جناب عقید سلام اللہ علیہ نے اطلاع دی جنازہ پاک تیار ہے تو سارے لوگ کھڑے ہو گئے اور جناب جعفر تواب اور ان کے دوسرے بھائی جناب حسینؑ بن امام علی نقی علیہما الصلوات السلام ان کے ساتھ روانہ ہوئے تا کہ حرم سرا سے جنازہ پاک برآمد کیا جائے۔

دونوں بھائی گھر اطہر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر بعد اس طرح برآمد ہوئے کہ جنازہ پاک کی اگلی طرف سے دونوں بھائیوں نے اٹھا رکھا تھا اور پائنتی کی طرف سے دونوں غلام اٹھائے ہوئے تھے یعنی جناب عقید سلام اللہ علیہ اور جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ نے کاندھا دیا ہوا تھا۔(R_76)

روایت عبید اللہ خاقان میں ہے کہ جب جنازہ پاک صحن میں پہنچا تو ابو عیسیٰ بن متوکل ملعون نے کہا آپ یہ جنازہ ایک منٹ کیلئے زمین پر رکھ دیں، جنازہ زمین پر رکھا گیا تو اس نے آ کر بندِ کفن کھولے اور رخِ انور سے کفن اٹھا کر لوگوں کو بلایا کہ سارے لوگ دیکھ لیں کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے کل یہ نہ کہنا کہ انہیں شہید کیا گیا ہے اور اس طرح زہر کا ذکر تک نہ کیا بلکہ یہ عمل چور کی داڑھی میں تنکے کی مثال تھا۔(R_77)

اس کے بعد جنازہ پاک کو صحن میں رکھا گیا اس وقت عیسیٰ بن متوکل ملعون کا یہ خیال تھا کہ اسے رسمی طور پر جنازہ پڑھوانے کی دعوت دی جائے گی تو وہ فوراً تیار ہو جائے گا اسے یہ گمان تھا کہ اسے دعوت بھی ضرور دی جائے گی کیونکہ وہ خلیفۂ وقت کا بھائی ہے مگر اس کی امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب جناب جعفر تواب خود صفوں سے آگے بڑھ گئے اور ایسا اظہار کر دیا کہ جنازہ وہ خود پڑھائیں گے۔

ادھر گھر اطہر میں یہ عالم تھا کہ آج زندگی میں پہلی مرتبہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو مجمع عام میں بھیجنے کیلئے تیار کر رہی تھیں۔

اس وقت ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ظاہری عمر تقریباً ساڑھے چار سال تھی

www.jamanshah.com

انہوں نے کمسن لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کو اپنے ہاتھوں سے بابا کی دستارِ یتیمی خود موزوں کی اور در تک رخصت کرنے خود تشریف لائیں، ان کے جذبات کو وہی ماں سمجھ سکتی ہے کہ جس کا ایک ہی لختِ جگر ہو اور ساری دنیا اس کی دشمن ہو اور اسے دشمنوں کے ہجومِ عام میں اپنا لعل بھیجنا پڑے، جتنی دیر معصوم شہزادہ پاک گھر سے باہر رہے پاک ماں صلوات الله عليها دروازہ پر منتظر رہیں اور مصروفِ دعا رہیں۔

باہر جب جنازہ کیلئے صفیں تیار ہو گئیں تو جناب جعفر تواب ؑ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تکبیرۃ الاحرام کیلئے ہاتھ اٹھائے عین اس وقت گھر اطہر سے کمسن امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف ظاہر ہوئے اور آ کر چچا جان کی عبا کے دامن کو کھینچا اور فرمایا

تاخر یا عم فان احق بالصلواۃ علیٰ ابی

یہاں کچھ روایات کی تنقیح کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ عبید اللہ بن خاکان والی روایت جسے صاحب غیبت طوسی نے بھی نقل کیا ہے صاحب منتھی الآمال صاحب ،نجم الثاقب وغیرہ سب نے نقل کیا ہے

اس میں ایک بات ہمارے مسلمات مذہب کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ اس وقت نماز جنازہ ابوعیسیٰ بن متوکل عباسی نے پڑھائی۔

لیکن ہمارے مذہبی مسلمات میں سے ہے کہ معصوم کا جنازہ معصوم ہی پڑھا سکتا ہے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ طوسی نے اپنا تبصرہ کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے تشریف لے جانے کے بعد اس نے نماز پڑھائی ہو جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات و السلام کی نمازِ جنازہ سندی بن ساہک ملعون نے اور امام رضا علیہ الصلوات و السلام کی نمازِ جنازہ مامون عباسی ملعون نے پڑھائی تھی اسی طرح دوسری نماز پڑھائی گئی ہو۔ طوسی ص 131

میں سمجھتا ہوں کہ جب ساری مخلوق کے سامنے شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف نے نماز

www.jamanshah.com

پڑھا دی تھی اور ان لوگوں نے بڑی سعادت مندی سے نماز پڑھ لی تھی تو اس کے بعد ان کے لئے دوسری نماز پڑھانے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا امام رضا علیہ الصلوات و السلام کی شہادت کے وقت امام محمد تقی علیہ الصلوات و السلام تو مدینہ میں تھے اور ظاہراً وہاں موجود تھے ہی نہیں اور انھوں نے مجمع عام میں نماز پڑھائی ہی نہیں تھی بلکہ اس میں تو صرف خواص موجود تھے اسی لئے مامون عباسی کو موقعہ ملا تھا اسی طرح امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات و السلام کی نماز بھی امام علی رضا علیہ الصلوات و السلام نے پوشیدہ طور پر پڑھائی تھی نہ کہ مجمع عام میں اسی لیے سندی بن شاہک کو موقع مل گیا تھا مگر یہاں تو اور کیفیت تھی کیونکہ یہاں تو لوگوں کے سامنے نماز پڑھائی ہی اس لیے جا رہی تھی کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں اور اس میں آپ نے اپنا تصرف امام فرمایا اور سب کو دکھا کر نماز پڑھائی اور اپنے ایک ہی فقرے میں کئی اشتباہات وشکوک رفع فرما دیئے اور پورا پورا اتمام حجت کر دیا جیسا کہ فرمایا

تاخر یا عم فان احق بالصلواۃ علیٰ ابی

یہ وہ جملہ ہے کہ جس نے بعد میں ہونے والے جملہ اعتراضات کو قبل از وقت ختم کر دیا یعنی لفظ ''تاخر ''میں جنازہ پڑھنے کی منع ہے''یا عم ''میں اس رشتے کا اظہار ہے جو ان کا جناب جعفر سے بنتا تھا کیونکہ انہوں نے یہ تاثر دیا ہوا تھا کہ ان کا کوئی بھتیجا ہے ہی نہیں، اور'' فان احق ''میں اپنا استحقاق جتلایا کہ ان کے سب سے زیادہ قریبی ہم ہیں اور کسی دوسرے بھائی کی اولاد نہیں انہی کے لخت جگر ہیں یعنی ان کے حقیقی وارث ہم ہیں، اور'' بالصلواۃ ''میں یہ واضح فرمایا کہ منصبِ امامت مرہونِ عمر نہیں۔

عمومی پیش نماز کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ایک بالغ شخص ہو ورنہ نماز نہیں ہوتی مگر یہاں یہ بھی اظہار فرما دیا کہ احکامِ شرع کے ہم پابند نہیں ہیں بلکہ احکامِ شرع ہمارے

www.jamanshah.com

پابند ہیں اور لفظ ''ابی ،، میں وہ رشتہ جتلایا کہ جوان کا اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے بنتا تھا اور ظاہر فرمادیا کہ انہیں کبھی بھی لاولد ثابت نہ کیا جائے بلکہ ہم ان کے فرزند موجود ہیں۔

اس طرح کمسن امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے نمازِ جنازہ خود پڑھوائی بعض روایات میں ہے کہ جنازہ پڑھوانے کے فوراً بعد واپس گھر تشریف لے گئے مگر جو روایات زیادہ قرینِ عقل ہیں ان میں یہ ہے کہ پھر تدفین کے جملہ مراحل میں برابر شریک رہے اور پورے مجمعِ اعدا پہ تصرف فرمایا جس سے کسی میں خلافِ منشا کام کرنے کی جرات ہی نہیں ہوئی۔

یہ بھی شیعہ مسلماتِ مذہب میں سے ہے کہ معصوم کو غسل معصوم ہی دے سکتا ہے اور معصوم کا جنازہ بھی معصوم ہی پڑھا سکتا ہے اور لحد میں معصوم کو معصوم ہی اتار سکتا ہے جیسا کہ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تدفین میں جب بنی اسد نے مدد کرنا چاہی تھی تو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ تم باقی لاشوں کی تدفین میں تعاون کر سکتے ہو مگر ان کی تدفین ہمارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہی نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے جسمِ نورانی کو مشہد مقدس میں بھی خود اتارا تھا اور سارے مراسمِ شرعی بنفسِ نفیس خود ادا فرمائے تھے

جب جملہ مراسمِ شرعی سے فراغ ہو گئے تو پھر گھر اطہر میں واپس تشریف لائے، اور واپسی پہ جناب کافور کو بھیج کر ابوالادیان کو بلایا اور ان سے خطوط کے جوابات وصول فرما کر اپنی امامت کے استحقاق کو ثابت فرمادیا۔ جتنا وقت آپ باہر تشریف فرما رہے اس سارے وقت میں پاک والدہ صلوات اللہ علیہا دروازہ پر مصروفِ دعا رہیں کہ میرے خالق میرے لعل علیہ الصلوات والسلام کو دشمنوں سے محفوظ رکھنا ہم نے تو انہیں لاکھوں پردوں میں پالا ہے ہمارا بیٹا کمسن ہے اور پہلی بار دشمنوں میں گیا ہے۔ جب آپ گھر

www.jamanshah.com

میں واپس آئے تو پاک ماں صلوات الله عليها نے بڑھ کر لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کو سینے سے لگایا اور خالق کا شکر ادا کیا کہ ہمارا بیٹا خیر سے گھر واپس آ گیا ہے۔

یہ واقعات اکثر کتب غیبت میں موجود ہیں اور ہر اس کتاب میں موجود ہیں کہ جس میں جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے واقعات منقول ہیں۔(R_78)

روایت حاجز بن یزید وشا

حاجز ابن الیزید جو بعد میں امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے خواص میں شامل ہوئے تھے ان سے روایت ہے کہ جب یہ مراسم ادا ہو رہے تھے تو میں جناب جعفر تواب ؑ کے پہلو میں بیٹھا تھا جب میں نے یہ دیکھا تو ان سے عرض کی آقا یہ کیا ہو رہا ہے یہ معصوم کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہیں کیونکہ میں بھی تمہاری طرح انہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں اور جو دیکھ رہا ہوں شاید حق ہی ہے۔(R_79)

ادھر جناب ابو محمد ؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کا مشہد بنایا جا رہا تھا اُدھر عین اسی وقت شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات الله عليها کا محمل سامرہ کی گلیوں میں داخل ہو رہا تھا جب سامرہ میں رونے کی آوازیں سنی تو فرمایا دعا کرو خالق خیر کی خبر سنائے ہمارا دل ڈوبتا جا رہا ہے کیونکہ مزار پاک گھر اطہر کے اندر بنائی گئی تھی اس لئے جب محمل در اطہر پہ پہنچے تو لوگ تدفین سے فارغ ہو کر باہر نکل رہے تھے۔

معظّمہ کونین صلوات الله عليها نے جناب ابو العلی سے فرمایا بیٹا پتہ تو کرو بات کیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ شہنشاہ معظم جناب ابو محمد ؑ العسکری صلوات الله عليه ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں، جب یہ خبر سنی تو ایک ماں کیلئے اس سے بڑھ کر کونسی قیامت ہو سکتی ہے کہ اس کے جوان بیٹے کی خبر انہیں ملے اور وہ بھی اس وقت کہ جب چند منٹ پہلے انہیں سپرد الٰہی کیا جا چکا تھا وہ محمل سے گر یہ کناں فرمایا کناں لختِ جگر صلوات الله عليه کی تازہ لپی ہوئی مزار پر پہنچیں تو مزار پہ خود کو گرا دیا اور بڑے دردناک بین کئے

www.jamanshah.com

بین

کیوں ہو گئے ہو مجھ سے جدا میرے نوجواں
اتنی بھی جلدی کیا تھی اے ممتا کی جانِ جاں
اکبرؑ سے کم حسیں نہ تمہارا شباب تھا
ممتا کی زندگی کا جواں آفتاب تھا
لوٹا ہے جانے کس نے جوانی کا کارواں
میرا کہاں نصیب سنانا یہ فیصلہ
تھی خوش نصیب مادرِ اکبرؑ کہ جن کا تھا
آنکھوں کے سامنے ہوا قرباں حسیں جواں
افسوس ہے کہ میں نہ گلے سے لگا سکی
دم واپسیں نہ گود میں تجھ کو سلا سکی
ڈھونڈے گی اب کہاں تجھے یہ بیقرار ماں

جب وہاں مرثیہ پڑھا تو سارے اہل حرم جمع ہو گئے لیکن تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ انہوں نے کس طرح ایک ایک کو گلے سے لگا کر کس طرح کے بین کئے۔

اپنی بیوہ بہو صلوات اللہ علیہا کو کس طرح دیکھا ہوگا جبکہ ان کی مانگ میں بیوگی کی خاک سجی ہوئی ہوگی۔ یہ بھی نہیں لکھا ہوا کہ انہوں نے اپنے کمسن یتیم لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو کس طرح پیار کیا اور انہیں کس طرح دلاسہ دیا اور مظلوم والد صلوات اللہ علیہا کا پرسہ دیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب انہوں نے اپنے کمسن لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے سر اطہر پہ بابا پاک کی دستارِ یتیمی دیکھی ہوگی تو روتے ہوئے بیٹے کو سینے سے لگا لیا ہوگا۔(R_80)

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

پس ماندگان کے حالات

جناب ابومحمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ کے پس ماندگان کے بارے میں لکھا ہے کہ خاندان پاک کے سامرہ میں نو افراد تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(1) ایک پاک فرزند یعنی ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف
(2) ایک حرم اطہر صلوات اللہ علیہا
(3) ایک دختر پاک (رہ وہ) صلوات اللہ علیہا
(4) ایک والدہ پاک صلوات اللہ علیہا
(5) ایک دادی پاک صلوات اللہ علیہا
(6) ایک پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا
(7) ایک پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا
(8) ایک بھائی جناب حسینؑ العسکری صلوات اللہ علیہ
(9) دوسرے بھائی جناب جعفر تواب صلوات اللہ علیہ

ان کے علاوہ بہت سے غلام اور کنیزیں بھی تھیں۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بعض کتب میں شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ایک بھائی جناب موسیٰ العسکری کا ذکر بھی ملتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روایت کے متعلق راوی کو اشتباہ ہوا ہے اور وہ جناب موسیٰ بن حسینؑ العسکری علیہما الصلوات و السلام کو بھائی سمجھ بیٹھے ہیں اس پر آگے بات ہوگی۔

تقسیمِ وراثت

نو ربیع الاول کی رات کو دو طرف سے پروگرام بن رہے تھے ایک قصرِ دارالامارہ میں بن رہا تھا اور ایک خانۂ توحید و رسالت میں بن رہا تھا۔

قصرِ دارالامارہ میں یہ پروگرام بن رہا تھا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی وراثت کی تقسیم کے مسئلے کو ہوا دی جائے اور اسے حکومتی سطح تک لایا جائے اس کے دو فائدے ہوں گے۔

نمبر ایک یہ کہ لوگوں میں ہماری دیانت داری کی دھاک بیٹھ جائے گی اور کسی کو یہ گمان تک نہ ہوگا کہ اس شہادت میں دربارِ خلافت بھی ملوث ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے آباء و اجداد جس منتقمؑ آلِ محمدؐ علیہ الصلوات و السلام سے خوف زدہ تھے اور جنہیں ان کی تلاش تھی انہیں حصولِ وراثت کیلئے سامنے آنا پڑے گا اور اس طرح ان کے دشمنوں کو گرفتار کرنا آسان ہو جائے گا۔

اِدھر خانۂ توحید و رسالت میں یہ پروگرام بن رہا تھا کہ دشمنِ خدا و رسولؐ کو اپنے مذموم مقاصد میں کس طرح خیر و خوبی سے ناکام کیا جا سکتا ہے۔

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ جناب جعفرِ تواب سلام اللہ علیہ کا ظاہری مخالفانہ کردار صرف دکھاوا تھا ورنہ وہ مخالف نہ تھے اسے آئندہ اوراق میں ان کے حالات میں ثابت کیا جائے گا۔

آٹھ ربیع الاول کی شام کو جب سارے لوگ چلے گئے تو جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے اپنے محلے داروں کو جمع کیا اور جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے درِ اطہر پہ پہنچ گئے واضح رہے کہ جو اصل پردۂ توحید کے مالک پردہ دار صلوات اللہ علیہن تھے انہیں پہلے ہی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر میں منتقل کر دیا گیا تھا اور اس وقت ان کے گھر اطہر میں صرف دو کنیزوں کے علاوہ کوئی بھی موجود نہ تھا

www.jamanshah.com

اس وقت آپ نے وہاں جا کر سارے گھر کے سامان کو ایک کمرے میں رکھ کر لوگوں کے سامنے مہر لگا دی یعنی گھر سیل کر دیا اور گھر کی ایک ایک چیز کو علیحدہ علیحدہ سیل لگائی اور وہاں اپنے چند غلاموں اور کنیزوں کو پہرے پہ بٹھا کر اپنے گھر واپس آ گئے۔

اسی طرح رات گزر گئی اگلے دن محلے داروں کو جمع کیا کہ ہمارے پاک بھائی لاولد تھے اب ہم ان کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لا رہے ہیں سامان کی منتقلی میں تم ہماری مدد کرو، سارے لوگوں کے ساتھ جب وہاں پہنچے تو غلام اور کنیزیں پریشان کھڑے تھے کہ اب گھر خالی ہو چکا ہے اس میں کچھ بھی باقی نہیں ہے

انہوں نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ در پہ ہماری مہریں تو اسی طرح باقی ہیں پھر جلدی جلدی مہریں توڑیں اور گھر میں داخل ہو گئے اور فوراً جلال کے عالم میں باہر آئے اور غلاموں پر غصے ہونے لگے کہ یہ سب تمہاری شرارت ہے کہ تمہی لوگوں نے خیانت کی ہے اس پر سارے محلے والوں نے کہا کہ جب آپ کی مہریں ویسی کی ویسی موجود ہیں تو انہوں نے کس طرح خیانت کی ہے؟

انہوں نے غلاموں کو مارنا شروع کر دیا کہ یہ تمہاری خیانت ہے اس پر محلے داروں نے بیچ بچاؤ کروایا اور غلاموں سے پوچھا کہ اگر تم نے یہ خیانت نہیں کی تو پھر کون یہ سامان لے گیا ہے؟ جبکہ کل ہمارے سامنے ان پر مہریں لگائی گئی تھیں۔

انہوں نے بتایا کہ رات کو ہم پہرے میں مصروف تھے جب نصف رات گزر گئی تو سامنے والی شاہراہ سے اونٹوں کی ایک قطار آئی جس کے سارے اونٹ سفید رنگ کے تھے ان کے ساتھ چند آدمی بھی تھے جنہوں نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے انہوں نے اپنے اونٹ اسی درِ اطہر پہ بٹھا دئے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کے تمام دروازوں کی مہریں خود بخود کھل گئیں اور وہ اندر داخل ہو گئے اور اس گھر اطہر میں جو سامان موجود تھا اسے اونٹوں پہ بار کرنا شروع کر دیا ہم پر ان کی ہیبت ایسی طاری ہوئی

www.jamanshah.com

کہ ہم ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے بلکہ ہماری گویائی بھی ختم ہوگئی وہ ہمارے سامنے سامان لاد کر روانہ ہوگئے اور مہریں اپنے مقام پر پھر درست ہوگئیں اب بتائیں ہم کیا کر سکتے تھے؟ اگر ہم سامان چراتے تو مہریں کیسے اسی طرح قائم رہ سکتی تھیں؟

اس پر سارے محلے والوں نے ان کی صداقت کی تصدیق کی تو جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا عین اسی وقت معتمد ملعون کے آدمی پہنچ گئے کہ ہم اس گھر کا سامان اٹھانے آئے ہیں تاکہ وراثت کے متعلق درست فیصلہ کیا جا سکے اس پر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے رو رو کر انہیں بتایا کہ میں لٹ گیا ہوں سارے محلے داروں نے میرے لٹنے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اب میں یہ فیصلہ حاکم کے پاس لے جاؤں گا۔(R_81)

یہ گویا دشمن کو اپنے مشن میں فیل کرنے کا ایک انداز تھا کہ اس طرح خود پر بھی آنچ نہ آنے دی اور پردہ پاک اور ان کے گھر بھی محفوظ رہ گئے اور دشمن کو مایوس اور اپنے مذموم ارادوں میں ناکام بھی کر دیا گیا۔

اس کے بعد معتمد باللہ ملعون کے سپاہیوں نے کوئی تعرض نہ کیا اور ناکام لوٹ گئے ان کے جانے کے بعد جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے گھر کو دوبارہ مہر لگا دی اور اپنے غلاموں میں سے کسی کو وہاں نہیں بٹھایا اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے لیکن معتمد باللہ ملعون اس بات پر کیسے یقین کر سکتا تھا اس نے دوسرے دن ایک فوجی جوان کو بھیجا تاکہ وہ تحقیق کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے۔

روایت سیما

علی بن قیس نامی شخص اس طرح روایت کرتا ہے کہ مجھے نواحِ سامرہ شریف کے ایک قاضی نے بتایا کہ دس ربیع الاول کے دن مجھے معتمد باللہ ملعون نے طلب کیا جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس نے اپنی فوج کے ایک افسر کو بلا رکھا تھا جس کا نام سیما تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو سیما سے کہا میں اسے تمہارے ساتھ روانہ کرتا ہوں تم دونوں جا کر

www.jamanshah.com

امام علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر کے دروازے کی مہریں توڑ کر اندر داخل ہو جاؤ اور دیکھو کہ وہاں جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے اپنے بھائی کے کسی بیٹے کو چھپا تو نہیں رکھا؟ ہم دونوں روانہ ہوئے جب در اطہر پہ پہنچے تو کسی نے مداخلت نہ کی میں نے سیما سے کہا کہ تم اب دروازے کی مہر توڑ دو اس نے کندال سے دروازے کے قفل پر ضرب لگائی جس سے نہ تو قفل ٹوٹا اور نہ اس پر لگی مہر ٹوٹی یہ دیکھ اس نے پھر زوردار ضرب لگانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ دروازہ ایک دم کھل گیا اور اندر سے ایک شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف برآمد ہوئے انہوں نے اپنے ہاتھ میں شمشیرِ بے نیام لے رکھی تھی اور جلال کے عالم میں سیما سے فرمایا کہ تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی کہ ہمارے گھر میں مداخلت کرو؟

سیما پہ ایسی دہشت طاری ہوئی کہ اس سے بات ہی نہ بن سکی اور اس نے عرض کی کیا یہ آپ کا گھر ہے؟

فرمایا ہاں اس گھر کے مالک ہم ہیں، اس نے عرض کی آپ ہمیں معاف فرما دیں ہم سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ آپ کے چچا نے کہا ہے کہ آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے ہم سے یہ گستاخی ہوئی ہے، اس کے بعد وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف واپس اندر تشریف لے گئے اور دروازہ پہلے ہی کی طرح بند ہو گیا۔

یہ قاضی اور وہ فوجی افسر سیما واپس دارالامارہ میں گئے اور انہوں نے سارا حال سنایا تو اس کے بعد معتمد باللہ عباسی ملعون کو یقین ہو گیا کہ وہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں موجود ہیں۔(R_82)

اسی دوران جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ وہاں پہنچ گئے اور فرمایا کہ اے خلیفہ صاحب آپ ہمارے بھائی کی وراثت کی تقسیم میں تساہل سے کام لے رہے ہیں اس کا جلدی فیصلہ کرو، اس نے کہا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ امام علیہ الصلوات و السلام کے ایک لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہیں لہٰذا انہیں پیش کرو تا کہ اس کا فیصلہ کیا جائے، انہوں نے فرمایا

www.jamanshah.com

ہمارے بھائی کی نہ ہی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی ان کی کوئی زوجہ ہیں بلکہ جملہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ہم ہی وارث ہیں یہ ہمیں ہی دے دیں۔

اگلے دن ملعون نے یہ مشورہ کیا کہ ان کی جائیداد کو لاوارث قرار دے کر بحقِ سرکار ضبط کر لینا چاہیئے تا کہ یہ حقیقی وارث کو پیش کریں اس مشورے کے بعد اس نے یہ کام کیا کہ گھر اطہر میں اصل وارث پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو تلاش کیا جائے اور مدعیانِ وراثت کو اصل وارث کو پیش کرنے کو بھی کہا جیسا کہ تاریخ کے الفاظ ہیں

بعث السلطان اِلیٰ دارہٖ من فتشها و فتش حجرها و ختم علیٰ ما جمیع ما فیها و طلبوا اثر ولدہ۔(R_83)

اس ملعون نے گھر اطہر میں تفتیش کروائی اور سارے کمروں کو چھان مارا مگر اسے کچھ بھی نہ ملا تو اس نے اس گھر کے سارے سامان پہ سیل لگا دی اور اس گھر کی ایک ایک چیز کو سیل کر دیا، اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ ان کی پاک کنیزوں کا معائنہ کیا جائے اگر کسی کے ام الولد ہونے کا امکان ہو تو اس کو گرفتار کر لیا جائے۔

اس کیلئے ماہر قابلہ (دائیوں) کو بلایا گیا اور انہوں نے ایک ایک پاک کنیز کا معائنہ کیا ان میں سے ایک پاک کنیز پر انہیں شک ہوا کہ ان کی اولاد ہونے والی ہے اسے گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا گیا ملعون بغداد نے ان کے بارے میں اپنے غلام نحریر رومی ملعون کو حکم دیا کہ انہیں شاہی محل میں نظر بند کر دیا جائے اور تم اس کی مسلسل نگرانی کرتے رہو۔(R_84)

اس کے بعد یہ فیصلہ سنانے کا پروگرام بنایا گیا کہ اب سب کچھ بحقِ سرکار ضبط کر لیا جائے ورنہ اصل وارث کو پیش کیا جائے یا شہنشاہ معظم کے حرم پاک صلوات اللہ علیہا کو اصل مدعی بنا کر پیش کیا جائے۔ مگر یہ بات پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کیسے گوارہ کر سکتا تھا چاہے جائداد چلی ہی کیوں نہ جائے لیکن اس وقت خانۂ توحید میں بھی ایک مشورہ ہوا

www.jamanshah.com

اور یہ طے پایا کہ اب قاضی کی عدالت میں کیس کیا جائے اور مکروا مکر اللہ کا نمونہ پیش کیا جائے

اس سے اسی ایک گھر کے دو فریق بن گئے ایک طرف جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پاک والدہ صلوات اللہ علیہا مدعی بنیں اور جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ مدعا الیہ۔

جناب جعفر توابؑ سلام اللہ علیہ نے عدالت میں یہ فرمایا کہ ہمارے پاک بھائی لاولد تھے اور ان کا تعلق حنفی مسلک سے تھا اس لئے ان کی جائیداد کو ہم بقیہ دو بھائیوں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ دوسری طرف والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف سے یہ دعویٰ دائر کیا گیا کہ ہمارے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ نے ہمارے نام ایک وصیت نامہ لکھا تھا جس کی رو سے ان کے وصی ہم ہیں اور ان کی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے وارث ہم ہی ہیں۔

یہ کیس اس دور کے قاضی القضاۃ حسین بن ابی شوراب کی عدالت میں دائر کیا گیا اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ جائیداد ہم میں سے جسے بھی ملے گی سو ملے کم از کم حکومت کے منہ سے تو نکلتی ہے اس طرح عدالت میں وہ وصیت نامہ بھی پیش کر دیا گیا جو آخری وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے لکھ دیا تھا۔

جب عدالت نے کیس سماعت کیا تو وصیت نامہ کو درست قرار دیا اس وقت جناب جعفر تواب نے یہ دلیل پیش کی اگر ہمارے بھائی کی کوئی اولاد ہوتی تو وہ اپنی وصی اپنی والدہ ماجدہ کو کیوں قرار دیتے۔(R_85)

اس سارے کیس کی سماعت کے بعد حکومت نے اپنی طرف سے ایک فیصلہ مسلط کر دیا اور اس میں لکھا کہ وصیت نامہ درست ہے مگر ہم آنجناب کو لاولد قرار دیتے ہوئے فقہ حنفی کے مطابق سارے خاندان کو ان کی جائیداد سے محروم کرتے ہیں اور ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا دعویٰ خارج کرتے ہیں اور جائیداد کو ان کے دو بھائیوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

www.jamanshah.com

حالانکہ فقہ جعفریہ کے تحت بھائی طبقہ اولیٰ میں نہیں آتے اور متوفی کے والدین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں بھائی وارث ہو ہی نہیں سکتے لیکن جملہ شواہد موجود ہونے کے باوجود فقہ حنفیہ کو مسلط کر دیا گیا اور اس طرح وہ حدیث پاک پایۂ صداقت کو پہنچی کہ جس میں فرمایا گیا تھا۔ ''ہم قربان جائیں امام حسین علیہ الصلوات و السلام کے اس لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف پر کہ جس کی موجودگی کے باوجود ان کے والد کو لاولد قرار دے کر ان کی میراث تقسیم کر دی جائے گی۔''

اسی طرح امام حسینؑ علیہ الصلوات و السلام کا بھی ایک فرمان تھا کہ ہماری اولاد میں سے ہمارا ایک بیٹا ایسا مظلوم بھی ہوگا کہ جن کے والدِ ماجد علیہ الصلوات و السلام کو لاولد بنا کر ان کی میراث تقسیم کی جائے گی حالانکہ وہ زندہ ہوں گے اسی طرح ایک فرمان تھا

ان التاسع من ولد الحسین تقسیم میراثه و هو فی الحیاته(R_86)

بہر حال فیصلہ جو بھی ہوا جیت پاک گھرانا طہر کی ہوئی اور حکومت ہار گئی اور انہیں اس فیصلہ پر عمل کرنا پڑا اور گھر کی چیز گھر میں واپس آ گئی۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

پس ماندگان عالی سلام اللہ علیہ

دوستو جیسا کہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے بڑے بھائی تو جناب اسد الدجیل ابو جعفر المحمد صاحب البلد علیہ الصلوات و السلام تھے جن کا وصال پہلے ہی ہو چکا تھا ان کے علاوہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے دو اور بھائی تھے جن میں سے ایک جناب حسین الثانی علیہ الصلوات و السلام تھے۔

دوستو اکثر صاحبان سیرت و تاریخ مقتل نے انکے بارے میں یہی بات کہی ہے جو صاحب بحار الانوار سے لیکر صاحب منتھی الآمال تک سب نے لکھی وہ یہ ہے کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام اور جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام کو سارے آل محمدؐ علیہ الصلوات و السلام میں حسنین شریفین علیہما الصلوات و السلام کہا جاتا تھا کیونکہ ان دونوں بھائیوں میں وہی نسبت نظر آتی تھی کیونکہ نام بھی دونوں کے حسنؑ و حسینؑ علیہما الصلوات و السلام تھے پھر ولدیت میں بھی وہی بات تھی کیونکہ یہ دونوں شہزادے حسین ابن علی حسن ابن علی علیہم الصلوات و السلام کے نام سے پہچانے جاتے تھے یہ بھی تھا کہ انکا اور انکا نور بھی وہی تھا اور عظمت و تقدس و عصمت و شرافت میں تو اپنے ہی گھر کے روشن چراغ تھے حسن و جمال میں بھی یہ اپنی مثال آپ تھے اسی لئے آل محمد علیہ الصلوات و السلام میں اعادہ حسنین شریفینؑ علیہما الصلوات و السلام ہونا درست بھی تھا اور کہنے والے حق بجانب بھی تھے۔

دوستو ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرنا بڑا ضروری ہے وہ یہ کہ جناب ابو الطیب کی جو مشہور روایت ہے اس میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا انداز گفتگو لب و لہجہ اور آواز اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام سے زیادہ اپنے چچا جناب حسین علیہ الصلوات و السلام

سے اس درجہ مشابہ تھی کہ اگر کوئی انکی طرف نگاہ نہ کرے تو معلوم ہو کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کلام نہیں فرما رہے بلکہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام فرما رہے ہیں اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام کا لب لہجہ اور انداز گفتگو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کلی طور پر مشابہ تھا کیونکہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تو کلی طور پر شبیہ سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں (R_87)

شجرۃ الاولیا میں ہے کہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام اپنے وقت کے زہاد و عباد میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے اور اپنے شہنشاہ بھائی اور اپنے پاک بھتیجے کی امامت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ انکے معاون و مددگار بھی رہے تھے۔ (R_88)

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ جناب ظاہری طور پر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا سے قاضی کے عدالت میں جو مقدمہ بازی ہوئی تھی تو اس میں جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف پیش ہوتے رہے تھے اور انکی طرف سے انکے ولی و وکیل بھی رہے تھے۔

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ایام مسافرت میں یہ جناب والدہ پاک سلام اللہ علیہا کی خدمت میں مصروف رہے جبکہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ بظاہر مخالف رہے جسکی حقیقت آئندہ اوراق میں عرض کرونگا ہاں یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ اور جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام میں کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں رہا بلکہ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی طرف سے جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام ہی جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی اولاد کی خبر گیری فرماتے رہے تھے اور انہی کو والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے اپنا مختیار کار قرار دیا ہوا تھا والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے وصال الی اللہ کے بعد انکی وفات ہوئی تو بقول جناب شیخ عباس قمی انھیں بھی امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام کے روضہ اطہر میں مزار کی جگہ ملی تھی زائرین کو وہاں انکی زیارت بھی کرنا چاہیے۔ (R_89)

www.jamanshah.com

جناب جعفر تواب سلام الله عليه

احباب گرامی

یہاں موقعہ ہے کہ میں ایک مشہور عام اشتباہ کا ازالہ کرتا جاؤں تا کہ جن لوگوں کو اس معاملے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ اپنی اصلاح کر سکیں۔ عام کتب میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ جناب جعفر تواب سلام الله عليه ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے دشمن تھے اور انہوں نے دعوئے امامت فرمایا تھا اور امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے وجود سے انکار کیا تھا اور شیعوں کو پریشان کیا تھا۔ دوسرا یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ شراب خور تھے رقاصاؤں میں زندگی گزارتے تھے خود بھی ساز بجاتے تھے اور رقص و سرود کی محفلیں بھی جماتے تھے وغیرہ وغیرہ.....انہی الزامات کو دیکھ کر اکثر محبان اہل بیت ان کے بارے میں زبان بھی کھولتے ہیں، میں اپنی بات کروں جب ہمیں معلوم ہوا کہ جناب جعفر تواب سلام الله عليه نے ہمارے آقا عجل الله فرجه الشريف کی مخالفت کی ہے تو ہماری زبانیں بھی ان کے خلاف کھلی تھیں جب اصل راز سے مالک پاک عجل الله فرجه الشريف نے پردہ ہٹایا تو ہم نے توبہ کر لی۔ دوستو بات یہ ہے کہ آپ تاریخ امام زادگان صلوات الله عليهم اجمعين کا مطالعہ کریں آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کسی بھی امام حق کا زمانہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی نہ کسی امام زادے نے امامت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور خود کو امام وقت کا مخالف نہ بتایا ہو حتیٰ کہ امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام کے چچا جان جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام نے بھی ان کے مقابلے میں امامت کا دعویٰ فرمایا تھا حالانکہ امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا کہ جو آدمی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حسنِ سلوک کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ ہماری باقی اولاد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے حسن سلوک کرے ہاں جو شخص صرف ہمارے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتا ہو تو اسے لازم ہے کہ وہ جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام سے حسن سلوک کرے کیا ایسی اعلیٰ شخصیت بھی دنیا کی پرستار ہو سکتی ہے؟ کیا ان کی بھی

www.jamanshah.com

امام وقت کے ساتھ مس انڈرسٹینڈنگ Miss Understanding ہوسکتی ہے؟

جناب جابر بن عبداللہ انصاری کے نام سے ایک لوح کا ذکر موجود ہے کہ جس میں انہیں جناب سیدۃ النساء العالمین صلوات الله عليها نے سارے آئمہ معصومین صلوات الله عليهم اجمعين کے اسمائے مبارکہ دکھائے تھے بارہ امام جو ہونا ہیں وہ کون کونسے ہیں؟ اوران کے اسمائے مبارکہ کیا کیا ہیں؟

ان کے امہات گرامی صلوات الله عليهن کے اسمائے مبارکہ بھی اس میں مرقوم تھے اور آج تک ہمارے کتب میں وہ موجود ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جناب جابر کو وہ لوح دکھائی گئی تھی اور جو خاندان پاک صلوات الله عليهم اجمعين کے مقدس افراد تھے انہیں وہ لوح نہیں دکھائی گئی تھی؟

بارہ آئمہ ہدیٰ صلوات الله عليهم اجمعين کے اسمائے مبارکہ کے نصوص آج ہزاروں کی تعداد میں ہماری کتابوں میں موجود ہیں تو کیا ان کی اپنی اولادِ پاک صلوات الله عليهم کو ان کے اسمائے مبارکہ اوران کے بارے میں جو نصوص وارد ہوئے تھے وہ معلوم نہ تھے؟

دوستو ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ حقیقی امام عليه الصلوات و السلام کے تحفظ کیلئے کیا جارہا تھا اس سے پہلے کہ میں ان واقعات کو اجمالی طور پر بیان کروں، آپ کو جدید دور کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں تا کہ آپ ہمارے مقصد کو کما حقہ سمجھ سکیں۔

ماضی میں جب اسرائیل نے مصر پر ایک حملہ کیا تھا تو اس وقت مصر کے بمبار طیارے اسرائیل پر حملہ کرنے کیلئے تیار کھڑے تھے مگر رن وے پر کسی متوقع حملے سے حفاظت کے پیش نظر مصری افواج نے یہ انتظام کیا تھا کہ ہر بمبار طیارے کے ساتھ ایک ڈمی (نقلی) طیارہ کھڑا کر دیا تھا کہ تا کہ اگر دشمن ہوائی حملہ کرے تو اس میں سارے طیارے نہ سہی کچھ تو بچ جائیں گے۔ اور ہوا بھی یہی بالکل اسی طرح خاندان پاک نے بھی اپنا حفاظتی انتظام کیا ہوا تھا کہ ایک امام پر جب

www.jamanshah.com

کوئی خطرہ نظر آتا تھا تو کئی کئی امام زادگان علیہم الصلوات و السلام اپنے آپ کو امام بنا کر پیش کر دیتے تھے اور خود شہید ہو جاتے تھے۔

آپ دیکھیں واقعہ کربلا کے بعد جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ نے انتقام کا ایک منصوبہ بنایا جس میں جناب مختیار ثقفیؒ کی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کی گئی اور پھر انہیں کوفے کی حکومت مل گئی مگر اس وقت باقی عرب پر شامیوں کی حکومت تھی حتیٰ کہ مدینہ بھی انہی کے تصرف میں تھا اب اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام نے ہی جناب مختیارؒ صلوات اللہ علیہ کو تیار کیا ہوا ہے یا ان کا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے تو پھر مدینہ میں ان کی ذات پر حملہ ہونے کا سو فیصد احتمال تھا دوسری طرف شیعوں میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ جہاد صرف امام ہی کی سرپرستی میں ہو سکتا ہے اس لئے اگر جہاد کی تحریک چلانا تھی تو اس کے لئے ایک نیا امام بنانا ضروری تھا کہ دشمن کی توجہ اصلی اور حقیقی امام کی طرف سے ہٹائی جائے اور اپنا کام کیا جائے اس کے لئے جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام نے اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور سلسلۂ انتقام جاری ہو گیا مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر کو گھیر لیا گیا اور ان کے گھر کے گرد آگ لگانے کیلئے لکڑیاں بھی جمع کر دی گئیں تو عین وقت پہ مختیار ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے بچا لیا اور وہ جبل رضوی (جو مدینہ سے 30 میل مکے کے راستے پر روحا کے مقام پر ہے) کی طرف ہجرت فرما گئے اور پھر جناب مختیارؒ نے ان کی حفاظت کے پیش نظر یہ دعویٰ کیا میں کسی اور امام کو نہیں مانتا بلکہ میں خود امام ہوں اور میرا کام ہے شہنشاہ کربلا صلوات اللہ علیہ کا انتقام لینا سو میں وہ لے رہا ہوں۔ (R_90)

اس کے بعد یہ اعتراض ہوا کہ امام تو وہ ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں کسی نبی کی نص موجود ہو اس پر انہوں نے جواب دیا کہ دوستو تم انتقام لینے میں میری مدد کرو اور یوں سمجھ لو کہ میں کسی نبی کو بھی نہیں مانتا بلکہ مجھ پر وحی کا نزول ہونا شروع ہو گیا ہے اس لئے

www.jamanshah.com

میں ہی نبی ہوں اور میں ہی امام ہوں تم میرا ہی کلمہ پڑھو اور امام عالی مقام صلوات الله علیه کا انتقام لو۔ آپ اس سارے معاملے پر غور کریں گے تو صاف نظر آئے گا کہ پہلے تو امام زین العابدین صلوات الله علیه کی حفاظت کیلئے جناب محمد حنفیہ صلوات الله علیه نے امامت کا دعویٰ کیا اور جب ان کے ایک جانثار نے انہیں خطرے میں دیکھا تو ان سے لاتعلقی کا اعلان کر کے اپنی امامت اور نبوت کا دعویٰ کر دیا تو کیا واقعی وہ خود کو نبی یا امام سمجھتے تھے یا ان کا یہ دعویٰ امامِ حق علیہ الصلوات والسلام اور ان کے پاک خاندان صلوات اللہ علیهم اجمعین کی حفاظت کیلئے تھا؟

جب تک سلسلۂ انتقام جاری رہا جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے کبھی بھی امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے سامنے دعوئے امامت نہیں فرمایا جب سلسلۂ انتقام ختم ہو گیا تو اب ضروری تھا کہ جن لوگوں نے اس دعوے کو درست سمجھا ہوا تھا اور وہ صدق دل سے جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ کو امام سمجھ رہے تھے ان کی ہدایت کرنا بھی انہی کا فریضہ تھا اس لئے آپ نے اعلان فرمایا کہ ہم اپنے بھتیجے سے اب فیصلہ کن بات کرتے ہیں کہ وہ امام ہیں یا ہم امام ہیں اس پر سارے لوگ جمع ہو جائیں اور یہ فیصلہ یہاں نہیں ہوگا بلکہ حرم کعبہ میں ہوگا۔

اس طرح ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور جب حرم کعبہ میں سارے لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے دعوے کا اعادہ فرمایا تو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا چچا جان آپ اپنی امامت کی گواہی حجر الاسود سے دلوا دو تو آپ امام ہیں اگر حجر الاسود ہماری امامت کی گواہی دے دے تو پھر آپ ہمیں امام مانیں گے؟ انہوں نے عرض کی یہ بات معقول ہے اور پھر انہوں نے جا کر حجر الاسود سے فرمایا کہ تم ہماری امامت کی گواہی دو مگر حجر الاسود خاموش رہا تو اس کے بعد امام عالی مقام صلوات اللہ علیہ نے جا کر

حجر الاسود سے گواہی دلوادی تو سارے لوگوں کے سامنے ان کے قدموں میں جھک گئے اور جن لوگوں کو اپنی طرف کھینچا ہوا تھا انہیں بھی ان کے قدموں میں جھکا کر حق ہدایت بھی ادا فرمادیا(R_91)

اب اس سارے معاملے کو غور سے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ انہوں نے کب امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ بلکہ انہوں نے تو امام حق و امام حقیقی کی حفاظت کیلئے سب کچھ کیا ہے۔

تاریخ میں ایک تحریک کا ذکر ملتا ہے جو ایک شخص نے چلائی تھی جس کا نام تھا ''سپاٹی کس ''اس نے جب انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی تھی تو اس کی تحریک ناکام ہوئی اور وہ اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت گرفتار ہوگیا تھا لیکن اس کی شکل سے انگریز واقف نہ تھے صرف نام سنا ہوا تھا پھر جب وہ سارے قیدی ان کے سامنے لائے گئے انہوں نے پوچھا آپ میں سے سپاٹی کس کون ہے؟

تو اس وقت اس کے سارے ساتھیوں نے کہا ہم سپاٹی کس ہیں مخالفین نے جتنا ظلم کیا مگر کسی نے اصل سپاٹی کس کی نشان دہی نہ کی۔

اب اس مثال سے دیکھیں کہ وہ لوگ جو سپاٹی کس ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے کیا ان کی نیت خراب تھی؟ کیا وہ سپاٹی کس کو ملنے والے کسی انعام کو ہڑپنا چاہتے تھے؟ بلکہ وہ تو اپنی موت کو گلے لگا رہے تھے اسی طرح جملہ امام زادوں کو معلوم تھا کہ امامت کا دعویٰ تلواروں کے نیچے گردن رکھنے کے مترادف ہے مگر پھر بھی وہ امامت کا دعویٰ اس لئے کر رہے تھے کسی طرح اصل امام بچ جائیں چاہے ہماری جانیں لاکھ بار کیوں نہ قربان ہوں۔

یعنی آپ امام زادگان علیہ الصلوات والسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں ایک ایک امام کے دور میں کئی کئی امام زادگان نے دعوئے امامت کیا ہے اور شہادت کی دلہن کو سینے سے لگایا ہے خصوصاً جب منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کا زمانہ قریب سے قریب تر ہوتا ہے تو اس دور میں ایک ایک سال میں دو دو تین تین امام زادگان صلوات اللہ علیہم اجمعین شمع امامت پر

پروانہ وار نثار ہو رہے تھے اور اصل مقصد یہ تھا کہ امام حقیقی کی طرف سے دشمن کی توجہ ہٹائی جائے چاہے اس میں ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے، بالکل اسی طرح جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا معاملہ تھا ایک طرف وہ اپنی امامت کا دعویٰ کر رہے تھے ساتھ ہی اپنے پاک بھائی کی اولاد کی نفی کر رہے تھے اور وہ دربار بغداد کو یہ باور کروا رہے تھے ان کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں تم انہیں تلاش کیوں کرتے ہو؟ ہمارے بھائی لا ولد تھے ساتھ ہی وہ خود کو حنفی المذہب بتا کر قاضی کے پاس میراث کا دعویٰ بھی کر رہے تھے کہ ہمارے بھائی کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے جائداد ہمیں دی جائے۔

لیکن جو مومنین اصل امام سے ناواقف تھے انہیں اصل امام کی طرف بھی بھیجنا ان کے لئے ضروری تھا اس کے لئے انہوں نے اپنے اوپر غیر شرعی افعال کا لباس چڑھایا تا کہ جو مومن دیکھے گا کہ ساز بجا رہے ہیں طوائفوں کے زمرے میں بیٹھے رقص دیکھ رہے ہیں ہاتھ میں جام شراب بھی ہے اور یہ بات چھپ کر نہیں کی جا رہی بلکہ دریائے دجلہ کے کنارے دن دہاڑے کی جا رہی تھی اور وہ بھی اپنے بھائی کی شہادت کے فوراً بعد یہ کام کیا جا رہا تھا کہ جو شخص انھیں حقیقی امام سمجھ کر ان کے پاس آئے تو دیکھ لے وہ امام نہیں بلکہ نعوذ باللہ برائیوں میں الجھے ہوئے ہیں جیسا کہ علی بن سنان موصلی کے واقعہ میں ہے وہ بھی مال امام لے کر انہیں پیش کرنے آئے تھے مگر انہیں دجلہ کے کنارے ناؤ نوش و طاؤس و رباب سے کھیلتے دیکھا۔(R_92)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب جعفر تواب علیہ السلام نے اگر مومنین کے سامنے اپنی غیر شرعی تصویر بنانا ہی تھی تو کسی چھوٹے موٹے غیر شرعی مظاہرے سے بھی یہ تصویر بنائی جا سکتی تھی اس آخری درجے تک جانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہاتھوں میں شراب کا نمائشی جام اور سامنے رقص و سرود کی بزم

www.jamanshah.com

ہمیں اس سوال کے جواب کیلئے اس زمانے کے رائج ادیاں و مذاہب کے احکام اور لوگوں کی نفسیات کو سمجھنا بڑا ضروری ہے۔

دوستو اس دور میں دو طرح کے مذہب رائج تھے ایک طرف خوارج اور انکے ہمنوا وہم مزاج عقائد تھے جن میں نبی اور امام کا کوئی تصور نہ تھا بلکہ وہ اعمال ہی کو سب کچھ بتا رہے تھے انکے خیال میں عقیدہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ عبادت ہی سب کچھ تھی عبادت ہی پر نجات کو موقوف کر دیا گیا تھا دوسری طرف اسماعیلہ اور کرامتہ جیسے عقائد رائج تھے جن میں عمل کی کوئی حیثیت نہ تھی بلکہ وہ اسطرح تبلیغ کرتے تھے کہ صرف امام وقت سے محبت کرو اور اسکے بعد جو برائی کرو تمہاری آخرت محفوظ ہے کیونکہ نجات سے عمل کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں اسکے ساتھ انکا یہ تصور بھی رائج تھا کہ امام کیلئے معصوم ہونا ضروری نہیں بلکہ امام جتنے غیر شرعی اعمال کرے وہی شریعت بن جاتی ہے امام شریعت کا پابند نہیں بلکہ شریعت ہے ہی امام وقت کے عمل وحکم کا نام اسی طرح آج بھی پرنس کریم آغا خان صاحب کو امام ماننے والے یہی کچھ سمجھتے ہیں کہ وہ شریعت کے پابند نہیں بلکہ شریعت انکی پابند ہے اور انھوں نے یہ حکم بھی دے رکھا ہے کہ اس دور میں نماز پر اپنا وقت برباد نہ کرو ہم نے تمہیں نمازیں معاف فرمادی ہیں۔

یہ بات کچھ تو درست بھی ہے کہ جو امام حقیقی و ولی حق ہو اسکا ہر حکم عین شریعت ہوتا کیونکہ وہ مربوط باللہ ہوتا ہے اور مشیت الٰہیہ کا آشیانہ ہوتا ہے اور ماتشاؤن الا ان یشاء اللہ کا مصداق ہوتا ہے اس لئے اسکا ہر فعل عین دین ہوتا ہے مگر اس دور میں دیگر مذاہب نے اس حق کو اپنے باطل کی تائید میں کھڑا کیا ہوا تھا۔

اس دور میں ایک یہ شیعہ مسلک ہی تھا جو عقیدے اور عمل کو ایک برابر کا درجہ دیتا تھا اس مذہب میں یہ تصور موجود تھا کہ سب سے اہم چیز عقیدہ ہے اور نجات عقیدے ہی پر ہے مگر عقیدے کی تصدیق کون کریگا؟ اسکا جواب یہ تھا کہ عقیدے کا سب سے بڑا گواہ عمل ہوتا ہے اس لئے جتنا اہم عقیدہ ہے اتنا ہی اہم عمل وعبادت وتزکیات نفس

www.jamanshah.com

بھی ہیں، اسطرح شیعہ مسلک عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا حامل تھا جس کی وجہ سے دشمن بھی یہ کہتا ہوا نظر آتا تھا کہ ان جیسا کوئی دیندار نیک اور پاکیزہ کوئی شخص نہیں ہے کاش یہ شیعہ نہ ہوتے یہ تھا اس دور کے مذاہب کا مزاج اس میں اگر جناب جعفر تواب علیہ السلام غیر شرعی افعال کا کوئی چھوٹا موٹا مظاہرہ فرماتے تو عام مومنین اسے اگنور کر کے انہی کو امام سمجھے رہتے اور اسطرح انکی ہدایت کیلئے جو عمل جاری کیا تھا وہ ادھورا رہ جاتا اس لئے انھیں دکھاوے کیلئے طائفوں کو دریائے دجلہ کے کنارے بلا کر شام کے وقت سارے رؤسا کو جمع کر کے بزم جمانا اور انکے سامنے دکھاوے کی شراب نوشی کرنا اور آنے والوں کے سامنے اپنی ایک انتہائی غیر شرعی تصویر بنانے کی اشد ضرورت تھی اور اسکے سوا انکا مقصد کبھی بھی پورا نہیں ہوسکتا تھا اس لئے انھوں نے مومنین کے سامنے اپنی غیر شرعی امیج بنادی اور دشمن کے سامنے بھی خود کو ایک بیوقوف اور لالچی انسان بنا کر پیش کر دیا حتیٰ کہ ایک دن معتمد ملعون کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں میں تمہیں ایک لاکھ درہم (بیس ہزار دینار) دوں گا تم شیعوں سے کہو وہ مجھے امام مان لیں اور تم میری امامت پکی کروادو اس وقت عباسی ملعون کو بھی مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ آپ جیسا ناسمجھ میں نے کوئی نہیں دیکھا کہ آپ مجھ سے اپنی امامت پکی کروانے آئے ہیں آپ خود سوچیں کہ شیعہ عوام میرے کہنے پر آپ کو کیسے امام مانیں گے آپ خود کو درست کریں اور اپنے لالچ کو چھوڑیں آپ کو کچھ ملنے والا نہیں ہے۔(R_93)

اسطرح انھوں نے دشمن کے سامنے بھی اپنی ایک لالچی شخص جیسا امیج Image بنا دیا اور اس طرح خود بھی محفوظ رہے اور اپنے شہنشاہ بھتیجے عجل اللہ فرجہ الشریف کی حفاظت میں بھی مصروف رہے ان کی قربانی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جنھوں نے اپنی ذات کو تلواروں کے سامنے بھی رکھا اور اپنوں کے سب وشتم کی بوچھاڑوں میں بھی رہے مگر حفاظت امام کی

www.jamanshah.com

ڈیوٹی بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی اور کسی کو گمراہ بھی نہ ہونے دیا ہاں جو کوئی اخماس اربعہ میں سے کوئی مال لاتا اور بلا سوچے پیش کرنا چاہتا تو فرماتے کہ ہمارے بھائی تم سے کس طرح مال وصول فرماتے تھے؟

اس نے بتادیا کہ وہ تو مہر شدہ مال کی پہلے تفصیل بتاتے تھے پھر مال وصول کرتے تھے اس پر شور مچادیتے کیا تم مجھے عالم الغیب سمجھتے ہو کیونکہ یہ تو غیب کی باتیں ہیں جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تم ہمارے بھائی پر بھی الزام لگا رہے ہو کہ وہ علم غیب رکھتے تھے اب یہ معاملہ ہم دربار میں لے جائیں گے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح وہ انہیں مال لئے بغیر بھگا دیتے تھے اس طرح وہ مومنین کی بھی حفاظت کر رہے تھے۔

جب مومنین نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کیا تو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیع مبارک صادر ہوئی کہ آپ لوگ ان کے بارے میں زبانیں مت کھولیں یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے تم اسے برادران یوسف علیہ السلام کی طرح کا معاملہ سمجھو اور انہیں برا مت کہو انہیں ہم خود سنبھال لیں گے یعنی جناب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جسے دین حق نصیب نہ ہوا ہو اس لئے جناب جعفر تواب علیہ السلام کے نام پاک کا ایک جزو ''تواب'' بن گیا

اما سبیل عمی جعفر وولده فسبیل اخوةیوسف علی نبینا و آله علیه السلام (R_94)

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں ان کی چوبیس اولادیں تھی اور جتنے بھی بیٹے تھے سارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خواص میں شامل تھے انکی نسل میں لاتعداد اولیاو عرفا وصلحا کا سلسلہ جاری رہا ہے پاک ہند میں جتنے بخاری سادات ہیں وہ انہی کی اولاد میں ہیں اور سارے سادات بخاریہ کے جو جناب سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں ان میں ہر شاخ کی دوسری تیسری پشت میں کوئی نہ کوئی

www.jamanshah.com

صاحب کشف وکرامات بزرگ آتا رہا ہے یہ یونہی نہیں بلکہ یہ سب جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی پاک دامنی کے زندہ ثبوت ہیں۔

آپ کتب غیبت اٹھا کے دیکھیں کہ اس حفاظت کے کام میں جناب جعفر تواب علیہ السلام کے گھر کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ جب مومنین نے ان سے سوشل بائیکاٹ کیا تو فاقوں پہ نوبت آ گئی اس وقت امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی کفالت فرمائی اور وہ بھی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے ذریعے یعنی آٹا گندم سے لے کر پاک دختران صلوات اللہ علیہن کی چادریں تک وہاں سے پہنچائی جاتی تھیں جبکہ وہ جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی وصیہ تھیں ان کی سامرے میں نائب تھیں اور وہی جناب حسین العسکری علیہ الصلوات والسلام کے ذریعے انکی کفالت فرما رہی تھیں(R_95)

اس لئے کسی بھی مومن کو آئندہ انکے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ انکا نام ہمیشہ احترام سے لینا چاہیے کیونکہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے وہ حفاظت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کیلئے کیا ہے اس لئے وہ قابل احترام ہیں۔ یہاں ان کے حالات زندگی نہیں لکھ سکتا بس ان کے بارے میں جو اشتباہ عوام میں موجود ہے اسے رفع کرنا ضروری تھا اب آپ اس پہ مزید غور کریں گے تو ساری باتیں کھلتی چلی جائیں گی کہ جتنے بھی امام زادگان علیہم السلام نے خروج فرمایا ہے انھوں نے حفاظت امام وقت علیہ الصلوات والسلام ہی کیلئے فرمایا ہے چاہے وہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام ہیں یا یحیٰی علیہ الصلوات والسلام ہیں ہر امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کیلئے اور ظالمین کی توجہ اصل امام کی طرف سے ہٹانے کیلئے کئی کئی امام زادگان علیہ الصلوات والسلام نے قربانیاں دی ہیں وہ قابل تعظیم ہیں اس پر مہر تصدیق ثبت فرمانے کیلئے امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ کاش کوئی سید زادہ ظالمین کے خلاف خروج کرے اور ہم ان کے اہل وعیال کی کفالت فرمائیں اور پھر جب ان کے فرمان پر کوئی خروج فرماتا ہے اور ان کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو تلواروں کی باڑ

www.jamanshah.com

میں جھونک دیتا ہے تو کیا اس کا یہی صلہ ہے کہ شیعہ ومحبان اہل بیت انہیں اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کا دشمن بنا کر زبانیں کھولنا شروع کر دیں؟

اس لئے میں تمام شیعہ سنی بھائیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ جس شخصیت کے بارے میں کلی طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی آل کی دشمن ہے تو اس پر بلا تحقیق فتویٰ صادر نہ کیا کریں اور نہ ہی ان کے بارے میں زبان کھولیں بلکہ ان کے امور کو اللہ جل جلالہ کے حوالے کر دیں اور اپنے آپ کو ان کے معاملے میں محفوظ کر لیں اور ان کے بارے میں کوئی منفی رائے قائم نہ کریں یہ احتیاط اور عدالت فکری واعتقادی کا تقاضہ ہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

افسانۂ گرفتاری

احباب گرامی

بعض کتب میں لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو نصیبِ دشمناں گرفتار کیا گیا تھا اور انہیں دربارِ معتمد ملعون میں پیش کیا گیا تھا۔ اس واقعہ کو خود میں نے بھی 1971 عیسوی میں پاک منبر حسینؑ پر بیان کیا تھا حالانکہ یہ روایت درست نہ تھی اور میں نے جب اسے بیان کیا تھا تو اس کے وجوہات یہ تھے کہ میں اس دور میں کتبِ غیبت کے مطالعہ کا آغاز کر رہا تھا اور کتبِ مآخذ کی بجائے اردو کتب سے استفادہ کر رہا تھا اور اس وقت میری عربی بھی ناقص تھی اس لئے کتبِ مآخذ سے استفادہ کی صلاحیت بھی نہ تھی مگر جب میں نے ازسرِ نو تحقیق کا کام شروع کیا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس غلطی کی وجہ کیا تھی؟ وہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ میرے بعد کوئی دوسرا شخص اسی پتھر سے ٹھوکر نہ کھائے۔

میں نے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کے موضوع پہ پہلی جو کتاب پڑھی تھی وہ تھی ''دُرِ مقصود'' از قبلہ سید اولاد حیدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ، اس کتاب نے مجھے اس موضوع کی مکمل بنیاد فراہم کر دی تھی اس کیلئے میں ان کا آج بھی ممنون ہوں اس کتاب میں انہیں اس گرفتاری والی روایت میں اشتباہ ہوا تھا یہ اشتباہ صرف انہیں ہی نہیں ہوا بلکہ بعض ایرانی مؤلفین کو بھی ہوا ہے۔

اصل بات کیا ہے؟

اصل بات جو ہے میں اس روایت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں

جب ملعونِ بغداد نے تفتیش کا حکم دیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل الله فرجه الشريف کو تلاش کیا جائے تو اس تفتیش کے دوران گھر اطہر کی پاک کنیز جناب بی بی صیقل سلام الله عليها کو گرفتار کر کے دربار میں لایا گیا۔

جب ظالمین نے ان سے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل الله فرجه الشريف کے بارے میں باز پرس کی تو انہوں نے فرمایا وہ ابھی دنیا میں نہیں آئے وہ ہمارے شکم میں ہیں انہوں نے اب پیدا ہونا ہے اور وہی آلِ محمدؐ صلوات الله عليهم اجمعين کے منتقم ہوں گے اور وہی ظالمین کی حکومتوں کا خاتمہ کریں گے اس پر ملعونِ بغداد نے انہیں قاضی حسین بن ابی شوراب کی نگرانی میں دے دیا کہ جب تک وہ بچہ پیدا نہ ہو انہیں واپس نہ جانے دیا جائے اس طرح پورے چھ ماہ وہ بی بی سلام الله عليها حسین بن ابی شوراب کے مکان میں نظر بند رہیں تا اینکہ صاحبِ زنج کا خروج ہوا اور بنی عباس کو اقتدار کے لالے پڑ گئے اور اس ظلم کا محرک عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر بھی مر گیا تو اس بی بی سلام الله عليها کو رہائی ملی۔(R_96)

اس واقعہ کو بعینہٖ صاحبِ منتھی الآمال نے بھی لکھا ہے صاحبِ بحار و دیگر سینکڑوں کتب میں یہ واقعہ اسی طرح موجود ہے لیکن صاحبِ درِ مقصود نے کنیز پاک صیقل سلام الله عليها کا نام لکھنے کی بجائے معظّمہ دوراں صلوات الله عليها ہی کا نام لکھ دیا ہے یعنی صیقل کی بجائے [ن رج س) صلوات الله عليها لکھ دیا ہے جس سے مجھے اشتباہ ہوا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید مرحوم کو اشتباہ کیوں ہوا؟ اس کا واحد جواب یہ ہے کہ کتب میں معظّمہ دوراں صلوات الله عليها کے اسمائے مبارکہ میں ایک صفاتی نام پاک صقیل سلام الله عليها بھی ہے جو صیقل سے مشابہ ہے اس وجہ سے انہیں اشتباہ ہوا ہے۔

حالانکہ یہ اسماء تو ان کی ذات پاک پر پردہ دینے کیلئے رکھے گئے تھے مگر انہوں نے ان میں امتیاز نہ کیا اور اس واقعہ کو لکھ دیا اور اس پر اپنے تاثرات بھی لکھ دئے اور اس واقعہ

www.jamanshah.com

کو رقت آور انداز میں بیان کر دیا۔

اب ذرا اس واقعہ کی تہہ تک بھی دیکھ لیں تا کہ اس کی حقیقت کو سمجھنے میں آسانی رہے، آٹھ ربیع الاول سے گیارہ شوال 260 ہجری تک کا جو عرصہ ہے یہ بہت ہی تاریکی کا دور ہے جونہی مطلع ولایت کے گیارہویں آفتابِ آفاق تاب نے غروب فرمایا پوری دنیا ایک دم ہدایت سے محروم ہوگئی اور ایک دورِ فَترۃ کی رات نے پوری دنیا کو ڈھانپ لیا یہ ایک زمانۂ حیرت وضلالت تھا اسے عربی میں سبطیہ بھی کہتے ہیں یہ نام اس زمانہ کے ہوتے ہیں کہ جس دور میں دنیا کو معلوم نہ ہو کہ ان کا امام و نبی و حجتِ خدا کون ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ جس دور میں مخلوقِ خدا سے حجتِ خدا غائب ہو اسی کو زمانۂ فترۃ وحیرت کہتے ہیں۔

شہنشاہِ معظم ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے وصال الی اللہ کے بعد بھی ایسا ہی دور آ گیا تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان کے مالکِ زمانہ کون ہیں؟ اور کہاں ہیں اور ہیں بھی یا نہیں؟ دینِ حق کا ہر طالب پریشانی میں اِدھر اُدھر بھاگ رہا تھا مگر کوئی رہنمائی کرنے والا نہ تھا ایک طرف اہلِ حق اپنے مالک کی تلاش میں سرگرداں تھے دوسری طرف فرعونِ بغداد کے جاسوس ان کے تعاقب میں بھاگ رہے تھے اور حالت یہ تھی کہ دشمن دوست کے تعاقب میں شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے دوستوں سے رابطہ بھی خطرہ سے خالی نہ تھا اسی زمانہ کے بارے میں شہنشاہِ معظم مولا امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا۔

کانی بالشیعۃ یجولان جولان النعم فی الغیبت یطلبون المرعی فلا یجدونہ(R_7)

گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے شیعوں کے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت اختیار کر لی ہے اور شیعہ اس طرح اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں جیسے ہراساں بکریاں

اپنے مالک کی تلاش میں دوڑتی ہیں مگر وہ نہیں پا رہے ہیں۔
ان کا فرمان حق ہوا اور وہی زمانہ آ گیا ایک طرف ان مومنین پر نگرانی ہو رہی تھی ادھر وہ بے چین تھے جلد از جلد اپنے مالک کو ڈھونڈ لیں پورا ایران لبنان شام عراق اور عرب سامرہ کی طرف اُمڈا چلا آ رہا تھا تا کہ معلوم کریں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ کون ہیں؟
ادھر حالات رابطہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے یعنی دشمن کی وجہ سے رابطہ ناممکن تھا ادھر پورا عالم تشیع لاوارث بکریوں کی طرح محوِ جولان تھا اس دورِ حیرت وضلالت میں شیعہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے بعض نے تو کفر وارتداد کو گلے لگا لیا تھا اور اسلام ہی کو خیر باد کہہ دیا، ان میں سے بعض نے استعجال کیا اور جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کو ہزاروں ظاہری برائیوں کے باوجود امامِ معصوم مان لیا یہ کہا کہ امامت دو بھائیوں میں ثابت ہے جیسا کہ پاک حسنین علیہ الصلوات و السلام میں تھی مگر آگے امامت چھوٹے بھائی میں جاری ہوئی اسی طرح جناب جعفر تواب علیہ السلام میں امامت کا سلسلہ جاری ہوا ہے جبکہ اس کے بارے میں احادیث موجود تھے کہ اجتماعِ امامت فی الاخوین پاک حسنین علیہ الصلوات و السلام کے بعد ماننا جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ غیبت طوسی میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے۔
بعض لوگوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام شہید ہی نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ غائب ہیں اور وہی خروج فرمائیں گے اس نظریے کو شیخ طائفہ نے رد فرمایا ہے کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام ہی قائم آل محمد علیہ الصلوات و السلام ہیں اس کیلئے دیکھئے۔(R_98)
بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام شہید تو ہوئے ہیں مگر یہی آخری زمانے میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور یہ قائم آلِ محمد علیہ الصلوات و السلام ہیں
انه اسمی القائم لا نه یقوم بعدما یموت

www.jamanshah.com

یعنی قائم کو قائم کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ فوت ہونے کے بعد زندہ ہونا ہے اس کی نفی بھی شیخ طائفہ فرماتے ہیں۔(R_99)

اس معنی میں ہم دیکھیں تو پھر تو ہر امام قائم ہے کیونکہ ہر امام کی رجعت ہونا ہے، اسی طرح کچھ لوگوں نے یہ نظریہ پیدا کیا کہ یہ زمانہ ہی فترت کا ہے اس میں کوئی امام ہے ہی نہیں

۔(R_100)

بعض لوگوں نے یہ نظریہ دیا کہ ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد نعوذ باللہ نہیں تھی بلکہ ان کی روح کئی دیگر نواب کے ہیاکل میں حلول کر گئی اور اب وہ نہیں بولتے بلکہ ان کے جسم میں روحِ امام کلام فرماتی ہے

ان نظریات سے امام صادق علیہ الصلوات و السلام کا وہ فرمان صادق آیا کہ ہمارے آخری بیٹے کے بارے میں کئی لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا نہیں ہوئے، کئی لوگ ان کی وفات کے اور کئی لوگ ان کی شہادت کے قائل ہوں گے کئی جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کو عقیم کہیں گے کئی یہ کہیں گے کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی روح دوسروں کی ہیکل میں بول رہی ہے۔(R_101)

بعض لوگوں نے غیر سادات میں امامت کو ثابت کرنا شروع کر دیا الغرض بیسوں فاسد عقائد نے جنم لے لیا حالانکہ آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اس دور کے بارے میں فرما دیا تھا کہ تم استعجال نہ کرنا اور اپنے سابقہ دین پر قائم و مستحکم رہنا تا اینکہ حق تم پر واضح ہو جائے اور امامِ حق تم سے خود رابطہ فرمائیں گے اور تمہارے لئے اپنا دروازہ کھول دیں گے۔

جب یہ حالات تھے تو اس میں جو لوگ تلاش میں آتے تھے اکثر عباسی گماشتوں کے ہتھے چڑھ جاتے تھے یا پھر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے ظاہر میں پھنس جاتے اور انہیں پریشانی کے سوا کچھ نہ ملتا تھا

اس دور میں دو شخصیات ہیں جنہیں سب سے پہلے شیعوں کیلئے بطور وسیلہ سامنے لایا گیا

www.jamanshah.com

ایک شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے غلام جناب کافور سلام الله عليه اور دوسری پاک کنیز بی بی صیقل سلام الله عليها۔

جن شیعوں پہ شہنشاہِ معظم عجل الله فرجه الشريف مہربان ہوتے ان کی راہنمائی کیلئے جناب کافور سلام الله عليه کو بھیجا جاتا اور وہ انہیں دراطہر تک لاتے اور اندرونِ خانہ پاک کنیز رابطہ بنتیں، جیسا کہ کتبِ غیبت میں شیعانِ قم کے وفد کے ساتھ علی بن سنان موصلی کا واقعہ ہے کہ جب وہ مال لے کر آئے تو جناب جعفر تواب سلام الله عليه نے مال طلب کیا جب انہوں نے نہ دیا تو انہیں دربار بنی عباس میں طلب کروالیا گیا اور بزورِ حکومت خمس کی وصولی کرنا چاہی تو انہوں نے خلیفۂ وقت کو جواب دیا کہ ہم تو اجیر (مزدور) ہیں اس مال کے مالکوں نے کہا ہے کہ جوان کی شرائط پوری کردے یہ مال اس کو دینا ہے اب اگر کوئی وہ شرائط پوری کرے گا اور اس مال کی تفصیل سے خود ہمیں آگاہ کرے گا تو مال اس کو دے دیں گے اگر مطلوبہ شرائط پورے نہیں ہوں گے تو مال مالکوں کو واپس کردیں گے۔(R_102)

اس جواب پر انہیں دربار سے رخصت مل گئی جب وہ جانے لگے تو خلیفہ سے کہا ہم نو وارد ہیں ہمارے ساتھ کسی کو بھیج دیں جو ہمیں شہر سے باہر تک چھوڑ آئے اب ہم واپس قم جانا چاہتے ہیں اس پر خلیفہ نے ایک غلام کو ان کے ساتھ روانہ کردیا جب یہ شہر سے باہر آئے اور عباسی غلام کو واپس بھیج دیا تو اس وقت انہیں پسِ پشت سے نام لے کر پکارا گیا انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ دور ایک حبشی سیاہ فام غلام کھڑے ہیں اور انہیں بلا رہے ہیں یہ واپس آئے اور آتے ہی پیاسے لوگوں کی طرح سوال کیا کہ کیا تم ہمارے امامِ زمانہ ہو؟

انہوں نے فرمایا میں تو تمہارے مولا کا ایک غلام ہوں انہوں نے تمہیں یاد فرمایا ہے جناب کافور سلام الله عليه انہیں دراطہر پر لائے اور دراطہر پہ پاک کنیز بی بی صیقل سلام الله عليها

www.jamanshah.com

نے مال کی تفصیل بیان کر کے ان سے مال وصول کیا اور آئندہ کے احکامات بھی صادر فرمائے کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا۔(R_103)

اسی طرح کا واقعہ احمد بن ابی روح یعنی حاجز بن الوشا کا بھی ہے کہ جو پہلے جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے پاس گئے اس کے بعد ناامید لوٹے تو جناب کافور انہیں دراطہر پر لائے اور اس طرح رابطہ ہوا۔(R_104)

دوسری طرف عباسی جاسوس اور گماشتے دیکھ رہے تھے کہ مومنین باہر سے جب سامرہ آتے ہیں تو بہت پریشان آتے ہیں جب سامرہ سے جاتے ہیں تو بہت خوش خوش جاتے ہیں لازماً ان کا رابطہ اپنے مولا سے ہو رہا ہے انہوں نے جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایک سیاہ فام غلام انہیں درِاطہر پہ لاتا ہے اور اندر ایک مستور ہے جس کیلئے یہ غلام کام کرتا ہے اور وہی مستور ہی شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک مال پہنچاتی ہیں لہٰذا اس مستور ہی سے سب کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے یہ سوچ کر ظالمین نے گھر اطہر پہ دوبارہ چھاپا مارا اور اس پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا کو گرفتار کر کے انہیں دربار میں لے آئے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس کیلئے کام کرتی ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کسی کیلئے نہیں کرتی بلکہ ہم ہی جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے حرم ہیں اور جس شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے ظالمین کی گردنیں توڑنا ہیں اور ساری دنیا کی حکومتوں کا خاتمہ کرنا ہے وہ ہمارے بطن میں ہیں ہم انہی کیلئے یہ مال وصول کرتی ہیں آپ کو کوئی اعتراض؟

جب فرعونِ بغداد نے یہ بات سنی تو انہیں قاضی القضاۃ حسین ابن ابی شوراب کی نگرانی میں دے دیا اور اس نے چھ ماہ تک انہیں محبوس رکھا اور ان کے اس بیان دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ جتنا عرصہ ہم زندان میں رہیں گی کم از کم اس عرصہ میں تو ہمارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے دشمن غافل رہے گا اور ہمارے مالک اور

www.jamanshah.com

ان کے پردہ دار صلوات الله علیهن دشمن سے محفوظ رہیں گے۔

یہ پہلی کنیز پاک نہیں تھیں کہ جنہوں نے مالک پاک کیلئے خود کو پیش کیا ہو بلکہ ان سے پہلے بھی ایک کنیز پاک نحریر رومی ملعون کی قید میں زندان میں تھیں یہ دوسری پاک کنیز ہیں اور اصل حالات یہی تھے کہ جنہیں سرسری طور پر دیکھنے سے صاحبانِ کتبِ غیبت کو اشتباہ ہوا ہے ورنہ اصل ملکۂ دوراں صلوات الله علیها تو اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کے ساتھ حفاظتِ الٰہی میں تھیں۔

اب آپ جب بھی کسی مآخذ کی کتاب میں یہ واقعہ دیکھیں گے تو کہیں بھی ان کا نام پاک نہ ملے گا بلکہ گرفتاری کے واقعہ میں اسی پاک کنیز بی بی صیقل سلام الله علیها کا نام ہی لکھا ہوا ملے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کائنات صلوات الله علیها تو اللہ جل جلالہ کی حفاظت میں تھیں کیونکہ ناظم کائنات خود ان کے لخت جگر تھے اور ان کے بارے میں آج ہم تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب چاہتے ہیں کسی پہ ظاہر ہوتے ہیں جب نہ چاہیں تو سامنے موجود رہ کر بھی کسی کو نظر نہیں آتے اور نہ ہی کوئی اپنی کوشش سے دیکھ سکتا ہے جب انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تو ان کے پردہ داران کو کون دیکھ سکتا ہے یا گرفتار کر سکتا ہے؟

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی والدہ ماجدہ تنہا نہیں تھیں بلکہ ان کے ساتھ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی کمسن ہمشیر صلوات الله علیها بھی تھیں مگر واقعہ اسیری لکھنے والوں نے ان کا کہیں ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہے کہ آپ جناب اپنے لخت جگر عجل الله فرجه الشریف کے ساتھ تھیں اور سارا گھر پاک اللہ کے جبروتی نظام کے ماتحت محفوظ تھا ہاں یہ بات ہے کہ اس دور میں آپ جناب نے سامرہ میں چھ ماہ تک قیام رکھا اور اپنے گھر بھی قیام رہا اور باہر مومنین کے گھروں میں بھی، اور نا معلوم کتنے گھروں کو شرف بخشا گیا مگر وہ چھ ماہ سامرہ شہر اور اس کے نواح میں رہے گویا سامرہ ہی میں قیام پزیر رہے چھ ماہ بعد پھر سفر ہوا۔

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

زمانۂ فترۃ

احباب گرامی

ابتدائی چھ مہینے یعنی ربیع الاول سے گیارہ شوال تک کا جو دور ہے یہ انتہائی پریشان کن دور ہے اس عرصہ میں شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کا قیام سامرہ میں رہا لیکن چشمِ ظالمین سے بھی اور چشمِ مومنین سے بھی آپ غائب رہے۔

یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آٹھ اور نو ربیع الاول کی درمیانہ شب میں آپ نے عارضی طور پر گھر اطہر سے ہجرت فرمائی جیسا کہ غلامانِ جنابِ جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے بیان کیا تھا کہ رات کے پچھلے پہر سفید اونٹ درِ اطہر پہ آئے اور اہل پردہ صلوات اللہ علیہن کو مع سامان ایک انجانی منزل کی طرف لے گئے مگر اس کے چند دنوں بعد پھر اپنے گھر اطہر میں واپس تشریف لائے اس کے بعد دوسری ہجرت فرمائی یہ انتہائی سردی کا موسم تھا یعنی جنوری کا مہینہ تھا نصف شب کے قریب اپنی جدِ مظلوم علیہ الصلوات و السلام کی طرح آدھی رات کو سفر فرمانا پسند فرمایا عین سردی کے وقت جب لوگ اپنے لحافوں میں کانپ رہے تھے اسی وقت شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف والدہ پاک صلوات اللہ علیہا اور ایک کمسن پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کے ساتھ گھر چھوڑ رہے تھے وہ بھی اس عالم میں کہ کوئی رخصت کرنے والا نہیں تھا صرف چند غلام اور چند پاک کنیزیں ہمراہ تھیں، ان چھ ماہ میں کسی ایک جگہ قیام رہا ہی نہیں بلکہ کبھی کسی غیر معروف مومن کے گھر کو زینت بخشی جاتی کبھی کسی دوسرے مومن کے گھر میں قیام فرمایا جاتا اور اگر حالات اجازت دیتے تو چند دنوں کیلئے اپنے گھر اطہر میں واپس بھی تشریف لاتے مگر اس میں قیام بہت کم رہتا

اس عالمِ پریشانی میں آپ تنہا نہیں تھے بلکہ پاک پردہ دار صلوات اللہ علیہن بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھے اگر آپ تنہا ہوتے تو سفر قدرے آسان ہوتا مگر یہاں ایسا نہ تھا اور ہر شریف انسان سمجھ سکتا ہے کہ مستورات اگر ساتھ ہوں تو شریفوں کا سفر کتنا مشکل اور اذیت ناک ہوتا ہے؟

تاریخ میں اس سفر کی کیفیات درج نہیں ہیں مگر میں اس سفر کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا حکم بھی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی نے دیا ہوگا کیونکہ ماؤں کو بیٹوں کی فکر بہت زیادہ ہوتی ہے اور انہی کے حکم پہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے رہے ہوں گے اور شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے بھی اسی لئے پاک پردہ داروں صلوات اللہ علیہن کو ساتھ رکھا ہوا تھا کہ اس میں انہی کی حفاظت کا خیال تھا کہ انہیں اگر گھر میں تنہا چھوڑا جاتا تو دشمن سے خطرہ تھا اس لئے انہیں گھر چھوڑ کر جانا حفظِ پردہ کے منافی تھا۔

دشمن کی توجہ پردہ پاک سے ہٹانے کا ہر ممکنہ راستہ اختیار کیا گیا تھا ان میں سے ایک بھی یہ تھا کہ جب آپ نے گھر اطہر کو ترک کیا تو وہاں ایک مزار بنادی گئی جس کے اوپر کتبہ پر لکھ دیا ھذا قبر ام (م ح م د) عجل اللہ فرجہ الشریف جیسا کہ ابوالعلی خیزرانی کی روایت میں ہے۔(R_105)

اس کی وجہ بھی حفاظتِ پردہ ہی تھی اور ان روایات میں مؤرخین نے بھی درمیانہ راستہ اختیار کیا ہے اور اپنے سرتاج سے پہلے معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی رحلت کو نہ ہی مانا ہے اور نہ ہی انکار کیا ہے اور جب ہم جمع بین الروایتین کرتے ہیں تو مزار بنانے کی یہی ایک وجہ نظر آتی ہے کہ دشمن کو ان کی تلاش سے روکنے کا یہ بھی ایک طریقہ اور تدبیر تھی۔

ان چھ ماہ میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ نے سامرہ میں مستقل قیام رکھا ان کی کنیت ابوعمر تھی انہوں نے اپنی ذات پر تقیہ کے تین تین لباس پہن رکھے تھے جملہ مومنین

www.jamanshah.com

کو ان کی ذات پر بے پناہ اعتماد تھا اس لئے سارے مومنین انہی سے حقیقت معلوم کرنے آتے تھے یہ ہمیشہ بغداد میں رہا کرتے تھے مگر اس عرصہ میں یہ سامرہ میں رہے ان پر اعتماد کی وجہ یہ تھی کہ یہ گیارہ سال کی عمر میں امام محمد تقی علیہ الصلوات و السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور ایسی خدمت کی کہ ان سے لے کر ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف تک ہر ولی العصر نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کا قول ہمارا قول ہے اور ہمارا قول قولِ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور ان کا ہر قول اللہ کا قول ہے یہ اتنی عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے کہ دربارِ عباسی میں انہیں کرسی عطا کی گئی پھر جب مومنین کیلئے حلال وطاہر گھی کا مسئلہ درپیش ہوا تو جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے انہیں حکم دیا کہ دربار حکومت کو چھوڑ کر روغن فروشی شروع کر دیں تا کہ مومنین کی پرہیز گاری قائم رہے اور ان کی مشکلات حل ہوں۔

یہ روغن فروشی کرتے رہے مگر ان چھ ماہ میں انہوں نے دکان بند رکھی اور درِ اطہر پہ ڈیوٹی دیتے رہے اور مومنین کی رہنمائی فرماتے رہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ان کو عہدۂ نیابت ان چھ مہینوں کے بعد ملا تھا۔

پہلے خود شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف جناب کافور سلام اللہ علیہ کے ذریعے ہدایت فرماتے رہے اس طرح پہلے نائب یا وسیلۂ ہدایت جناب کافور سلام اللہ علیہ ہی تھے۔

چھ ماہ بعد جب شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے سامرہ کو ترک کیا تو قم کے آخری وفد کو حکم فرمایا تھا کہ اب تم سامرہ مت آنا بلکہ بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا مال پیش کرنا ان کے قول کو ہمارا قول سمجھنا اور اپنے خطوط انہی کے سپرد کرنا اور ہمارے توقیعات (خطوط) انہی سے وصول کرنا اور انہیں حکم دیا کہ اب آپ دوبارہ روغن فروشی کی دکان کھول لیں۔(R_106)

اس دور کے بارے میں ہم ویسے اندازہ نہیں کر سکتے ہاں اس کا اندازہ ان کی اس سٹیٹ منٹ

www.jamanshah.com

Statement سے لگایا جاسکتا ہے کہ جوانہوں نے شیعوں کیلئے جاری فرمائی یعنی جب ان سے ایک وفد تنہائی میں ملا اور عرض کی کہ آپ ہمیں بتائیں کہ واقعی ہمارے شہنشاہِ معظم جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد موجود ہے؟

اس پر انہوں نے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

بھائیو کیا آپ نے نہیں سنا کہ کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رہ سکتا اگر دنیا ایک لمحہ بھی حجت اللہ سے خالی ہوجائے تو ''لساخت الارض باھلھا ''زمین ساکنینِ زمیں کو نگل جائے کائنات برباد ہوجائے

انہوں نے پوچھا تو کیا ہمارے امام علیہ الصلوات و السلام کے کوئی لختِ جگر ہیں؟

تو فرمایا ہاں ہیں اور وہی تو اب تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اگر وہ خیر ہوتے تو کائنات کیسے باقی رہتی؟ اس کائنات کا باقی رہنا بتا رہا ہے کہ وہ موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے

پھر انہوں نے سوال کیا اب آپ یہ تو بتائیں کہ ان کا اسم مبارک کیا ہے؟

اس کے جواب میں فرمایا یہ سوال کرنا تم پر بھی حرام ہے اور مجھ پر اس کا بتانا حرام ہے کیا آپ لوگوں نے ہر معصوم سے یہ حدیث نہیں سنی کہ ہمارے آخری فرزند کا حقیقی نام لینے والا ملعون ہے تا ایں کہ وہ پردہِ غیب سے باہر آئیں۔

قال محرم علیکم عن تساء لو اعن ذالك ..... طوسی ص 147

فرمایا تمہارا ان کا اسم مبارک معلوم کرنا جائز نہیں اور نہ ہمیں ان کا اسم مبارک بیان کرنا جائز ہے۔ اس کے بعد فرمایا تم وقت کی نزاکت کو سمجھو دشمن کے ارادوں اور عزائم کو دیکھو اس کے بعد توقیع مبارک کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ حال ہی میں جو توقیع مبارک صادر ہوئی ہے اس میں تمہارے اس سوال کا جواب بھی موجود ہے کہ تمہارے شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف فرماتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں طرید ہیں شرید ہیں ہم اپنی

www.jamanshah.com

جدہ طاہرہ صلوات الله عليها کی طرح اپنے حق سے محروم کر دئے گئے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو ہماری موجودگی کے باوجود ہمارے بابا پاک علیه الصلوات و السلام کو لاولد قرار دے کر ان کا گھر بانٹ لیا گیا ہے ہم خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں ہمارے مظلوم بابا علیه الصلوات و السلام کے اہل وعیال پردہ دار صلوات الله عليهن دربدری کی صعوبات میں مبتلا ہیں وہ بے سرو سامانی اور پریشانی کے عالم میں کبھی کسی جگہ جاتے ہیں کبھی کسی جگہ جاتے ہیں ہمارے در پیش ایک پریشان کن سفر ہے ان کی اولاد اور اہلِ حرم کی یہ کیفیت ہے کہ نہ تو وہ کسی سے اپنا تعارف کرا سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی ولدیت ہی بیان کر سکتے ہیں اور ہمارے مظلوم بابا علیہ الصلوات و السلام کے غلام اور کنیزیں در بہ در ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور خوف و ہراس کے عالم میں چھپتے پھر رہے ہیں کوئی بھی ان کا پرسانِ حال نہیں اور انہیں اتنا کچھ بھی کوئی نہیں دیتا کہ ان کا آرام سے گزر بسر ہو سکے۔

انہی وجوہات کی بنا پر ہم حکم دیتے ہیں کہ تم ہمارا نام معلوم ہی نہ کرو کیونکہ تم نام معلوم کرو گے پھر اسے بیان کرو گے تو دشمن تفتیش پر آمادہ ہوگا اور تم پر ظلم کرے گا تم پر ظلم پر ظلم ہوں گے اس طرح احکام کے نفاذ میں خلل واقع ہوگا، اسی طرح کا ایک حکم عبداللہ صالحی کی توقیع مبارک میں صادر فرمایا تھا کہ جب اس نے عریضہ لکھا کہ مولائے کائنات آپ ہمیں اپنے نام پاک اور اپنی رہائش گاہ کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ ہم آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں۔ اس کے جواب میں فرمایا تم فی الحال ایسی باتیں نہ پوچھو تم ہمارا نام پاک پوچھو گے تو پھر اسے بیان کرو گے پھر اسے شہرت ملے گی تم جائے رہائش پوچھو گے تو یہ بات تم سے آگے چلی جائے گی اس طرح دشمن کو نشان دہی ہو جائے گی اور اس وجہ سے تم ظلم کی زد میں آ جاؤ گے۔(R_107)

اب ان روایات سے اس زمانہ کے حالات کو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کتنا نازک دور تھا

اس دور میں مومنین اپنے پاک شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام پاک تک نہیں لے سکتے تھے اور اکثر لوگوں کو تو نام پاک معلوم ہی نہیں تھا اور جنہیں معلوم تھا انہیں حکم تھا کہ کسی کے سامنے بیان ہی نہیں کرنا۔

اس دور میں شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے وہ نام پاک رواج پذیر ہوئے جو تقیہ کی بنیاد پر بتائے گئے تھے آپ کے جو ایک سو بیاسی 182 اسماء مبارکہ کتبِ غیبت میں مرقوم ہیں ان میں وہ نام پاک آج بھی موجود ہیں مثلاً

(1) جعفرؑ عجل اللہ فرجہ الشریف یہ نام بھی تقیہ کی وجہ سے رائج ہوا مومنین آپس میں اس نام پاک سے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر کرتے تھے اور جاسوسانِ بنی عباس یہ سمجھتے تھے کہ یہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے نام لیوا ہیں اس وجہ سے وہ ان کی نگرانی چھوڑ دیتے تھے۔

(2) اس دور میں ایک نام ابوبکر عجل اللہ فرجہ الشریف رواج پذیر ہوا جب مومنین فضائل کی کوئی بات کرتے تو اس نام پاک سے ذکر کرتے تھے اور غیر لوگ کچھ اور سمجھتے تھے ۔

(3) اس دور میں ایک نام ''غلام'' عجل اللہ فرجہ الشریف رائج ہوا جس کے معنی ہیں لڑکا یا وہ بچہ جو سنِ بلوغ کو پہنچ گیا ہو اس کے ایک معنی شہزادہ کے بھی ہیں اس نام کا مقصد یہ تھا کہ ذکرِ عام میں کسی کو احساس تک نہ ہو کہ کس ذات کا ذکر ہو رہا ہے بس کہہ دیا کہ اس بچے نے یہ فرمایا ہے۔

(4) اس دور میں ایک نام پاک رائج ہوا ''غریم'' عجل اللہ فرجہ الشریف یعنی قرض خواہ۔ جب مومنین آپس میں شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے مال کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم نے تو اپنے قرض خواہ کا مال بھجوا دیا ہے کیا تم نے بھی بھجوا دیا ہے یا نہیں؟ اس طرح کے اندازِ بیان سے راز ہمیشہ راز ہی رہتا تھا۔

(5) عام طور پر جو نام پاک تلاوت کیا جاتا تھا وہ تھا ''عبداللہؑ'' عجل اللہ فرجہ الشریف

یعنی اللہ کا بندہ

ذکر پاک اس طرح سے ہوتا تھا کہ اللہ کا بندہ یہ فرماتا تھا یا اللہ کے بندے کا خط آیا تھا وغیرہ

(6) آپ کا ایک نام پاک اس دور میں ''عالمؑ'' عجل اللہ فرجہ الشریف بھی تھا اسے اس وقت بولا جاتا تھا جب کسی فقہی مسئلے میں اختلاف ہوتا ان میں سے کسی کو مولائے کائنات کی رائے معلوم ہوتی تو کہہ دیتا کہ عالم کی اس بارے میں رائے یہ ہے تو اس بات کو سارے تسلیم کر لیتے اور دشمن کو معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ کس ذات پاک کا ذکر کر رہے ہیں۔

(7) اس دور میں جب شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف مومنین کے گھروں کو زینت بخشتے تھے تو جب بھی کوئی کسی غلام سے پوچھتا کہ اس گھر میں کوئی ہے تو وہ جواب دیتا کہ ہاں ''صاحب الدارؑ'' یعنی گھر کے مالک موجود ہیں جس سے جاسوسوں کو بھی شک نہ گزرتا کہ یہ کس ذات پاک کا ذکر پاک ہو رہا ہے اور بات بھی درست ہوتی تھی کہ اصل گھر کے مالک تھے بھی وہی اور صرف اس گھر کے ہی نہیں بلکہ پوری آلِ محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے گھروں کے مالک وہی ہیں۔

اس دور میں آپ نے کتنے گھر بدلے اور کتنے نام پاک بدلے اس کی مکمل تفصیل کسی کتاب میں درج نہیں ہے اس دور میں یہ ضرور تھا کہ آپ اکثر اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی زیارت کو اپنے گھر میں ضرور تشریف لے جاتے تھے یہ بھی ممکن ہے کہ اس دور میں زیادہ تر قیام اپنے ہی گھر اطہر میں رہا ہو اور ظالمین کی کاروائیوں سے قبل کہیں تشریف لے جاتے ہوں وہ جو بھی صورت حال تھی اسکے بارے میں ہمیں تفصیل میسر نہیں آئی صرف اتنا معلوم ہے کہ اس دوران آپکا قیام اپنے گھر اطہر میں مستقل نہیں رہا ہے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

منصبِ ہدایت

احباب گرامی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان چھ مہینوں میں منصبِ ہدایت کس کے سپرد تھا؟

مسندِ ہدایت اور منصبِ امامت کے بارے میں دو روایات موجود ہیں۔

ایک روایت سے تبادر ہوتا ہے کہ اس دور میں منصب امامت جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے سپرد تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ منصبِ امامت اس دور میں جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے سپرد تھا، اگر جمع بین الروایتین کا کلیہ یہاں بھی لاگو کیا جائے تو منصبِ امامت و مسندِ ہدایت کی اصل وارث جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک ہی تھیں اور ان کی نیابت جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا فرما رہی تھیں اس نظریے کی تائید کئی حوالوں سے ہوتی ہے مثلاً

جو وصیت نامہ امام علیہ الصلوات و السلام نے آخری وقت میں اہلِ حرم کے سپرد کیا تھا اور جو قاضی کی عدالت میں بھی درست مانا گیا تھا اس کی وجہ سے بھی اصل وصیہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں، اس کے علاوہ اگر محمد بن عبداللہ مطہری کی روایت جو 260 ہجری کی ہے اس کے ساتھ احمد بن ابراہیم کی روایت کو بھی ملا کر دیکھا جائے جو 262 ہجری کی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ اصل وصیہ امام علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں ان دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ عالمِ حیرت و ضلالت میں سامرہ شریف میں

آئے انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کے امامِ زمانہ کون ہیں یہ جناب جعفرِ تواب سلام اللہ علیہ کو امام سمجھ کر ان پاس گئے تو پتہ چلا کہ دریائے دجلہ کے کنارے رقاصاؤں کے رقص وسرود کے مزے لے رہے ہیں یہ بہت ناامید ہوئے جب جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو انہیں اپنے پاس بلایا اور کہاں تم کہاں سے آئے ہو؟

انہوں نے بتایا، پھر آنے کی وجہ پوچھی، ان لوگوں نے بتایا کہ ان کے پاس مالِ امام ہے، انہوں نے فرمایا چلو مجھے مال دو، انہوں نے عرض کی کہ آپ کے پاک بھائی تو پہلے بتاتے تھے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کس کس کا مال لائے ہو؟ کیا کیا لائے ہو؟ آپ بھی اسی طرح مال کا بتاتے جائیں اور وصول کرتے جائیں۔

اس پر وہ جلال میں آ گئے اور فرمایا تم ہم سے علمِ غیب کے سوالات کرتے ہو؟ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں دیکھا کہ علمِ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

انہوں نے عرض کی ناراض نہ ہوں ہم مسافر ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ آپ کے پاک بھائی اسی طرح مال وصول کرتے تھے۔

انہوں نے کہا تم ہمارے بھائی پر الزام لگا رہے ہو اب اس کا فیصلہ دربارِ معتمد باللہ ملعون میں ہوگا یہ فرما کر دربارِ خلافت میں تشریف لے گئے اور ان کی طلبی کروائی انہوں نے کہا ہم اجیر ہیں مالک نہیں جیسا ہمیں کہا گیا ہے اس کے مطابق کرنے کے ہم پابند ہیں اب اگر کوئی ہماری شرائط پوری کر دے گا تو مال اسے دے دیں گے بصورتِ دیگر یہ مال ان کے اصل مالکوں کو جا کر واپس کر دیں گے۔

اس بات پر انہیں چھٹکارا مل گیا جب یہ شہر سے باہر آئے تو جنابِ کافور سلام اللہ علیہ نے انہیں نام بنام پکارا تو انہوں نے سوال کیا کیا تم ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا معاذ اللہ میں تو تمہارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک غلام

www.jamanshah.com

ہوں انہوں نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔

وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر دِراطہر پہ آئے اور اپنے مولا جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی نشست گاہ میں بٹھا دیا- یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اس نشست گاہ سے جو کمرہ ملحق تھا اس کے درمیان ایک خوب صورت پردہ آویزاں تھا جب ہم بیٹھ گئے تو پسِ پردہ ہم سے کسی مستور صلوات اللہ علیہا نے کلام فرمایا یہ نہیں معلوم کہ وہ کلام بالواسطہ تھی یا بلاواسطہ تھی۔ (یا اس پردہ پاک سے کلام ایجاد فرمائی جارہی تھی)

فرمایا گیا کہ ہم تمہاری پریشانی کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور تمہارے مابین جو اختلاف پیدا ہو چکے ہیں ان کا بھی مشاہدہ فرمارہے ہیں اس کے بعد فرمایا اے محمدؐ بن عبداللہ یہ یاد رکھو کہ اللہ عزوجل اپنی حجتِ بالغہ و ناطقہ و صامتہ سے زمین کو کبھی خالی نہیں ہونے دیتا اور حجت اللہ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حسنینؑ شریفین علیہما الصلوات و السلام کی پاک اولاد میں سے ہوں۔

اللہ عزوجل نے امام حسنؑ علیہ الصلوات و السلام کی اولاد سے امام حسینؑ علیہ الصلوات و السلام کی اولاد کو فضیلت بخشی جیسا کہ اولادِ جناب موسیٰ علیہ السلام پر اولادِ جناب ہارون علیہ السلام کو فضیلت بخشی گئی تھی

راوی کہتا ہے کہ میں نے فوراً سوال کیا کہ کیا ہمارے امامِ زمانہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد بھی ہے؟

اس کے جواب میں فرمایا اگر ان کا عقب نہ ہوتا تو پھر اس دور میں حجت اللہ کون ہوتا؟ کیونکہ حجتِ خدا سے تو زمین خالی رہ نہیں سکتی۔

ہم نے عرض کی کہ پھر ہمیں ان کے حالات سے آگاہ فرمائیں یہ سن کر انہوں نے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت کے حالات بیان فرمائے۔ (جنہیں یہاں ترک کیا جارہا ہے) اس کے بعد ہم نے عرض کی ہمارے مالک پاک اس وقت کہاں ہیں؟

www.jamanshah.com

فرمایا وہ غائب ومستور ہیں اس پر راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی پھر ہم مومنین کو کس طرف رجوع کرنا چاہیئے؟ فرمایا جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پاک والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی طرف رجوع کریں۔

احمدؑ بن ابراہیم جو 262 ہجری میں آئے تھے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کیا آپ شیعوں کو ایک مستور کی اقتداء کا حکم نہیں دے رہے ہیں؟

فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کی مستور کی اقتدا کا حکم آپ کس حوالے سے دے رہی ہیں؟

(کیونکہ شیعوں میں یہ مشہور تھا کہ امامت کا عہدہ کسی مستور کو نہیں مل سکتا حالانکہ یہ بات امامتِ مستقلہ کے بارے میں ہے نا کہ بحیثیتِ نیابت)

جب میں نے یہ سوال کیا تو فرمایا کہ یہ ہم خود جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی وصیت کے حوالے سے فرما رہے ہیں اور امام اس کا پابند نہیں ہوتا کہ وہ نائب کس کو بنائے، اس پر میں نے عرض کی کہ یہ تو تاریخِ شیعہ کا پہلا واقعہ ہے کہ ایک پاک مستور کو منصبِ وصایت بخشا گیا ہے۔

اس پر انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی مثالیں موجود ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے وصیت کے معاملہ میں شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات و السلام کی اتباع فرمائی ہے کیونکہ انہوں نے کربلا میں حفظِ امام کے پیشِ نظر اپنا وصی شریکۃ الحسینؑ صلوات اللہ علیہا کو قرار دیا تھا اور ایک سال تک یہ منصبِ امامت ان کے پاس رہا تھا اور شام سے واپسی کے بعد یہ منصب امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام کو حاصل ہوا تھا۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے بعد منصبِ امامت ووصایت کی اصل وارث ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں۔

احمد بن ابراہیم کا آنا اور وصایت جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے بارے میں تفصیل دیکھنا

www.jamanshah.com

ہوتو دیکھئے۔(R_108)

میں یہاں عرض کروں گا کہ اس کی ایک اور مثال بھی اسی گھر اطہر میں موجود تھی وہ یہ کہ امام صادقِ آلِ محمدؐ علیہ الصلوات و السلام نے بھی اپنا وصی اپنے حرمِ اطہر صلوات الله علیها کو قرار دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ منصور دوانقی ملعون نے عاملِ مدینہ سے کہہ دیا تھا کہ جب وصیت نامہ مجمع میں پڑھا جائے تو امامِ صادق علیہ الصلوات و السلام جسے اپنا وصی قرار دیں تم ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجنا جب وصیت نامہ کھولا گیا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہماری طرف سے پہلا وصی منصور دوانقی ملعون ہے اگر وہ یہ منصب قبول نہ کرے تو دوسرا وصی عاملِ مدینہ ہے اگر وہ بھی یہ منصب قبول نہ کرے تو پھر ہمارے حرم اطہر صلوات الله علیها ہمارے وصی ہیں ان کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات و السلام ہمارے وصی ہیں اور اس طرح کافی عرصہ منصبِ وصایت سرکار علیہ الصلوات و السلام کے حرم اطہر صلوات الله علیها کے پاس رہا یعنی اس طرح یہ تیسری مثال تھی نہ کہ پہلی دفعہ ایسا ہو رہا تھا۔(R_109)

اس نظامِ ہدایت کے باوجود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کبھی کبھی مومنین کے ایمان کے استحکام کیلئے خود بھی اپنی زیارت کروا دیتے تھے تا کہ مومنین ثابت قدم رہیں ان چھ ماہ میں ایسا بار ہا ہوا جیسا کہ جناب علیؑ بن سنان الموصلی کی روایت میں ہے

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی ذات سے غیر متعارف تھے اور حصولِ حقیقت کیلئے سامرہ کا رخ کیا ہم بھی پہلے جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے سامنے پیش کئے گئے اور ان کا حال دیکھ کر نا امید ہوئے اور جو تحفے اور مالِ خمس ہم لائے تھے ان کے حوالے نہ کیا تو نتیجہ سابقہ مومنین جیسا نکلا اور ہمیں دربار کی پیشی پڑ گئی وہاں سے جیسے تیسے گلو خلاصی ہوئی جب ہم انتہائی نا امیدی کے عالم میں سامرہ شریف سے باہر نکلے تو ایک ویران جگہ پہ ہمیں جناب کافور سلام اللہ علیہ نے آواز دی ہم رک گئے اور وہ ہمیں درِ اطہر پہ لائے

www.jamanshah.com

فسرنا معه حتیٰ د خلنا دار مولانا الحسن ابن العلیؑ علیهما الصلوات و السلام فاذا ولده القائم عجل الله فرجه الشریف سیدنا قائد علیٰ سریر کانه فلقه قمر و علیه ثیاب خضر فسلمنا علیه فرد علینا السلام(R_110)

ہم جناب کافور سلام اللہ علیہ کے ساتھ اپنے مالک پاک علیہ الصلوات و السلام کے در اطہر پہ حاضر ہوئے جب گھر اطہر میں داخل ہوئے تو نشست گاہ میں اپنے مالک پاک علیہ الصلوات و السلام کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو جلوہ آرا دیکھا وہ اتنے حسین تھے جیسے وہ ایک چاند کا ٹکڑا ہوں اور انہوں نے سبز رنگ کا لباس زیبِ تن فرمایا ہوا تھا ہم نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بہترین طریقہ سے سلام کا جواب عطا فرمایا اس کے بعد انہوں نے ہماری ہر چیز کی خبر دی ایک ایک کے نام اور سواریوں تک کی تفصیل سے ہمیں خود آگاہ فرمایا اور مال کی پوری تفصیل بتادی اور ہماری ہمانیوں (رقم کی تھیلیوں) میں جو کچھ تھا اس کی بھی تفصیل سے آگاہ فرمایا جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھا

فخررنا سجداً لله و قبلنا الارض بین یدیه

ہم فوراً سجدے میں گر گئے اور ان کے سامنے زمینِ ادب چومی اور خالق کا شکر ادا کیا کہ جس نے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیا تھا- اس کے بعد ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا تم آئندہ سامرہ میں نہ آنا بلکہ بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کے پاس جانا' جا کر انہیں اپنے خطوط دینا اور ہمارے توقیعات بھی انہی سے وصول کرنا اور ہمارا مالِ خمس و تحائف بھی ان ہی کی خدمت میں پیش کرنا اور تمام ہدایات وہاں سے حاصل کرنا۔ (خلاصہ)(R_111)

اس طرح یہ چھ ماہ پورے ہوئے اور یہ سامرہ میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قیام کے آخری دن تھے اس کے بعد حلہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی۔

جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کے بارے میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پہلے

www.jamanshah.com

نائب تھے مگر ان کا بلا واسطہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے رابطہ نہ تھا بلکہ ان کا رابطہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا سے تھا یہ احکام و توقیعات لینے ان کے درِ اطہر پہ جاتے تھے اور وہاں ان کی ایک پاک کنیز انہیں تازہ احکام عطا فرماتی تھیں اور خمس اور ہدیہ بھی وہی وصول فرماتی تھیں اور اس طرح سے یہ اسی پاک معظّمہ صلوات اللہ علیہا کے ہی وکیل تھے اور وہی معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہی نفاذِ امورِ امامت فرما رہی تھیں اس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے کہ جب جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کو حقِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی قسم دے کر پوچھا گیا کہ کیا تم نے کبھی اپنے مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی ہے؟

تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا واللہ میں نے ایک مرتبہ ان آنکھوں سے شہنشاہِ یزداں اجلال عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی ہے جبکہ انہوں نے غلاف کعبہ کو تھاما ہوا تھا اور دعا فرما رہے تھے

اللھم ان جزلی ما و عدتنی اللھم انتقم لی من اعدا ئك(R_112)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا رابطہ مسلسل نہ تھا اور نہ ہی وہ بلا واسطہ احکام وصول کرتے تھے یعنی راز داری کا نظام بہت سخت تھا۔

ان کا حقیقی رابطہ امام زمانہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے حلہ شریف میں تشریف لانے کے بعد ہوا جس کا ذکر آئندہ اوراق میں کیا جائے گا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

سفرِ حلہ شریف

احباب گرامی

معتمد باللہ عباسی ملعون کے زمانے تک عباسی سلطنت کا دارالحکومت سامرہ (سرمن رائے) رہا تھا مگر معتمد باللہ ملعون نے پھر دوبارہ دارالحکومت بغداد کو بنایا تھا، بغداد سامرہ شریف سے 80 کلومیٹر جنوب میں واقع ہے اور بغداد سے حلہ شریف 220 کلومیٹر مزید جنوب میں واقع ہے یعنی سامرہ سے حلہ شریف تقریبا 300 کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے یہ وہی دور ہے کہ جب معتمد ملعون کو یقین ہو گیا کہ وہ شہنشاہِ یزداں صفات عجل اللہ فرجہ الشریف سامرہ ہی میں موجود ہیں تو اس نے گھر گھر تلاشی کا پروگرام بنایا، کیونکہ ان سابقہ چھ ماہ میں جو گھر چھوڑا گیا تھا وہ عارضی طور پر تھا اور وہ سفر سرمن ہی کے اندر ہی اندر کا تھا جس میں زیادہ تر قیام اپنے ہی گھر اطہر میں رہا اور جب ظالمین کا کوئی پروگرام ہوتا تو اس وقت سامرہ ہی کے کسی مومن کے گھر کو زینت بخشی جاتی تھی مگر اب جو تیاری ہو رہی تھی یہ سامرہ چھوڑنے کی ہو رہی تھی اِدھر قصرِ دارالامارہ میں گھر گھر تلاشی کا پروگرام بن رہا تھا اُدھر خانۂ توحید و رسالت میں سامانِ سفر باندھے جا رہے تھے یہ دوسری مرتبہ گھر اطہر سے سفر ہو رہا تھا اس سے قبل جو سفر ہوا تھا وہ صرف سامرہ اور نواح سامرہ تک محدود تھا مگر یہ سفر ایک طویل سفر تھا۔ شوال کا مہینہ جولائی کے برابر تھا عین گرمی کا موسم تھا اسبابِ سفر باندھے جا رہے تھے مملوں پہ ہودج لگائے جا رہے تھے ان پر سرپوش موزوں کئے جا رہے تھے

و اذا قرات القرآن جعلنا بینك و بین الذین لا یومنون بالآخرۃ حجاباً مستورا

کے پردے لگائے گئے کیونکہ (آخرت) ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام پاک

www.jamanshah.com

ہے یعنی جو لوگ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف پر ایمان نہیں رکھتے تھے ان کے اور ان کے پاک کارواں کے درمیان ایسے پردے لگائے گئے تھے کہ جنھیں کوئی نہ دیکھ سکتا تھا اور یہ صفت پردوں کی تھی وہ حجاباً مستورا تھے کہ وہ ایسے پردے تھے کہ صاحبِ پردہ تو کیا وہ پردے بھی کسی کو نظر نہیں آ سکتے تھے وہ پردے بھی مع صاحبانِ پردہ چشمِ عالم سے پوشیدہ تھے اور انہیں کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔

11 شوال 260 ہجری بمطابق 29 جولائی 874 عیسوی اتوار یا پیر کا دن ڈوبا تو گھر اطہر میں سامان سفر باندھا گیا، جب نصف رات گزر گئی تو در اطہر پہ محمل بٹھائے گئے سنتِ امامِ مظلوم علیہ الصلوات و السلام میں رات کا سفر پسند فرمایا مگر یہ سفر چھ ماہ کا نہ تھا بلکہ پورے بیس سال کیلئے ہجرت کی جا رہی تھی جیسا کہ صاحب در مقصود نے اس کی تفصیل لکھی ہے۔

جب محمل دروازے پہ بیٹھ چکے تو معظّمہ دُوراں صلوات الله عليها کے کمرے میں جا کر ایک کنیز نے اطلاع دی کہ محمل تیار ہیں تشریف لائیے، اس وقت معظّمہ دوراں صلوات الله عليها اس طرح اپنے حجرہ مبارک سے برآمد ہوئیں کہ اپنی معصوم شہزادی صلوات الله عليها کو سینہ سے لگایا ہوا تھا اور پانچ سال کے شہزادے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا پردہ قدموں میں لپٹتا آ رہا تھا جب اپنے بچوں کو لے کر صحن کے وسط میں پہنچیں تو دروازے کی طرف جانے کی بجائے صحن میں موجود اپنے پاک سرتاج علیہ الصلوات و السلام کی مزار کی طرف رخ کیا اور اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف سے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے بابا جانؑ سے اجازت بھی لے لیں اور تمہارے جد پاکؐ سے بھی وداع ہو لیں اور ان کی قدم بوسی بھی کر لیں یہاں تاریخ خاموش ہے کہ انہوں نے کس طرح وداع فرمایا لیکن مناسبت اور موقعہ کو دیکھ کر دل یہ مانتا ہے کہ جب اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنی معصومہ صلوات الله عليها کو سینہ سے لگائے سرتاج کی مزار پہ آئے ہوں گے تو یہ ضرور عرض کی ہوگی کہ سرتاج آپ دیکھ رہے ہیں سارا زمانہ دشمن ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے

www.jamanshah.com

ہیں دعا کرنا میرے یہ بچے چشم اعداء سے ہمیشہ محفوظ رہیں، یہ بھی عرض کی ہوگی کہ آقا ہم آپ کے گھر اطہر میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی دو امانتیں ہمارے سپرد فرمائیں اب انہی کی حفاظت کی کوششیں کر رہے ہیں دعا فرمائیں ہم ان کی حفاظت میں کامیاب ہو جائیں، یہ بھی فرمایا ہوگا کہ ہمارا دل تو یہ کرتا ہے کہ پوری زندگی آپ کی مزار پہ مجاور بن کر رہیں مگر ہم آپ کی اولاد کی حفاظت کیلئے آپ سے دور جا رہے ہیں خدا کرے یہ دونوں گرم ہوا کے جھونکوں سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔

یہ بھی فرمایا ہوگا کہ ہم تو بہت طولانی سفر کر کے آپ کے گھر اطہر تک پہنچے تھے اور سوچا تھا اب ہمارے سفر ختم ہو گئے ہیں مگر معلوم نہ تھا ابھی ہمارے سفر باقی ہیں

آقا دعا فرمانا میرے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے دشمن سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اپنی کمسن شہزادی صلوات اللہ علیہا کو مزار کے قریب لائے ہوں گے تو انہیں بھی فرمایا ہوگا بیٹی آنکھیں کھولو اور اپنے پیارے بابا جان سے وداع کر لو کیونکہ آپ نے تو پھر یہاں واپس ہی نہیں آنا، آج جی بھر کے بابا جان سے مل لو پھر تو تمہارے بابا جان تو کجا ان کی مزار کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوگی، جب مزارات کی زیارت سے فارغ ہوئے تو در اطہر کی طرف بڑھے اور جب محملوں پر سوار ہوئے تو ایک حسرت بھری الوداعی نگاہ اپنے گھروں کی طرف فرمائی، اس وقت امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے پاک پردہ دارانِ توحید کے محملوں کو کوچ کا حکم دیا اور یہ کاروانِ راہِ رضا پوری رات چلتا رہا اس دور میں عام طور پر اونٹوں پہ تقریباً اسی 80 میل کا سفر بغیر رکے کیا جا سکتا تھا جو اس وقت ایک منزل شمار کی جاتی تھی۔

مگر تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ یہ سفر کتنے دنوں میں طئے ہوا کیونکہ ان کے ساتھ پردۂ توحید کے مالک پردہ دار صلوات اللہ علیہن بھی تھے اور ایک سالہ معصوم شہزادی صلوات اللہ علیہا بھی ساتھ تھیں گرمی کا موسم بھی اپنی شدت کے عروج پر تھا اس لئے ممکن ہے کہ راستہ میں قیام ہوتا رہا ہو۔

www.jamanshah.com

بہر حال یہ سفر طے کر کے آپ قصرِ ابن ھبیرہ کے نواح میں تشریف لائے اور اس شہر میں داخل ہونے کی بجائے دریائے فرات کے مغربی کنارے کی طرف تشریف لے گئے وہاں اس وقت کوئی آبادی نہیں تھی یعنی آپ نے ویران علاقہ میں رہنا پسند فرمایا۔

حلہ کا جغرافیہ

اس جگہ مناسب ہے کہ اس مقام حلے کا مختصر سا جغرافیائی جائزہ مسٹر جی لی سٹیرینج کے حوالے سے پیش کرتا چلوں۔

جس زمانہ میں آپ یہاں تشریف لائے تھے اس دور میں حلہ نام کا یہاں کوئی شہر آباد نہ تھا بلکہ دریائے فرات کے کنارے سے دو میل مشرق میں ایک شہر تھا جو ''قصر ابن ھبیرہ'' کے نام سے آباد تھا اس شہر کو آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد بن مروان ملعون نے آباد کیا تھا اور اس کا نام اپنے ایک عراقی عامل ابن ھبیرہ کے نام پہ رکھا تھا مگر وہ اس شہر کو مکمل کرنے سے پہلے ہی فی النار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی بنی امیہ کی ملعون حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد بنی عباس کا پہلا خلیفہ ابوالعباس السفاح حاکم بنا اس نے اس نئے آباد شہر کو دیکھا تو اسے مرکز بنانے کا ارادہ کیا اور اس کی تعمیر شروع کر دی اس نے اس کا نام بدل دیا اور اس کا نام اپنے دادا ہاشم کی مناسبت سے ہاشمیہ رکھا، اس کی موت کے بعد منصور ملعون نے اس میں قیام کیا اور اس میں اضافہ بھی کیا مگر وہ اس میں نہ رہ سکا اور اسے چھوڑ گیا۔

اس شہر کا محلِ وقوع بہت موزوں جگہ پہ تھا اس کی موزونیت کی وجہ یہ تھی کہ اس کے شمالی طرف دریائے فرات سے ایک نہر نکلتی تھی جسے نھرِ کوثا کہا جاتا تھا اور دریائے فرات کے اس مقام سے کہ جہاں سے نھرِ کوثا نکلتی تھی چھ فرسخ جنوب میں دریائے فرات دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا تھا اور دریائے فرات کی مشرقی شاخ کو اس وقت اصلی دریائے

www.jamanshah.com

فرات مانا جاتا تھا اور اس کی مغربی شاخ کو اُس وقت نھر سوران کہا جاتا تھا اور نہر سورا بھی کہا جاتا تھا آج کل وہی نھر سوران ہی دریائے فرات کہلاتی ہے، اس کی جو مغربی شاخ تھی وہ کوفہ و کربلا معلیٰ سے گزر کر بطائح یعنی مرداب میں گر جاتی تھی اس زمانہ میں اس کی مغربی شاخ مزید جنوب میں جا کر قصر ابن ھبیرہ کے شہر کے مغرب میں دو میل کے فاصلہ سے گزرتی تھی قصر ابن ھبیرہ سے چند میل جنوب میں بابل کے قدیم کھنڈرات موجود ہیں اور بابل کے قدیم شہر سے تھوڑی دور مزید جنوب میں شہر حلہ آباد ہوا اُس زمانہ میں اس کا نام حلہ نہیں تھا اور قصر ابن ھبیرہ ہی ایک ایسا شہر تھا جو بغداد اور کوفہ کے درمیانی شہروں میں سے سب سے بڑا شہر مانا جاتا تھا، اس شہر قصر ابن ھبیرہ کو سیراب کرنے کیلئے دریا سے ایک نہر نکالی گئی تھی جس کا نام تھا ابو رُحا (چکی کا باپ) یہ شہر قدیم بابل کے کھنڈرات سے چند میل جنوب میں واقع تھا اور اب تو یہ شہر صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے۔

بابل سے ذرا جنوب میں جو ویرانہ تھا اسی میں بعد میں ایک شہر بنا تھا جس کا نام الجامعین تھا اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس میں دو جامع مساجد تھیں یہ قدیم فرات کے مشرقی کنارے پر تھا اور دریا کا مغربی کنارہ ویران تھا پھر بنی مزید کے سردار سیف الدولہ صدقہ بن منصور المزیدی نے اس ویرانہ میں اس شہر حلہ کی بنیاد رکھی.....حلہ عربی میں بستی کو کہتے ہیں۔

سیف الدولہ کے خاندان کو بنی مزید کے ساتھ بنی دبیس بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ان کا قریبی جد دبیس بن علی بن مزید تھا ان کی حکومت کا قیام 387 ہجری میں ہوا جس کا آغاز ابوالحسن علی بن مزید نے کیا۔ وہ اس طرح کہ قدیم شہر الجامعین کے نواح میں بنی اسد آباد تھے اس نے بنی اسد کو جمع کر کے اپنی حکوت کی بنیاد رکھی اس زمانہ میں شہر حلہ نہیں بنا تھا صرف شیعوں کو علم تھا کہ اس مقام پہ شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے انیس 19 یا بیس 20 سال قیام فرمایا تھا اس لئے وہ اس جگہ کا احترام کرتے تھے اور انہیں اس احترام کی سزا بھی ملی۔

www.jamanshah.com

اس وقت تختِ بغداد پر احمد بن اسحاق قادر باللہ حاکم تھا مگر اس دور میں بنی مزید کی حکومت کا قیام نہ ہو سکا پھر 515 ہجری میں سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے والد منصور اور اس کے بھائی دبیس جس کا نام اس کی جد اعلیٰ کے نام پر تھا انہوں نے اس کی کوشش کی مگر اس حکومت کے قیام کی کوشش کے دوارن منصور کو قید کر لیا گیا اور فضل بن مستظہر مسترشد باللہ کے حکم پر اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔

اس کے بعد دبیس نے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں جس کی وجہ سے ان کی حکومت قائم ہوئی ،اسی کے دورِ حکومت میں شہرِ حلہ کی بنیاد رکھی گئی اور سیف الدولہ نے یہاں بہت ہی خوبصورت محل بنوائے اور اہل وعیال کے ساتھ یہاں آ کر رہائش پذیر ہوا۔

وہ شیعہ تھا اس لئے اس نے اس مقام کو آباد کیا، اسی دور میں حجاج کیلئے ایک سڑک بھی بنوائی گئی اور بغداد سے کوفہ آنے والوں کیلئے ایک پل بھی بنوایا گیا یہ کشتیوں کا پل تھا جو دونوں طرف سے آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس کا نام قنطرۃ القامغان تھا اس پل سے چھ فرسخ جنوب میں حلہ بنا تھا پھر اس کے بعد شہر حلہ دریا کے مغربی کنارے پر پھیلتا چلا گیا۔

مزید تفصیل کیلئے جی لی سٹرینج کے جغرفیہ عرب ومشرق۔

میں عرض کر رہا تھا کہ جب شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں تشریف لائے تھے تو یہ جگہ ویران تھی اور دریا کے مشرقی سمت شہر الجامعین تھا جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور آجکل وہ حلہ شہر کا ایک حصہ بن چکا ہے اور اب تو حلہ شہر بابل تک پھیل چکا ہے اور یہ کربلا معلیٰ سے 50 کلومیٹر جنوب مشرق میں ہے اور یہاں بھی بعد میں ایک دریا کا پل بنا جسے قنطرۃ السوران کہا جاتا تھا۔(R_113)

اب یہ معلوم نہیں کہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے اصل کس مقام کو زینت بخشی تھی البتہ بعض روایات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہاں بھی کسی ایک جگہ مستقل قیام نہیں فرمایا بلکہ حلہ کے نواح میں مختلف مقامات پہ تھوڑا تھوڑا عرصہ قیام فرمایا اسی علاقہ میں

www.jamanshah.com

آپ کے پاک خاندان کے افراد علیہم الصلوات والسلام کے مزارات ومشاہد بھی موجود ہیں پتہ نہیں ان کی وجہ سے اس جگہ کو پسند فرمایا یا کوئی دوسری وجہ تھی۔

ایک بات ضرور ہے کہ آپ کی آمد کا اثر ہر زمانہ میں حلہ پر رہا ہے جیسا کہ مشہور سیاح مستوفی اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ اس کی زیادہ تر آبادی غالی شیعوں کی ہے اور ان کا خیال ہے کہ امامِ منتظر جو سن دوسو چونسٹھ ہجری میں سامرہ میں غائب ہوئے تھے اسی جگہ سے اعلانِ خروج کریں گے وہاں ان کا ایک مقام بھی ہے۔

سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے جو تین سو تیرہ 313 اصحاب کی فہرست ہے اس میں سے دو اصحاب حلہ کے ہیں جبکہ پورے پاک ہند میں سے صرف دو ہیں۔

ایک خیال یہ بھی ہے کہ مقامِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف جو حلہ میں ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ نے کبھی اپنی رہائش گاہ بنائی تھی اور بعد میں اسی مقام پر شیخ علی حلاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا گھر بنایا تھا اسی گھر ہی میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا کہ جس میں اصحاب ومومنین حلہ کا امتحان ہوا تھا کہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے شیخ حلاوی سے فرمایا تھا کہ اپنی چھت پہ دو بکرے باندھ دینا اور قصاب کو بھی بلا لینا وہ بھی خواص میں سے تھا اور مومنین بکروں کا خون دیکھ کر فرار ہو گئے تھے۔

(خلاصہ) اصل حقیقت وہ ذات اقدس آپ ہی جانتے ہیں ہمارے پاس تو کتابوں کی بیساکھیاں ہیں جو ناقص ہیں یہ بھی عرض کر دوں کہ اسی شہر میں کافی عرصہ حوضہ عُلمیہ بھی رہا۔

یہاں جو مقامِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہے یہ مشہور تو شیخ علی حلاویؒ کے واقعہ کے بعد ہوا تھا مگر یہ مقام آپ کے حلہ میں تشریف لانے کے وقت منسوب ہو گیا تھا اور مؤرخین نے اسی مقام کے وجود کو بھی حلہ میں قیام کا ایک ثبوت مانا ہے۔

حلہ شریف کے قیام کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں اس کے بارے میں تاریخ نے اتنا لکھا ہے کہ یہاں شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے احمد بن موفق باللہ عباسی

www.jamanshah.com

کے دور تک قیام فرمایا احمد بن موفق باللہ ملعون کا زمانہ 279 ہجری سے 289 ہجری تک کا ہے اس طرح ان کی رہائش کا عرصہ تقریباً انیس یا بیس سال کا بنتا ہے یعنی یہ عرصہ آپ حلہ کے نواح میں رہائش پذیر رہے۔

حلہ کا شہر اب تو ایک وسیع شہر بن چکا ہے مگر اس دور میں یہ یوں نہیں تھا اس لئے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ نے کہاں قیام رکھا۔

ایک رائے یہ ہے جو قرین عقل بھی ہے کہ جس مقام پر آج مقام صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہے آپ نے انیس بیس سال یہاں قیام فرمایا اور اس سے اس دور کے شیعہ بھی آگاہ تھے اس لئے وہ اس مقام کا پہلے سے احترام بھی کرتے تھے۔

حلہ سے 35 کلومیٹر دور جناب قاسمؑ بن امام موسیٰ کاظم علیہما الصلوات والسلام کا مزار ہے یہاں پر مسجد ردِ شمس بھی ہے کہ جہاں جناب امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے سورج کو ڈوبنے کے بعد لوٹایا تھا دریا کے کنارے جناب ایوب بن امیر کائنات علیہما الصلوات و السلام کا مقبرہ بھی ہے حلہ سے شہزادہ قاسم علیہ الصلوات و السلام کی مزار کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جناب حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن ایوب بن جناب امیر المومنین علیہم الصلوات والسلام کا مقبرہ بھی ہے۔

اب یہ نہیں معلوم کہ آپ نے یہاں کس کس ذات اور کون کون سی جگہ کو شرفِ زیارت بخشا ہم بس اتنا بتا سکتے ہیں کہ یہ بیس سال کا عرصہ آپ نے اس ویران سرزمین پر گزارا اس کا امکان زیادہ ہے کہ جہاں آج مقامِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہے یہاں کچھ وقت قیام پذیر رہے ہوں گے حتمی طور پر تو وہ ذات پاک خود ہی فرما سکتے ہیں کیونکہ ہمارے وسائلِ تحقیق تو بہت محدود ہیں۔

نقشہ حلہ مقدس اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں

www.jamanshah.com

نقشہ قصر ابن ہبیرہ (حلہ شریف)

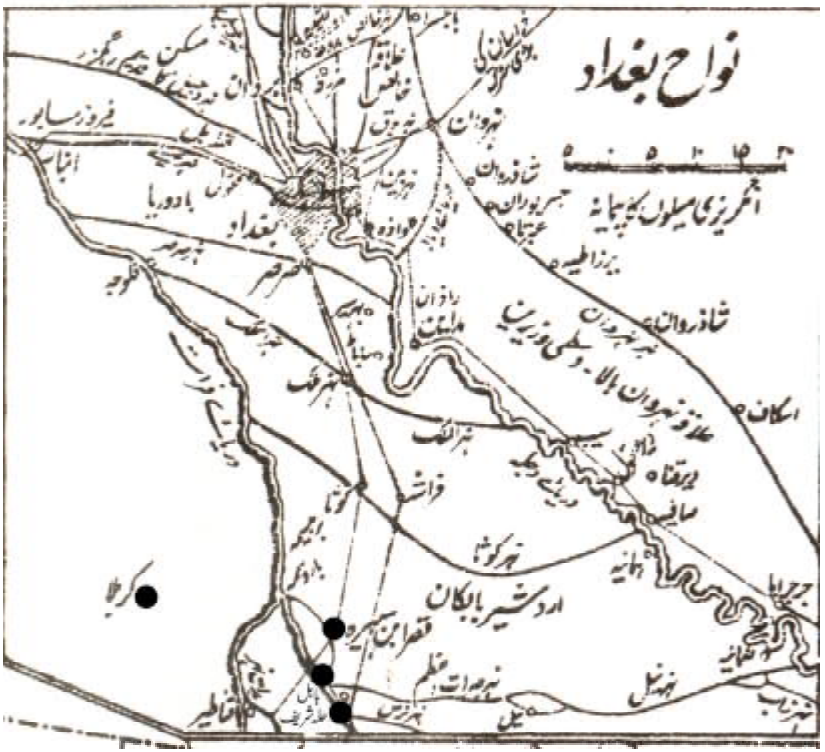

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

انتظام ہدایت درحلہ

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تک آپ جناب عجل اللہ فرجہ الشریف سامرہ میں قیام پذیر رہے وہاں تو یہ نظام جیسے چل رہا تھا وہ تو معلوم ہوگیا ہے مگر جب بیس برس کیلئے حلہ شریف میں قیام رہا تو وہاں نظام ہدایت کس طرح چلتا رہا؟

حقیقت یہ ہے کہ جتنا عرصہ آپ حلہ شریف میں قیام پذیر رہے مومنین سے رابطہ کیلئے جناب عثمان بن سعید العمری الاسدی سلام اللہ علیہ کو نائب بنایا یہ تقریباً دو سال تک منصبِ نیابت پر فائز رہے

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف انیس یا بیس سال حلہ میں قیام پذیر رہے بیس سال کے قیام کے بعد سامرہ شریف میں واپس تشریف لائے جتنا عرصہ وہاں قیام فرمائے رکھا اس دوران سلسلۂ ہدایت کے دو وسیلے تھے۔

ایک جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ اور دوسری ذات امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی تھی۔

جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ دراطہر پہ حاضر ہوتے تھے اور احکام وصول فرماتے تھے اور مالِ امام بھی دراطہر پہ پیش کرتے تھے اور توقیعات کے جواب یہاں سے لے کر واپس بغداد چلے جاتے تھے وہاں ان کی روغن فروشی کی دکان تھی مومنین کرام وہاں روغن خریدنے کے بہانے جاتے تھے اور احکام و توقیعات بھی وصول کرتے تھے اور مالِ خمس بھی وہاں جمع کراتے تھے اور غریب سادات تک خمس کے پہنچانے کا عمل بھی وہاں سے ہوتا تھا اور دیگر مومنین کی مالی امداد کا ایک مرکز بھی وہی تھا۔

www.jamanshah.com

جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کو پھر یہ حکم ملا کہ تم ہر شہر میں اپنے نائب بناؤ تا کہ ہر شخص تم سے رابطہ نہ رکھے بلکہ ہر شہر سے صرف ایک آدمی آئے اس طرح تم دشمن کی نگاہ سے محفوظ رہو گے

انہوں نے حکم کی تعمیل میں اپنے نائب مقرر فرمائے جنہیں ''حاجز'' کا لقب دیا گیا ان کی ایک زمانہ میں ستر سے زیادہ تعداد نہیں ہوتی تھی حاجز کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ شخص جو دو آدمیوں کے درمیان صرف اس غرض سے آ جائے کہ دونوں کا یا دونوں میں سے ایک کا دفاع کرے یعنی یہاں حاجز بنانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہ نائب شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حفاظت کی دیواریں تھیں۔

اس مقام پہ ہم سارے وکلائے کرام و حاجزین عظام رضوان اللہ علیہم کے واقعات تو نہیں لکھ سکیں گے ہاں البتہ یہاں مناسب ہوگا کہ چند وکلا عظام اور حاجزین کرام رضوان اللہ علیہم کے نام اور مقامات لکھ دئے جائیں کیونکہ کچھ نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہوتا ہے۔

وکلا و حاجزینؒ

مرکز بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ

نواح بغداد میں جناب بلالی سلام اللہ علیہ اور جناب عطار سلام اللہ علیہ کوفہ میں جناب عاصمی سلام اللہ علیہ

اھواز کئی شہروں پر مبنی تھا اور ہر شہر کو ھوز کہتے تھے اس کے سارے شہروں کے علیحدہ علیحدہ حاجز تھے جن میں سے زیادہ مقرب یہ ہیں۔

جناب محمد بن ابراہیم بن مہزیار سلام اللہ علیہ جناب حصینی سلام اللہ علیہ

قم مقدس کے جناب احمد بن اسحاق سلام اللہ علیہ جناب حسن بن نضر سلام اللہ علیہ جناب محمد بن محمد سلام اللہ علیہ جناب محمد بن ہارون بن عمران ہمدان کے جناب محمد بن صالح سلام اللہ علیہ جناب محمد بن کشمر سلام اللہ علیہ جناب جعفر بن ہمدان سلام اللہ علیہ

www.jamanshah.com

ری (طہران) کے جناب بسطامی سلام الله علیه جناب اسد سلام الله علیه جناب قاسم بن موسیٰ سلام الله علیه جناب صاحب حصاۃ علی بن محمد سلام الله علیه جناب محمد بن محمد کلینی سلام الله علیه جناب ابوجعفر الرفاء سلام الله علیه

آذربائیجان کے جناب قاسم بن شاذان سلام الله علیه جناب محمد بن شعیب بن صالح سلام الله علیه دیگر عراق کے شہروں کے..... جناب ابوالقاسم بن ابی حابس سلام الله علیه جناب ابوعبد الله کندی سلام الله علیه جناب ابوعبدالله جنیدی سلام الله علیه جناب ہارون قزاز سلام الله علیه جناب النیلی سلام الله علیه جناب ابوعبدالله بن فروخ سلام الله علیه جناب مسرور طباخ سلام الله علیه جناب احمد بن حسن سلام الله علیه جناب اسحاق الکاتب نوبختی سلام الله علیه جناب صاحب الفر سلام الله علیه جناب صاحب الصرۃ المکتومہ سلام الله علیه اصفہان کے ابن باداشاکہ سلام الله علیه صمیرہ کے جناب یزدان سلام الله علیه قزوین کے جناب مرداس سلام الله علیه جناب علی بن احمد سلام الله علیه شہزور کے جناب ابن خال شہزوری سلام الله علیه فارس کے جناب المجروح سلام الله علیه مرد کے جناب ابوثابت سلام الله علیه یمن کے جناب فضل بن یزید سلام الله علیه جناب حسن بن فضل سلام الله علیه جناب الجعفری سلام الله علیه جناب ابن اعمجمی سلام الله علیه جناب شمشاطی سلام الله علیه مصر کے جناب صاحب مولودین سلام الله علیه جناب انورجار سلام الله علیه نصیبین کے جناب ابومحمد بن وجنا اسی طرح اور بھی بہت سے وکلا تھے تفصیل کے لیے بحارالانوار جلد 50 ملاحظہ فرمائیے۔

جناب عثمان بن سعید سلام الله علیه تقریباً دوسال تک نائب رہے۔

سن 262 یا 263 ہجری میں جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی طرف سے ایک توقیع مبارک صادر ہوئی اور انہیں آگاہ فرمایا گیا کہ آپ

اپنی تیاری کرلیں اور اپنے فرزند جناب محمدؑ بن عثمان سلام اللہ علیہ کو اپنا نائب قرار دیں اور حاجزین کو بلا کر اس کی خبر دے دیں اسی طرح نواب اربعہ تعینات ہوئے مگر اس دور میں انھیں نواب نہیں کہا جاتا تھا بلکہ وکلا کہا جاتا تھا اور یہ روایتی شیعہ علمائے وفقہا میں سے بھی نہیں تھے بلکہ عرفا میں سے تھے یہ بھی ہوسکتا ہے اس دور کے علمائے اہل تشیع حکومت کی نظر میں ہوں اور انکی نگرانی کی جارہی ہو جسکی وجہ ان انکے نظام کو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے استعمال نہیں فرمایا بلکہ اپنا ایک نیا نظام تخلیق فرمایا گیا وجوہات پہ بحث نہیں کرنا چاہتا اور یہاں نواب اربعہ سلام اللہ علیہم کے حالات کو بھی ترک کرتا ہوں تاکہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھ جائے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصالِ معصومہؑ حلہ صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی

گیارہ شوال کو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے سامرہ سے ہجرت فرمائی اور یہ معلوم نہیں کہ کتنے دنوں بعد آپ حلہ شریف میں پہنچ گئے۔

حلہ شریف میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کے بارے میں عرض کروں گا کہ جب آپ نے یہاں حلے کے ویرانے کو زینت بخشی تو گرمی کا موسم تھا یعنی جولائی کا مہینہ تھا اور پردہ داران توحید صلوات اللہ علیہن بھی ساتھ تھے۔

پہلی ہجرت عین سردی کے موسم میں ہوئی اور چھ ماہ تک سامرہ کے گرد و نواح ہی میں رہے مگر جب حلہ کی طرف روانگی ہوئی تو وہ شوال کا مہینہ تھا اس وقت شدید گرمی پڑ رہی تھی اور اس گرمی کے موسم میں سینکڑوں میل کا سفر کر کے حلہ شریف میں تشریف لائے یہاں آ کر مصائب کا ایک اور دروازہ کھل گیا کہ یہاں کی آب و ہوا معصومہ بی بی صلوات اللہ علیہا کو راس نہ آئی ایک تو انہیں اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام سے بے پناہ محبت تھی ان سے جدا ہونے کا صدمہ ان کیلئے نا قابل برداشت تھا پھر یہاں کی گرمی اور مسلسل سفر کی وجہ سے تھکان نے اس معصوم کلی کو مرجھا دیا۔

انہیں کوئی ایک دکھ تو تھا نہیں بلکہ ایک سال کی عمر میں ان پر دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے ایک تو بابا کی جدائی کا دکھ تھا کمسن بھائی کی یتیمی کا صدمہ بھی نا قابل برداشت تھا۔ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی بیوگی کا دکھ بھی قیامت خیز تھا رکے بغیر مسلسل سفر کرنا بھی ایک صدمہ تھا اور وہ بھی شدید گرمی اور لو کے موسم میں اسی طرح جب کئی صدمات جمع ہو گئے تو پھر انہوں نے اس دنیائے اذیت رساں کو ترک

کرنا پسند فرمالیا، اس مقام پہ تاریخ خاموش ہے کہ ان کے وصال کے بعد کیا ہوا؟
تاریخ تو صرف اتنا بتاتی ہے کہ بیوہ ماں صلوات الله عليها نے اپنی معصوم بچی صلوات الله عليها کو آغوش میں سلا کر غسل دیا خدا جانے آنسوؤں سے غسل دیا یا پانی سے؟
خدا جانے کفن عرش سے آیا تھا یا کہ جناب سجاد علیہ الصلوات و السلام کی سنت کے طور پر کسی بوسیدہ چادر کا کفن بنایا گیا تھا؟
ہاں جب رات ہوگئی تو والدہ پاک صلوات الله عليها نے اپنے تازہ یتیم لعل عجل الله فرجه الشريف کو بلایا اور فرمایا بیٹا اب تم ہی اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے وارث ہو یہ ان کی امانت اب تم ہی مجھ سے سنبھال لو
انہوں نے عرض کی اماں آپ رو تو سکتی ہیں میں تو اس حال میں رو بھی نہیں سکتا۔
پانچ برس کے معصوم امام صلوات الله عليه نے اپنی پاک ہمشیر صلوات الله عليها کو اپنے ہاتھوں پہ وصول کیا پھر سینے سے لگا کر گریہ فرماتے رہے۔
اس کے بعد معلوم نہیں پانچ سال کے کمسن بھائی نے معصوم بہن کو کیسے اُٹھایا کیونکہ مستور کے جنازے پہ غیر تو آ نہیں سکتا تھا اور وہاں چند غلام اور کنیزیں ساتھ تھیں اور اپنا کوئی تھا نہیں پردیس کا معاملہ تھا خدا جانے معصوم نے کیسے تابوت اُٹھایا ہوگا؟ خدا جانے کیسے جنازہ پڑھا ہوگا۔
یہ بھی معلوم نہیں اکیلے کمسن نے کیسے بہن کو لحد میں اتارا ہوگا؟ کون لحد میں اُترا ہوگا؟ کس نے تلقین پڑھی ہوگی؟
ہم تو دل کو صرف یہی تسلی دے لیتے ہیں کہ بابا پاکؑ بھی آئے ہوں گے نانا پاکؐ بلکہ سارا پاک گھر تشریف لایا ہوگا اور کمسن لعلؑ کے آنسو بھی پونچھے ہوں گے انہیں سینے سے لگایا ہوگا ان کے اجداد طاہرین صلوات الله عليهم اجمعين نے آ کر دردبانٹے ہوں گے تجہیز و تکفین میں مدد

www.jamanshah.com

کی ہوگی، پاک دادیوں صلوات الله عليه نے آ کر معصوم لعل معظم عجل الله فرجه الشريف کو پیار کیا ہوگا سینے سے لگا کر دلاسہ دیا ہوگا اور ہم کیا سوچ سکتے ہیں۔

تطابقِ مصائب

میں جب اپنے شہنشاہِ معظم عجل الله فرجه الشريف کے واقعات دیکھ رہا تھا تو مجھے ایسا لگا کہ انہوں نے اپنے اجدادِ طاہرین صلوات الله عليهم اجمعين کے جملہ مصائب میں سے ہر ذات کے مصائب کو اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کا چشمِ ظاہری سے بھی مشاہدہ فرمایا ہے مثلاً

(1) ملکۂ عالمین صلوات الله عليها کا حق غصب ہوا یعنی انہیں اپنے پاک بابا صلى الله عليه و آله وسلم کی میراث سے محروم کیا گیا ان کے پاک بابا صلى الله عليه و آله وسلم کے وصال کے بعد ان کے درِ اطہر پہ ظالمین نے ہجوم کیا۔

یہاں بھی ایسا ہوا کہ انہیں بھی بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی وراثت سے محروم کیا گیا ان کا حق غصب کیا گیا وہاں کسی نے ان کے اولاد ہونے سے انکار نہیں کیا تھا مگر یہاں انہیں یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے بیٹے کے طور پر خود کو پیش کر سکیں۔

(2) امامِ مسموم مولا امام حسن علیہ الصلوات و السلام کو جامِ بقا پیش کیا گیا تو پاک بہنوں اور پاک اولاد نے جگر کے ٹکڑے ہاتھوں پہ لئے اور ان جملہ پر درد کیفیات کا مشاہدہ فرمایا یہاں بھی اپنی آنکھوں کے سامنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کو جامِ بقا کی وجہ سے تڑپتے ہوئے دیکھا، فرق اتنا تھا کہ وہاں سارے رشتہ دار موجود تھے گھر کے بزرگ بھی موجود تھے لیکن یہ کیسے مظلوم ہیں کہ کوئی رشتہ دار سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نہیں تھا سامنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام مسند پہ آخری لمحات گزار رہے تھے اور ان کا سن مبارک صرف ساڑھے چار سال کا تھا۔

بابا پاک کو وضو بھی کراتے تھے نماز بھی پہلو میں کھڑے ہو کر ادا کرواتے پھر اسی بچپن

کے عالم میں بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے جگر کے ٹکڑے بھی طشت میں وصول کرتے ہیں پھر شہادت کے بعد اسی کمسنی کے عالم میں غسل بھی خود دیتے ہیں پتہ نہیں پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے غسل کے وقت آپ کی کیفیات کیا ہوں گی؟ بابا پاک کے جسم پر نیلے نشان دیکھ دیکھ کر گریہ فرمانے سے کب فرصت ملتی ہوگی؟ غسل کس طرح دیا ہوگا؟

وہاں جناب امام حسن علیہ الصلوات و السلام کے جنازہ پڑھنے میں تو کوئی رکاوٹ نہ بنا تھا یہاں لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو تو جنازہ ادا کرنے میں بھی اتنے مشکلات کا سامنا تھا کہ جب تک گھر واپس نہیں پہنچے والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بڑی بے قراری سے مصروفِ دعا رہیں کہ خالق میرا بیٹا پہلی مرتبہ دشمنوں کے ہجوم میں گیا ہے خدایا یہ خیر سے واپس آئے۔

وہاں بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین کے سارے شیرِ ببر ساتھ تھے جناب غازی پاک علیہ الصلوات و السلام کی بے نیام تیغ کا پہرہ تھا اور یہاں ایک کمسن جس کا کوئی ہمدرد تک نہیں دشمنوں کی تعداد کا یہ عالم تھا کہ ایک وسیع صحن ظالمین سے بھرا ہوا تھا ادھر ساڑھے چار سال کا کمسن شہزادہ اور وہ بھی تن تنہا۔

(3) امامِ مظلوم علیہ الصلوات و السلام نے پاک مستورات صلوات اللہ علیہن کے ساتھ آدھی رات کو سفر کیا اور انہیں ظالمین نے گھر میں نہ رہنے دیا۔

یہاں ان کا سفر بھی رات کو ہوا پاک مستورات صلوات اللہ علیہن کو ساتھ لے کر گھر چھوڑنا پڑا وہاں یہ تھا کہ جناب غازی پاک علیہ الصلوات و السلام جیسے پردہ کے محافظ اٹھارہ نوجوان ساتھ تھے یہاں یہ عالم تھا کہ ایک کمسن شہزادہ اور چند کنیزیں اور دو غلام ایک محمل میں ایک پاک والدہ صلوات اللہ علیہا اور ایک کمسن ہمشیر پاک صلوات اللہ علیہا تھیں گویا پاک معصومہ صلوات اللہ علیہا کے مصائب کا حصہ بھی انہوں نے پایا۔

(4) آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے کم سنی میں امام محمد تقی علیہ الصلوات و السلام

نے دستارِ یتیمی سر اطہر پہ موزوں فرمائی اس یتیمی کا اس دور کے مومنین کے دلوں میں بہت زیادہ درد تھا وہ کہتے تھے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ سات سال کے سن میں انہیں یتیم کیا گیا ہے، مگر اِس شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا سن مبارک ساڑھے چار سال کا تھا جب کہ اُن کا سن مبارک سات سال کا تھا یعنی اُن کے دکھ کو بھی اُن سے بڑھ کر اپنی ذات پاک کیلئے پسند فرمایا۔

(6) جناب سجاد علیہ الصلوات و السلام کے مصائب کی انتہا یہ تھی کہ شام کے ماحول میں پردہ داروں کے ساتھ جانا پڑا۔

وہاں اُن کے پردہ دار صلوات اللہ علیہن بھی ساتھ تھے یہاں اِن کے بھی پردہ دار صلوات اللہ علیہن ساتھ تھے

ان کے ساتھ بھی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا تھیں اور اِن کے ساتھ بھی تھیں۔

اُن کے ساتھ ایک معصوم بہن صلوات اللہ علیہا بھی تھی جو رات دن بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے غم میں آنسو بہاتی تھیں ان کے ساتھ بھی ایک معصوم بہن تھی جو دن رات بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے غم میں اشکبار تھیں۔

اُنہیں پردیس میں کمسن بہن کا جنازہ اُٹھانا پڑا اِنہیں بھی پردیس میں کمسن بہن کا جنازہ اٹھانا پڑا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ پچیس سال کے جوان تھے ایک بیٹا بھی دکھ سکھ کا ساتھی تھا اور بابا پاک صلوات اللہ علیہ سے زیادہ مہربان پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ساتھ تھیں دل کو تسلی اور دلاسہ دینے والے بہت تھے مگر اِن کا سن اطہر پانچ سال کا تھا نہ کوئی مزار بنانے والا تھا نہ کوئی جنازے کو کاندھا دینے والا اور نہ ہی کوئی دلاسہ دینے والا خدا جانے لحد کیسے بنائی ہوگی؟ کیسے لحد میں اتارا ہوگا؟ کیسے تلقین پڑھی ہوگی اور کیسے مزار بند کی ہوگی؟

www.jamanshah.com

میں یہاں زائرین سے گذارش کرونگا کہ وہ جب حلے شریف جائیں تو اس معصومہ شہزادی صلوات الله علیها کی زیارت کو ضرور جائیں اور وہاں جا کر خصوصی طور پہ دعائے تعجیل فرج کریں اور انکے مزار اقدس کے قریب مردوں کو نہیں جانا چاہیے انھیں روضہ کے باہر ہی رہنا چاہیے ،ان کی مزار اطہر آج بھی حلہ شریف میں موجود ہے مگر اکثر زائرین کو معلوم نہیں کیونکہ وہ حلہ شریف کے شہر سے قدرے باہر ہے

دوستو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ نے ہمشیر صلوات الله علیها کا تابوت تنہا اٹھایا کیونکہ غلام تو انہیں ہاتھ تک نہیں لگا سکتے تھے اس لئے سارا کام تنہا کرنا پڑا۔

میں نے اس روانگی کے منظر کو سرائیکی میں لکھا تھا اسے یہاں پیش کرنا چاہوں گا کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف اپنی کمسن ہمشیر صلوات الله علیها کو اٹھائے ہوئے جناب سجاد علیه الصلوات والسلام سے زبان حال سے فرما رہے تھے

مرثیہ

ڈیکھو رت روندا ڈاڈا سائیں تیدی سنت نبھائی آنداں
میں پردیس اچ معصومہ ؑ بھین دا تابوت چائی آنداں
تساں پیو پتر ڈو ہاوے تے پھپھیاں ؑ دا سہارا ہا
میں بچپن وچ ہمی تنہا قدم ہر توں ودھائی آنداں
علی اصغر ؑ کوں معصومہ ؑ جیویں چایا ہا کربل وچ
معصومہ ؑ بھین کوں اونویں میں ہاں دے نال لائی آنداں
اے ہے پردیس دا موقعہ تے میڈی کمسنی ڈیکھو
میں بچپن وچ تہاڈے سارے دکھ سر تے اٹھائی آنداں

www.jamanshah.com

اساڈے نال کوئی بھی نہیں جیڑھا میت چواوے اج
نہیں اپنا کوئی تہوں ادھ رات کوں اے رنگ بنائی آنداں
دعا جعفرؑ کریندا ہے وسن اے بھین دے رلے
جو آہدے ہن میں کلہیں بھین دا میت سہائی آنداں

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

واپسی درسامرہ شریف

احباب گرامی

معتمد علی اللہ عباسی ملعون کا دورِ اقتدار ایسا تھا کہ کچھ وقت تو وہ آزاد حاکم رہا لیکن زیادہ عرصہ وہ اپنی آزادی باقی نہ رکھ سکا اور مالک کل نے اس پر موفق کو مسلط کر دیا موفق اس کا بھائی تھا اسے اس نے اپنے ساتھ شریکِ اقتدار کر لیا تھا پھر وہ خود ایک ڈمی حاکم بن کر رہ گیا اور سارا نظام موفق نے سنبھال لیا۔

موفق باللہ 278 تک زندہ رہا اس نے مرنے سے پہلے معتمد علی اللہ سے لکھوا لیا کہ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا احمد (معتضد باللہ) ہی خلیفہ ہوگا۔

279 میں معتمد علی اللہ ملعون فی النار ہوا تو ابوالعباس احمد بن موفق باللہ معتضد باللہ کے نام سے حاکم بنا اس نے ابتدا میں اپنے آپ کو جناب امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام کا معتقد اور آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہمدرد ثابت کرنے کی کوشش کی جیسا کہ اس کی زندگی کے حالات میں ہے کہ اس نے اس بارے میں معتمد ملعون کی بھی ایک دو مرتبہ مخالفت کی تھی۔

اب جب یہ برسر اقتدار آیا تو اس نے اس روش کو باقی رکھنے کی کوشش کی مگر اس کا خون تو وہی تھا جو کچھ وقت بعد ہی اسے اپنے آباء و اجداد ظالمین کی طرف کھینچ لے گیا اور پھر اس نے بھی مخالفت شروع کر دی مگر اولین دور میں یہ سادات نواز تھا۔

معتضد باللہ کے دور تک شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے حلہ میں قیام فرمایا۔ (R_114)

یہ بھی تھا کہ معتضد باللہ کے دور تک سرمن پاک والے گھر اطہر میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدطاہرہ صلوات اللہ علیہا اور پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ہی رہے اور ضروریات دین کے احکام کا نفاذ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے

ذریعے ہوتا رہا۔(R_115)

شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف اس کے دورِ اقتدار کی ابتدا تک حلہ شریف میں قیام پذیر رہے جب اس کی حکومت کچھ مستحکم ہوئی تو انہوں نے حلے سے سامرہ شریف میں واپس تشریف لے جانے کا پروگرام بنایا۔

یہاں تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ آپ نے وہاں اپنی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا سے وداع کیا بھی یا نہیں مگر میں سمجھتا ہوں والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے ضرور فرمایا ہوگا کہ بیٹا ہم اپنی کمسن بیٹی صلوات اللہ علیہا سے وداع ضرور کریں گے اب ہم انہیں تو گلے سے لگا کر پیار نہیں کر سکتے مگر ان کی مزار کو تو گلے لگا سکتے ہیں چلو اسی طرح ممتا کی کچھ تو تسلی ہو جائے گی۔

رات کے وقت وہاں سے روانہ ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ کونسا مہینہ تھا اور کونسا دن تھا۔

ہاں اتنا معلوم ہے کہ معتضد باللہ کے دور میں پاک پردہ داروں صلوات اللہ علیہن کے ساتھ واپس سامرہ شریف میں تشریف لائے تھے۔

یہ واپسی کا سن تھا 280 ہجری یعنی بیس سال حلے شریف میں قیام فرمایا گیا تھا یہاں تشریف لانے کے بعد جس پہلے خوش نصیب کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اس کا نام تھا ''احمد بن ابراہیم بن ادریس'' ان کی روایت کو دیکھتے ہوئے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس وقت آپ کا سن مبارک کیا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں نے اپنے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی اس وقت

رایت حین ایفع ..... قبلت یدیہ و راسہ ..... (R_116)

ایفع عربی میں بیس سال کے اوپر کے جوان کو کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے آقا عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی تو وہ اس وقت بھرپور جوان تھے اور میں نے ان کے دست ہائے اقدس کا بوسہ لیا اور ان کے سرِ اطہر کا بھی بوسہ لیا

www.jamanshah.com

یعنی اس وقت آپ کا سن مبارک بیس سال سے اوپر کا تھا اور تاریخی لحاظ سے بھی جس وقت سامرہ شریف واپس میں تشریف لائے تو آپ کا سن مبارک پچیس 25 سال کا تھا۔

اس دور میں معتضد باللہ کی رائے سادات کے بارے میں اچھی رہی اور اس نے چھ سال تک کوئی مخالفت نہ کی مگر پاک گھر پر اپنی نگرانی باقی رکھی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اس نرمی کی وجہ کیا تھی؟

اس کو وہ خود اس طرح بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک صاحبِ عظمت وجلال ذات پاک صلوات اللہ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف فرما ہیں اور وہ اپنی قدرت واختیار کا مظاہرہ فرما رہے ہیں وہ اس طرح کہ وہ دریا میں اپنا ہاتھ ڈال کر جب مٹھی بند کرتے ہیں تو پورے دریا کا پانی ان کی مٹھی میں آ جاتا ہے اور وہ جب اپنی مٹھی کھولتے ہیں تو دریا کا پانی جاری ہو جاتا ہے۔

یہ دیکھ کر میں نے عرض کی کہ آپ کون ذات ہیں جو اس قدر قدرت رکھتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا ہم امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام ہیں اور یہاں تمہیں یہ فرمانے کیلئے تشریف لائے ہیں کہ سارے نظام ہمارے ہاتھ میں ہیں تم اگر وعدہ کرو کہ کبھی بھی ہماری اولاد کی مخالفت نہیں کرو گے تو ہم تمہیں حکومت عطا فرمائیں گے، اس پر میں نے ان سے وعدہ کر لیا پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس سے اگلے دن میرا نام ولی عہدی کیلئے پیش بھی ہو گیا اور منظور بھی ہو گیا۔

اسی معتضد باللہ کا ایک اور بھی واقعہ ہے کہ اس کے دور میں طبرستان میں اس وقت جو حاکم تھے ان کا نام جناب محمدؑ بن زید العلوی تھا یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کی ایک دختر پاک شہنشاہ ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں کنیز تھیں اور پوری زندگی کنیزی میں گزاری تا اینکہ لوگوں میں یہاں تک مشہور ہو گیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی اصل والدہ پاک یہی بی بی سلام اللہ علیہا ہیں

www.jamanshah.com

جناب محمد بن زید علوی سلام اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے مال میں سے ایک کثیر رقم سامرہ بھجواتے تھے اور یہاں ان کا ایک وکیل تھا جسے حکم تھا کہ یہ سارا مال سامرہ کے غریب سادات میں تقسیم کر دیا کرو یہ وکیل اس پر عمل کرتا تھا۔

معتمد باللہ ملعون کے دور میں یہ مال خفیہ طریقے سے آتا تھا کیونکہ معتمد ملعون کا یہ حکم تھا کہ سادات کیلئے جو بھی کوئی مال بھیجے اس کو بحقِ سرکار ضبط کر لیا جائے مگر معتضد کے دور میں چونکہ یہ خطرہ نہ تھا اس لئے جناب محمدؑ بن زید علوی سلام اللہ علیہ نے یہ مال ظاہراً بھیج دیا بغداد کے کوتوال کو جب اس کی خبر لگی تو اس نے وہ مال ضبط کر کے معتضد کے دربار میں پیش کر دیا اور سارا ماجرا بھی سنایا یہ سن کر معتضد باللہ نے بھرے دربار میں ایک خواب سنایا اس نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ ایک پل سے میں گزر رہا ہوں آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ عین پل کے درمیان میں امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام محوِ نماز ہیں میں نے انتظار کیا کہ یہ نماز مکمل فرما لیں تب میں گزروں گا۔ جب آپ نے نماز مکمل فرما لی تو میں قریب گیا اور عرض کی آقا آپ میری اولاد پر بھی حکومت کے حکم کو جاری فرمائیں اور میری اولاد کو بھی حکومت عطا فرمائیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کیا تم ہماری پاک اولاد کی مخالفت تو نہ کرو گے؟ اور اپنی اولاد سے بھی اس کا عہد لو گے؟..... میں نے وعدہ کیا اس پر انہوں نے فرمایا تو وعدے پر قائم تو نہیں رہے گا مگر ہم تمہاری اولاد میں حکومت کو جاری فرماتے ہیں، اس کے بعد ایک بیلچہ مجھے عطا فرمایا کہ اس سے زمین پر ضربیں لگاؤ جتنی ضربیں لگاؤ گے تمہاری اتنی نسلیں حکومت میں آئیں گی۔

اس پر میں نے پانچ یا چھ ضربیں لگائیں، پھر شہنشاہ پاک علیہ الصلوات و السلام نے مجھے پل پر سے گزرنے کا حکم دیا۔..... یہ خواب بیان کرنے کے بعد اس نے سادات کا مال واپس کر دیا یہ دونوں واقعے صاحب درمقصود نے لکھے ہیں (R_117) بلال

284 ہجری میں معتضد باللہ نے جملہ خطیبانِ مساجد کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا جس

www.jamanshah.com

میں لکھا کہ خطبہ جمعہ میں معاویہ بن ابوسفیان ملعون پر لعنت کو واجب قرار دو ورنہ خطیب کے عہدے سے خود کو معزول سمجھو.....اس پر ایک وزیر نے (جو ناصبی تھا) یہ کہا کہ اس سے محروسہ ممالک میں بدامنی پھیلے گی لہٰذہ اس حکم کی بجائے ایک کتاب لکھوائی جائے کہ جس میں ان احادیث کی نشان دہی کی جائے جو فضائلِ معاویہ میں گھڑی گئی تھیں اور اس کی اشاعت کی جائے تا کہ لوگوں کو حقیقت معلوم ہو جائے کہ معاویہ کتنا برا تھا۔

اسے یہ رائے پسند آئی اور اس نے فوراً کتاب لکھنے کا حکم دیا، جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی تو اس وزیر نے قاضی یوسف ابن یعقوب کو ہمنوا بنا کر اسے رکوانے کی کوشش کی، مگر وہ نہ مانا تو اس نے اسے عوامی بغاوت سے ڈرانے کی کوشش کی، جب اس نے اسے ڈرانے کی کوشش کی کہ اس کتاب کی اشاعت سے بغاوت پھیل جائے گی تو اس نے کہا میں اس بغاوت کو نوکِ شمشیر سے ختم کر دوں گا تم کتاب لکھواؤ لیکن بحث بڑھنے سے یہ کتاب شائع نہ ہو سکی۔(R_118)

اسی ابوالعباس احمد بن موفق باللہ معتضد باللہ عباسی کے دور حکومت میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے دوبارہ حملے سے سامرہ کو زینت بخشی اور اس وقت آپ کا ظاہری سن مبارک پچیس سال کا تھا یہاں تشریف لانے کے بعد آپ نے اپنے بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے گھر اطہر کو زینت نہیں بخشی بلکہ سامرہ کے دوسرے مکان میں رہائش اختیار فرمائی جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔اس دور کے ملکی حالات لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے اس لئے انہیں بھی ترک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ اس دور میں معتضد باللہ عباسی چاہے جتنا سادات نواز رہا مگر اس کا شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں رویہ ثابقہ عباسیوں جیسا ہی رہا اس کے دور میں بھی جاسوسی کا نظام قائم رہا اور شیعوں پر نگرانی رہی اور نظام امامت میں مداخلت کا عمل جاری رہا جس کی وجہ سے سلسلہ ہدایت ظاہراً جاری نہ ہو سکا۔

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

وصال جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب سامرہ شریف میں واپس تشریف آئے تو آتے ہی ان کے دشمنوں کو ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا وہ تھا جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے وصال کا صدمہ، شاید واپسی کی وجہ بھی یہی ہو کہ ان کی نیابت کے زمانہ کا اختتام تھا اور ان کی آخری رسومات میں شریک ہونا بڑا ضروری تھا ان کے وصال کے واقعہ کے ضمن میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کی تدفین کے متعلق جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا دوسرے خاندان سے اختلاف ہو گیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ان کے بھائی جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں دفن ہوں جبکہ باقی خاندان والے چاہتے تھے کہ مزار گھر اطہر کے اندر بنائی جائے تو اس پر جناب جعفر نے جوش میں کہہ دیا کہ یہ ہمارا گھر ہے اور ہمیں اختیار ہے کہ انہیں دفن ہونے دیں یا نہ ہونے دیں اس پر امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائے اور فرمایا چچا جان ذرا پھر سے فرمائیں کہ یہ گھر کس کا ہے ؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

یہ روایت کتب میں موجود تو ہے مگر نا قابلِ اعتنا ہے اور کئی وجوہ سے ساقط الاعتبار ہے

پہلی وجہ تاریخی ہے کہ معظّمہ عالم جدہ امامِ زمانہ صلوات اللہ علیہا کا سنِ وفات جو بھی مانا جائے 279 ہجری کے بعد کا ماننا پڑے گا جب کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا سنِ وفات 271 ہجری ہے یہ دونوں سن بھی صاحبانِ تاریخ نے لکھے ہیں اس لئے یہ واقعہ نا قابلِ یقین ہے کیونکہ وہ اپنی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے وصال سے نو یا دس سال

قبل وفات پا چکے تھے(R_119)

دوسری وجہ عقلی ہے وہ یہ کہ سید زادہ کتنا ہی کیوں نہ گر جائے اتنا نہیں گر سکتا کہ والدین کے معاملہ میں یہ گستاخی کرے کم از کم صدرِ اول میں تو یہ ناممکن ہے۔

یہ بھی ہے کہ کسی بھی روایتی گھر کا کوئی بزرگ ہو یا بچہ ہو وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا یہ ہم مان لیں گے کہ کسی نوجوان نے اپنے گھر کے معیار Status کے خلاف کوئی حرکت کی ہو مگر یہ نا ممکن ہے کہ بزرگوں کے روبرو کی ہو بعد از وفات کوئی سید زادہ اپنے بزرگوں کے حق میں ایسی حرکت کرے اسے عقل تسلیم نہیں کرتی۔

صدمہ ثانیہ

جس دور میں آپ نے دوبارہ سرمن کو زینت بخشی تو اس دور میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے بعد جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی رحلت ہوئی ان کے بارے میں ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا مزار ان کے سرتاج جناب امام محمد تقیؑ علیہ الصلوات و السلام کے ساتھ بنایا جائے اس لئے انہیں کاظمین لایا گیا تھا۔

یہاں میں زائرین سے گزارش کروں گا کہ جب وہ کاظمین جائیں تو وہاں ان کی زیارت اور ان کی بارگاہ اقدس میں دعائے تعجیل فرج ضرور کریں اور ہماری طرف سے بھی دعا تعجیل ضرور کریں۔

صدمہ ثالثہ

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامرہ میں آنے کے بعد تیسرا صدمہ یہ پہنچا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا جنھوں نے منصب وصایت کو سنبھالا ہوا تھا ان کا بھی وصال ہو گیا اور ان کی مزار اقدس بھی جناب ابو محمد الحسن

العسکری صلوات اللہ علیہ کے پہلو میں تیار کی گئی یہ مزار اقدس آج بھی موجود ہے یہاں یہ بھی کرنا چاہونگا کہ کیونکہ یہ مستورات صلوات اللہ علیہ حامل عصمت تھے اس لئے انکی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کی ادائیگی یقیناً شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ہی فرمائی ہوگی کیونکہ معصوم کے یہ امور معصوم ہی انجام دیتا ہے اس لئے اگر کسی غیر کے بارے میں کوئی روایت موجود بھی ہو تو وہ نا قابل یقین ہے کیونکہ وہ ہمارے مسلمات شیعہ کے خلاف ہے۔

یہاں علامہ مجلسی نور اللہ مرقدہ کی ایک تاکید کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا تھا مجھے علما پر حیرت ہے کہ وہ ان معظّمہ ومخدرہ عصمت مستورات صلوات اللہ علیہ کی زیارت کی طرف عوام کو راغب نہیں کرتے جبکہ انکی زیارت مستحبات میں سے افضل ترین ہے، اس طرح میں بھی زائرین سے گذارش کرونگا کہ جب بھی ان مقامات مقدسہ پر جائیں تو انکی زیارت بھی کریں اور ان کے روضہ ہائے اطہر کے سامنے دعائے تعجیل فرج کرنا انتہائی ضروری ہے اور یہ اجر رسالت اور ایفائے عہد ولایت ہے، فریضہ عبدیت وغلامی ہے اور کسی مرد کو انکے مزارات پہ نگاہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ روضہ اطہر کے باہر ہی سے زیارت کرنا چاہیے اور وہاں دعائے تعجیل فرج اپنی طرف سے اور ہماری طرف سے بھی ضروری کریں ان کا احسان ہوگا، دوستو ہمارے پیش نظر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہ کی سیرت ہے نہ کہ کلی طور پر کتاب غیبت لکھنا اس لئے ہم دیگر واقعات کے بارے میں اختصار سے کام لے رہے ہیں زمانے غیبت کے بارے میں ہم پھر کسی کتاب میں تفصیلات فراہم کریں گے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

معتضد باللہ ملعون کی کارروائیاں

احباب گرامی

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب معتضد باللہ عباسی ملعون کے دور میں واپس سامرہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے سابقہ گھر اطہر کو زینت نہ بخشی بلکہ ایک نیا گھر تعمیر فرمایا اور وہ ایک ایسی جگہ بنایا گیا تھا کہ جس کے چاروں طرف ایسے لوگ آباد تھے جو اس راز کو راز رکھ سکتے تھے وہ انتہائی خوبصورت گھر تھا جس گھر اطہر کے حسن اور حسنِ تعمیر کا ذکر واقعہ رشیق میں ہے وہ یہی گھر تھا اور آپ نے اس میں کافی عرصہ قیام فرمایا، اس دوران معتضد ملعون نے دوسرے بنی عباس کی طرح منجملہ سادات کے خلاف تو کارروائیاں نہ کیں اور عام سادات کے بارے میں اس کی رائے درست رہی مگر ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں اس کی رائے ہمیشہ مخالفانہ رہی اور باقی بنی عباس کی طرح یہ خائف رہتا تھا کہ وہ ذات کسی وقت خروج فرما کر یہ تخت و تاج مجھ سے چھین نہ لیں اس لئے اس نے اپنی طرف سے جاسوسی کا نظام سخت رکھا اور ہمیشہ موقع کی تاک میں رہا۔

واقعۂ رشیق

یہ مشہور واقعہ احمد بن موفق معتضد باللہ کے زمانہ کا ہے اور اس کا دور 279 ہجری تا 289 ہجری تک کا ہے اور اس کے دورِ حکومت کی ابتدا تک شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف شہر حلہ کے نواح میں مقیم رہے اور اس کے دور میں 280 ہجری میں دوبارہ واپس سرمن رائے میں خفیہ طور پر تشریف لائے حتیٰ کہ نواب خواص کو بھی اس آمد کی خبر نہ تھی لیکن بنی

عباس کی جاسوسی کا نظام اس معاملہ میں بہت فعال تھا اور شیعوں کی نگرانی اور خواص کے حرکات وسکنات پر ان کی مسلسل نگاہ تھی اور اسی نظام نے آخر کار اس کا پتہ لگا لیا کہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں تشریف فرما ہیں اور اس کا پتہ ملعون کو بتا دیا جس کا ردِعمل اس واقعہ کی صورت میں سامنے آیا جسے واقعۂ رشیق کہا جاتا ہے۔

معتضد ملعون کے معتمدین میں سے ایک فوجی جوان تھا جس کا نام رشیق تھا یہ روایت کرتا ہے کہ ایک دن مجھے معتضد باللہ عباسی نے بلایا جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پاس دو افسر بیٹھے ہوئے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں ایک اہم کام سونپنا چاہتا ہوں اسے انتہائی راز داری سے سرانجام دینا ہے، میں نے تمہارے لئے شاہی اصطبل سے تین تیز رفتار گھوڑے منگوائے ہیں وہ سائیس لے کر تمہارے انتظار میں محل کے دروازے پر کھڑا ہے تم تینوں اسی وقت سامرہ کی طرف چل پڑو راستے میں کہیں آرام نہ کرنا اور گھوڑوں کی باگیں اُٹھائے چلے جانا وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر تک کارواں سرائے میں ٹھہر جانا جب دوپہر کا وقت ہو جائے تو فلاں محلّہ میں جانا اس محلے میں ایک خوصورت مکان ہے اس کا اس نے پورا پورا نشان بتا کر کہا کہ اس میں چلے جانا اس کے در پہ تمہیں ایک سیاہ فام غلام ملے گا تم لوگ اس کی پرواہ نہ کرنا بلکہ یک بار ہجوم وحملہ کر کے اس مکان کے اندر بلا خوف و خطر گھس جانا اور جس شخص کو بھی اندر پانا بلا عذر اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آنا رشیق کہتا ہے کہ ہم حکمِ سلطانی پا کر فوراً سامرہ شریف میں آئے وہاں کاروان سرائے میں قیام کے بعد ہم اس مطلوبہ گھر کی تلاش میں چل پڑے اسے تلاش کرنے میں ہمیں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سیاہ فام غلام دروازہ پہ موجود تھا جو سوتی دھاگے سے آزار بند بُننے میں مصروف تھا جب ہم وہاں پہنچے تو وہ بڑی بے نیازی سے اپنے کام میں مصروف رہا اور ہماری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا ہم حیران

www.jamanshah.com

ہوئے کہ یہ تو کچھ بھی نہیں کہتا آخر ہم ہی نے خود اس سے پوچھا کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس گھر کا مالک ہی رہتا ہے اور کون رہتا ہے، ہم اس کا جواب سن کر اور بھی حیران ہو گئے اور وہ غلام اپنے کام میں مصروف رہا ہمیں جس مزاحمت کا خطرہ تھا وہ جاتا رہا اور اس غلام نے ایسی آزادی اور بے پرواہی سے ہمارے سوالات کا جواب دیا کہ مجھے اس کی بے خوفی اور جرات پر سخت تعجب ہوا مجھے یقین تھا کہ شاہی سپاہی ہونے کے باعث وہ ہم لوگوں سے ڈرے گا مگر وہ ہرگز نہ ڈرا، اور نہ خائف ہوا، اور اپنے کمال استقلال سے جس کام میں مصروف تھا برابر مشغول رہا اور جواب دینے کے بعد پھر ہماری طرف مطلق متوجہ نہیں ہوا اس لئے ہمیں یقین ہو گیا کہ ہم لوگوں کو اس کی مزاحمت سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بہر حال اس نے ہم سے کوئی مزاحمت نہیں کی اور ہم لوگ بلا روک ٹوک اس عمارت کے اندر چلے گئے۔

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ اس مکان کی آرائش وزیبائش بالکل امیرانہ طور پر کی گئی تھی اس کے کمروں کی ترتیب اور سجاوٹ سے صاحبانِ خانہ کے مزاج کی نفاست صاف جھلک رہی تھی، جب انسان اس میں داخل ہوتا تھا تو دروازہ کے سامنے جہاں سے آمد ورفت ہوتی تھی وہاں ایک دل آویز برآمدہ اور مسقّف خوش نما برآمدہ تھا کہ جسکے جھروکوں میں سے حسن جھانکتا نظر آتا تھا، اس جیسا برآمدہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کے معمار اور صناع اس جیسی عمارت بنانے سے عاجز آ جائیں، جب ہم اس برآمدہ سے گزر کر صحن میں پہنچے تو کسی شخص کو صحن میں موجود نہیں پایا جب ہم نے اس صحن کو عبور کر لیا تو سامنے ایک شاہی قصر نما محل نظر آیا جسے دیکھ کر آنکھیں زمین ادب چومنے لگتی تھیں اور یہ عجیب بات تھی کہ اس محل کے سامنے ہمیں ایک دریا بہتا ہوا نظر آیا ہمیں ایسا لگتا تھا کہ وہ محل ایک سمندر کی پشت پر تعمیر کیا گیا ہے اور وہ محل پہلی نظر میں یہ تاثر دیتا تھا گویا جیسے سمندر کے درمیان کوئی بڑی سی مرغابی سینہ نکالے تیر رہی ہے

www.jamanshah.com

اس محل کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس محل کے اندر کا منظر ہمیں وہاں سے نظر آ رہا تھا، ہم نے دیکھا کہ اس محل کے اندر ایک دلکش دریا بہہ رہا تھا اور اس پر ایک دبیز قالین بچھا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک سجادۂ نماز آراستہ تھا اور اس پر ہم نے ایک قمری الوجہ ذات کو دیکھا جو مصروفِ عبادت تھے ان کے جاہ وجلال کی بھی کوئی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں تھی، وہ شہنشاہِ معظم جس سجادۂ عبادت پہ مصروفِ نماز تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ بھی سطحِ آب پر قائم ہے اور وہ اتنے خشوع وخضوع سے محوِ نماز تھے کہ انہیں ہمارے آنے کا احساس تک نہ ہوا ہم تینوں آدمیوں کو اس مظاہرۂ قدرت کا مشاہدہ کر کے بڑی حیرت ہوئی اور ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں لیکن انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ فرمائی کچھ دیر بعد ہمارے ایک ساتھی جس کا نام (احمد بن عبداللہ) تھا اس نے کہا ہم جس کام کو آئے ہیں وہ بھی تو کریں میں نے کہا تم ہی آگے بڑھو، اس نے آگے قدم بڑھایا اور دریا میں قدم رکھ دیا بس دریا میں قدم رکھنا تھا کہ وہ ایک انتہائی خطرناک اور عمیق دریا میں گر کر غوطے کھانے لگا اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا اس کی یہ حالت دیکھ کر ہمیں ہوش آیا اور ہم نے اسے بڑی مشکل سے باہر نکالا لیکن وہ اس دوران بے ہوش ہو چکا تھا۔

یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ہمارے دوسرے ساتھی کو جوش آ گیا اور اس نے کہا میں جاتا ہوں شاید وہ تیرنا جانتا تھا اور اسی گھمنڈ میں اس نے دریا میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ابھی وہ دریا میں داخل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دریا نے خود اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بھی غوطے کھانے لگا۔

رشیق کہتا ہے کہ جب میں نے یہ مشاہدہ کیا تو دہشت سے میرا سارا جسم کانپنے لگا اور مجھ پر بے پناہ خوف طاری ہو گیا میں فوراً سر بہ خم ہو گیا اور میں نے اس خاصۂ ربانی سے عرض کی

www.jamanshah.com

ہم آپ کی ذات وعظمت سے ناواقف تھے آپ ہمیں معاف فرمادیں ہم سے غلطی ہوئی ہے اور میں نے شرعی قسم کھائی کہ ہم واقعی آپ کی ذات سے بے خبر تھے پھر بھی میں اپنے دانستہ و نادانستہ گناہوں کی معافی چاہتا ہوں امید ہے آپ ہمیں ضرور معاف فرمادیں گے۔ رشیق کہتا ہے کہ میں نے لاکھ گریہ وزاری کی لیکن انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ فرمائی اور عبادت میں مصروف رہے، ہم انہیں اسی حالت میں مصروفِ نماز چھوڑ کر واپس بھاگے اور سیدھے بغداد میں معتضد باللہ کے پاس پہنچے ہم نے اپنے آنے کی اطلاع دی تو وہ ملعون خود باہر آ گیا اور آتے ہی بے تابی سے پوچھا کہ کیا کام ہوگیا ہے؟ ان کا سر کہاں ہے؟

ہم نے کہا تم نے یہ کیسا کام ہمارے سپرد کیا ہے؟ کہ اس میں دنیا و آخرت کی تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اس نے کہا مجھے کچھ بتاؤ تو سہی ہم نے سارا حال تفصیل سے سنا دیا جب ہم اپنی آپ بیتی اسے سنا چکے تو اس نے فوراً کہا بتاؤ کہ تمہیں اس محل میں جاتے یا آتے ہوئے کسی نے دیکھا تو نہیں تھا؟

ہم نے کہا کسی نے نہیں دیکھا تھا پھر اس نے سوال کیا کہ مجھ سے پہلے یہ بات تم نے کسی کو بتائی تو نہیں؟ ہم نے کہا کسی کو نہیں بتائی تو اس نے سکھ کا سانس لیا اور کہا یہ بات تم کسی کے سامنے کبھی بھی بیان نہ کرنا میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے مقصد میں ناکامی کا پہلے سے پورا یقین تھا ہاں اب تم سارے قسم کھاؤ کہ یہ واقعات کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کرو گے ہم نے قسمیں کھائیں تب اس نے باہر آنے دیا اور ہم نے اس کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو بتایا بھی نہیں تھا اس کے بعد اسے بیان کیا۔(R_121)

اس واقعہ سے یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ عباسی ملاعین بظاہر جتنے بھی سادات پرور بنتے رہے وہ پھر بھی ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دشمن ہی تھے اور پوری زندگی ان کے درپئے آزار رہے (ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

غیبت درسرداب مبارک

احباب گرامی

اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ آپ کی وہ غیبت جو سرداب مبارک میں ہوئی تھی وہ کب اور کیسے ہوئی؟ پہلے ذرا اس کے پسِ منظر Background میں جانا مناسب لگتا ہے تاکہ صحیح صورتِ حال سامنے آسکے

سامرہ شریف میں جو مکان بنوایا گیا تھا اس میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف زیادہ عرصہ قیام پذیر نہ رہے تھے اس کی دو وجوہ تھیں۔

پہلی وجہ یہ تھی کہ آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کا گھر پہلے آباد تھا جب جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا اوران کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا وصال الیٰ اللہ ہوا تو یہ گھر اطہر ایک دم خالی ہوگیا اس لئے اسے آباد رکھنا بھی ضروری سمجھا گیا دوسری وجہ یہ تھی کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی رحلت 271 ہجری میں ہو چکی تھی ان کی اولاد جن کی تعداد بیس سے بھی زیادہ تھی ان میں اُن کی دختران پاک صلوات اللہ علیہن بھی تھیں جنہیں سرپرستی کی ضرورت تھی ان کے فرزندان میں سے جناب ابوالرضا محسن بن جعفر تواب سلام اللہ علیہ اور جناب ابن الرضا عیسیٰ بن جعفر تواب سلام اللہ علیہما تو امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خواص میں سے تھے ابوالرضا جناب محسن سلام اللہ علیہ کے بارے میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح عباسیوں کی توجہ اپنے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ہٹانے کیلئے جان کا نذرانہ بھی دیا یعنی جب مقتدر باللہ عباسی ملعون نے 300 ہجری میں ظلم کا جال بچھایا تو انہوں نے شام میں جا کر خروج کر دیا اور

وہاں شہید ہوئے اوران کا سراطہر بغداد میں لایا گیا تھااور کافی دن بغداد کے دروازہ پہ ان کا سراطہر آویزاں رکھا گیا تھا جناب عیسیٰ بن جعفر تواب سلام اللہ علیہ مدینہ میں درسِ حدیث پر معمور تھےاورلوگ ان سے علمِ دین حاصل کرنے آتے تھے یہ باتیں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کومعلوم ہوکہ اس پاک گھر کے افراد کی ظاہری زندگی کیسی تھی۔

ان حالات میں سرکارامامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں واپس تشریف لانا مناسب سمجھا لیکن جب نئے گھر اطہر پر رشیق وغیرہ کا حملہ ہوا تو اس کے بعد آپ نے اپنے وکلائے کرام رضوان اللہ علیہم سے ملاقات کے لئے سابقہ گھر اطہر کو مقرر کیا اوران کے ساتھ ملاقات سرداب مبارک میں ہی فرمائی جاتی تھی اور سامرہ میں واپسی کا خواص شیعہ تک کو علم نہ تھا۔ (R_122)

ہوا یہ کہ ان ملاقاتوں کا بھی راز فاش ہوگیا یہ تو مالک کی اپنی مصلحتیں ہیں ہم نہیں جانتے کہ ایسا کیوں ہوا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اگر نہ چاہیں تو کسی کو کوئی علم ہو ہی نہیں سکتا تھا مگر یہ ان کی اپنی مصلحتیں ہیں جنہیں ہم نہیں سمجھ سکتے لیکن ہوا یہ کہ معتضد باللہ کو اطلاع مل ہی گئی کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے نائبین سے سرداب مبارک میں اپنے سابقہ گھر اطہر میں ملاقاتیں فرماتے ہیں اوراحکام جاری فرماتے ہیں اور وہ ایک ایک فرمان لکھ کرلاتے ہیں۔اس کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے سرداب مبارک میں نائبین کو یاد فرمانے کا عمل ترک کر کے سامرہ کے مغرب میں ایک پہاڑ ہے اس کی ایک غار میں انہیں حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور پھر اپنے گھروں کی بجائے وہاں نواب کو بلایا جاتا تھا اورانہیں احکام دیئے جاتے تھے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب مسند فرماتے تھے تو بلاتے ورنہ نواب کو بھی اس دن کا بھی علم نہ ہوتا تھا کہ جس دن بلایا جاتا تھا اور وہ ایک ایک بات لکھ کرلاتے تھے۔ (R_123)

یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا.....اس دور میں کئی جاسوسوں کو مال و دولت دے کر بھیجا جاتا

www.jamanshah.com

رہا کہ تم نواب ووکلا کو مال امام پیش کرو اور ان سے رسید لے لو تا کہ ان کے خلاف ثبوت کے ساتھ بات کریں گے مگر ایسا کئی مرتبہ ہوا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے وکلا کو حکم پہنچ جاتا تھا اب فلاں وقت تک کسی سے مال قبول نہیں کرنا کیونکہ دشمن کے ارادے یہ ہیں اس طرح معتمد باللہ کے زمانے بھی ہوا اور ہر دور میں ہوتا رہا۔

﴿واقعہ غیبت در سرداب مبارک﴾

جب ہم شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ نے حلہ سے سامرہ واپسی کے کچھ بعد وہ نیا گھر کچھ عرصے کے لئے ترک فرما دیا اور سابقہ گھر اطہر میں قیام رکھا جیسا کہ واقعہ رشیق میں بیان ہوا ہے معتضد باللہ عباسی ملعون کے عزائم ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے متعلق خطرناک تھے، اس ملعون نے یہی ایک کوشش نہیں کی بلکہ اس نے بار بار یہ کوشش کی کہ کسی طرح اطفائے نور الٰہی میں کامیاب ہو جائے مگر خالق کا نور خاص کسی کے نجس منہ کے پھونکوں سے کیسے خاموش ہو سکتا تھا؟

معتضد باللہ عباسی نے 283 ہجری میں دوبارہ کوشش کی اور وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا اس روایت سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے اول یہ ہے کہ سرداب مبارک میں کب تشریف لے گئے اور دوسری بات یہ ہے کہ 283 ہجری تک والدہ پاک صلوات اللہ علیہ کا سایۂ عاطفت آپ کے سر اطہر پہ باقی رہا، واقعہ یہ ہے کہ اپنی پہلی کوشش کے بعد معتضد ملعون نے ایک فوجی دستہ تیار کیا جس کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں 300 یا 500 کے قریب فوجی شامل کئے گئے اور انہیں شام کے وقت گھر اطہر میں چھاپہ مارنے کا حکم دیا جب وہاں سے ظالمین حرم توحید میں جسارت کا ارادہ کر کے روانہ ہوئے تو اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہ سے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے اور

www.jamanshah.com

خالق کی یہی منشا ہے کہ اب ہم آپ سے جدا ہو جائیں اس کے بعد عرض کی اب ہمیں اجازت، ہماری غیبت کا وقت آ گیا ہے اس کے بعد ہم آپ سے نہیں مل سکیں گے معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بیٹا آپ پھر کب واپس آئیں گے؟ عرض کی اب آپ کو آخری بار ملنے ضرور آئیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اب دشمن دروازہ پر پہنچنے والے ہیں آپ کا پاک پردہ ہمیشہ محفوظ رہے گا فکر مند نہیں ہونا ہے اب حکمِ محبوب یہ ہے کہ میں آپ سے جدا ہو جاؤں آخری بار پیار کروایا اور سرداب مبارک کی جانب تشریف لے گئے

انہ دخل السرداب فی دار ابیہ و امہ صلوات اللہ علیہا تنظر الیہ فلم بعد یخرج و ذالك فی ستہ ثلاثہ ثمانین و ماتین

آپ جناب عجل اللہ فرجہ الشریف سرداب مبارک کی طرف تشریف لے گئے جو کہ ان کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں موجود تھا اور جب آپ سرداب مبارک میں داخل ہوئے تو آپ کی پاک والدہ صلوات اللہ علیہا اپنے حجرے کے دروازے سے نہایت حسرت و یاس کے عالم میں اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ یہ سن دو سو تراسی 283 ہجری کی بات ہے، جب یہ فوجی ملاعین در اطہر پہ پہنچے تو انہوں نے دو تہائی فوجیوں کو حکم دیا کہ اس گھر اطہر کا محاصرہ کر لیں اور باقی ایک تہائی فوجیوں کو حکم دیا کہ تم حرم توحید میں داخل ہو جاؤ، یہ فوج گھر اطہر میں داخل ہوئی تو انہوں نے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے گھر اطہر کی سرداب مبارک سے کلام الٰہی کی تلاوت کی آواز سنی، اس وقت شہنشاہ معظم اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا سمیت اس سرداب مبارک میں تشریف فرما تھے، سب فوجیوں نے وہ آواز سنی اور وہ تلاوت کی آواز اتنی دلنشیں تھی کہ اس نے سب کو اپنی طرف کھینچ لیا اس فوج کے سالار نے سارے فوجیوں سے کہا کہ جنہیں ہم ڈھونڈنے آئے ہیں وہ جناب اس سرداب مبارک میں موجود ہیں اس لئے سارے اپنا محاصرہ چھوڑ کر اس سرداب کے چاروں طرف آ جائیں جب وہ

www.jamanshah.com

فوجی جمع ہو گئے تو ان سب نے تلاوت کی آواز سنی اور اس سے کافی دیر لطف اندوز ہوتے رہے اور ان پر ایک جذب کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ مبہوت ہو کر کھڑے رہے اس کے بعد وہ آواز آنا بند ہو گئی مگر ان پر ایک جذب کی کیفیت کافی دیر تک طاری رہی، اس کے بعد افسر شاہی نے کہا اب تم فوجی کیا دیکھ رہے ہو فوراً اندر جا کر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو باہر لے آؤ۔ سارے فوجیوں نے کہا وہ تو باہر چلے گئے ہیں .....اس نے کہا وہ کیسے ؟.....انہوں نے کہا وہ ابھی ابھی تو ہمارے سامنے سے تشریف لے گئے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا تھا؟.....اس نے کہا میں نے تو نہیں دیکھا تھا..... جب تم دیکھ رہے تھے تو انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے کہا ہم یہ سمجھ رہے تھے تم بھی دیکھ رہے ہو اور تم ہمیں جب حکم دو گے تو ہم انہیں روکیں گے نہ ہی تم نے حکم دیا اور نہ ہم نے انہیں روکا اب تو وہ تشریف لے جا چکے ہیں۔ (خلاصہ)(R_124)

دوستو یہ واقعہ شب ہجرت جیسا ہی ہے کہ جیسا کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دشمنوں کے سامنے سے گزر گئے اور کسی نے نہ دیکھا تھا انہیں بھی کوئی نہ دیکھ سکا کیونکہ اگر یہ نہ چاہیں تو انہیں کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہاں ایک توضیح کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس روایت میں مختلف مؤرخین نے مختلف سن لکھے ہیں بعض نے خمس وستین مأتین لکھا ہے بعض مورخین نے خمس و سبعین و مأتین لکھا ہے، یعنی بعض نے اس واقعہ کو 265 ہجری میں لکھا ہے بعض نے 275 ہجری میں لکھا ہے، حالانکہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف 260 ہجری کے اواخر سے 279 ہجری تک حلہ شریف میں قیام پذیر رہے تھے اس لئے شواہدِ تاریخ سے اور عقلی طور پر بھی اور روایتی لحاظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ جو بھی سن ہوا سے 279 ہجری کے بعد کا ہونا چاہیئے

اس سے قبل کسی کو سامرہ میں زیارت نہیں کرائی گئی ہاں اس سن کے بعد جس خوش نصیب نے سب سے پہلے اپنے مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی سامرہ میں زیارت کی اس کا نام

www.jamanshah.com

ہے'' احمد بن ابراہیم بن ادریس'' جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے ان کے مشرف بہ زیارت ہونے کے واقعہ کو ان کے فرزند ابوالعلی بن احمد اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے بابا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سامرہ میں اپنے امامِ زمانہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی شہادت کے بعد شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی۔

حین ایفع و قبلت یدیہ و راسہ ..... الخ

عربی میں بیس سال سے زیادہ عمر کے نوجوان کو ''ایفاع '' کہتے ہیں کیونکہ اس وقت آپ کا سنِ ظاہری چوبیس یا پچیس سال کا تھا اس لئے انہوں نے لفظ ایفاع استعمال کیا اور فرمایا کہ بیس سال سے اوپر کے نوجوان تھے میں نے ان کے دست ہائے قدرت مزاج کا بوسہ بھی لیا اور ان کے سراطہر کا بوسہ بھی لیا، اس طرح اگر ان دو روایات کے تناظر میں دیکھا جائے تو واقعہ سرداب کم وبیش 280 ہجری کے بعد کا ثابت ہوتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

جس وقت آپ سرداب مبارک کی طرف روانہ ہوئے اور والدہ پاک صلوات اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ ان سے خوف زدہ نہ ہوں آپ کا پردہ ہمیشہ محفوظ رہے گا اور آپ کو کبھی بھی کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اب ہمارے سرداب مبارک میں غیبت اختیار فرمانے کا وقت آ گیا ہے اچھا خدا حافظ، اس وقت والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بیٹا اب آپ کب تشریف لائیں گے؟ فرمایا یہ تو ہمارے خالق کو معلوم ہے کہ ہم کب تشریف لائیں گے ہاں آخری وقت آپ سے ضرور آ کر ملیں گے پھر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا آپ کہاں جا رہے ہیں؟

فرمایا کوئی ایک جگہ ہو تو بتائیں، ہمارے سفر لامتناہی ہیں کبھی کہیں ہوں گے کبھی کہیں ہوں گے کوئی ایک جگہ ہو تو عرض کریں، اس کے بعد والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے قدموں پر جھکے تو انہوں نے سینے سے لگا لیا اور روتے ہوئے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے وداع فرمایا جب آپ سرداب مبارک کی طرف روانہ ہوئے تو والدہ ماک صلوات اللہ علیہا اپنے کمرے

www.jamanshah.com

کے دروازے سے انہیں جاتا ہوا دیکھتے رہے اور آنکھوں سے آنسوں جاری رہے۔
شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف سرداب مبارک کے دروازے پر جا کے ایک مرتبہ پھر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف نگاہ حسرت فرمائی اور سرداب میں داخل ہو گئے دشمن آئے تو انہیں اپنی تلاوت میں جذب فرما لیا اور انہوں نے باقی گھر کی طرف توجہ ہی نہ کی اور سرداب مبارک ہی پہ پہنچ گئے اور وہاں سے جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تشریف لے جانے کا یقین ہو گیا تو باقی گھر میں تلاش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی اور وہاں سے واپس لوٹ گئے اس طرح ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً پردہ محفوظ رہا۔
دوستو یہ بھی خالق کا ایک نظام ہے کہ اگر یہ پاک ذوات صلوات اللہ علیہم اجمعین خود نہ چاہیں تو انہیں کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا ہے، ان کی مرضی کے خلاف کسی کی یہ جرأت نہیں کہ ان کے غلاموں اور کنیزوں میں سے بھی کسی کو دیکھ سکے۔
آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہزاروں کے سامنے تشریف لاتے ہیں وہ لوگ ان کی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہیں جس خوش نصیب کو چاہتے ہیں زیارت کرواتے ہیں اور جنہیں زیارت کروانا پسند نہیں فرماتے وہ دیکھ ہی نہیں سکتے اور بعض لوگ دیکھ سکتے ہیں تو پہچان نہیں سکتے، یہ ان کا تصرفِ ولایتِ کلیہ ہے کہ وہ انسانوں سے حواس، اعزا، عقل، شعور، ادراک وفہم ہر چیز پر کلی تصرف فرما سکتے ہیں اور کوئی چیز ان کے تصرف سے باہر نہیں ہے آج ہزاروں لوگ ان کی زیارت چاہتے ہیں ہزاروں اعمال کرنے کے باوجود جب وہ چاہتے ہیں تو کسی کو زیارت ہوتی ہے ورنہ سارے اعمال بیکار جاتے ہیں کیونکہ انہیں کوئی اعمال کے ذریعے زیارت کروانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصال شہزادیٔ روم صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی

وقوعِ غیبت کے بعد ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے اپنے سرتاج علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں مستقل رہائش فرمالی کیونکہ اس سے قبل تو وہ صرف لختِ جگر کی حفاظت کے پیشِ نظر مختلف گھروں میں تشریف لے جاتی تھیں اب ان کی غیبت کے بعد وہ مسئلہ تو خالق کے سپرد فرمادیا گیا تھا اس لئے پھر کہیں تشریف نہیں لے گئیں۔

جب امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت اختیار فرمائی تو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا بالکل تنہا رہ گئیں گھر کے بزرگ پہلے ہی چھوڑ گئے تھے اس کے بعد اولاد کا سہارا تھا ان میں سے معصوم شہزادی صلوات اللہ علیہا نے حلہ میں رہنا پسند فرمالیا تھا اب صرف ایک لختِ جگر تھے تو انہیں بھی امت نے گھر میں نہ رہنے دیا گویا دکھی ماں کا آخری سہارا بھی امت ملعون نے چھین لیا تو سارا گھر ایک دم خالی ہوگیا گھر کے در و دیوار کبھی لختِ جگر کی یاد دلاتے، کبھی سرتاج کی یاد دلاتے، آنکھوں میں بخت و اقبال کا زمانہ پھر جاتا اور یہ تنہائی اور بھی اذیت ناک بن جاتی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا پاک سرتاج کی مجاور بن کر رہ گئیں گھر اطہر کے صحن میں پاک سرتاج صلوات اللہ علیہ کا مزار تھا دن رات انہی کے سہارے گزار رہی تھیں۔

یہاں تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ ان کے معمولات کیا تھے؟ ان کے تاثرات کیا تھے؟ ہاں جب ان کے حالات پہ غور کرتے ہیں تو یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ ان کے شب و روز کیسے گزر رہے تھے؟ ایک ایسی مستور جس نے تخت و تاج کو اس لئے ٹھکرایا ہو کہ ایک

چھوٹا سا گھر ہوگا، جنت کی فضا ہوگی سرتاج کا سایہ ہوگا، بچوں کی کلکاریوں سے گھر کا ماحول باغِ ارم کو شرمائے گا، رونقیں ہی رونقیں ہوں گی، سکھ ہی سکھ ہوں گے مگر جب حالات نے ہنستا بستا گھر ایک دم سے خالی کر دیا تو کیا احساسات ہوں گے؟

یہ بات تو ایک عام ذہن بھی سوچ سکتا ہے اپنے بچوں کے گہوارے اور کھلونے دیکھ کر ممتا کس طرح بے قرار ہوتی ہوگی یا سرتاج وسہاگ کی خالی مسند دیکھ کر آپ پر کیا گزرتی ہوگی یہ تو ہر صاحب دل آدمی محسوس کر سکتا ہے کہ ایک بیوہ ماں جس کی جھولی بھی خالی ہو چکی ہو وہ کیا محسوس کرتی ہے۔

دل مانتا ہے کہ جب شام کو سرتاج کے سرہانے چراغ روشن فرماتی ہوں گی تو یہ ضرور عرض کرتی ہوں گی کہ سرتاج آپ کی دونوں امانتیں مجھ سے امت نے چھین لی ہیں آپ فرمائیں اب ہم یہاں کس کے سہارے زندہ رہیں اب ہمیں بھی اپنے پاس بلا لیں۔

لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے بعد ایک سال تک اس دنیا میں موجود رہیں اس کے بعد وصال فرمایا، ان کے وصال الی اللہ کے حالات کسی کتاب میں مجھے نہیں ملے شاید کچھ لوگوں نے لکھے ہوں اگر کسی صاحب کو ان کے بارے میں کوئی مواد کسی کتاب میں ملا ہو تو براہ مہربانی ہمیں ضرور مطلع کریں تاکہ ہم اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں اسے آپ ہی کے نام سے شامل کریں۔

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہ کے وصال پہ میری نظم اس کتاب کے آخر میں حصہ نظم میں دیکھئے۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

عقدواولاد پاک

صلوات اللہ علیہم اجمعین

احباب گرامی

صاحبانِ کتب غیبت نے لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے عقد فرمایا اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے حرم پاک صلوات اللہ علیہا جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات و السلام کے فرزند عبدالعزۃ یا عبدالعزیٰ کے خاندان کی شہزادی تھیں۔

ہمارے لئے اس عقد کے واقعات بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جتنے کتب میرے محدود مطالعہ میں آئے ہیں ان میں اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا اور یہ بھی میں کسی کتاب سے معلوم نہیں کرسکا کہ اس شادی خانہ آبادی کی تقریبِ سعید میں شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا بھی موجود تھیں یا ان کے ارتحال کے بعد اہتمامِ عقد و تزویج فرمایا گیا اور اگر وہ موجود تھیں تو انہوں نے کس طرح اس تقریب کا انعقاد فرمایا اور اگر موجود خیر تھیں تو پھر اس پاک شادی کا انتظام کس نے کیا یہ ساری باتیں ہمارے لئے ابھی تک ایک راز ہیں مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے چاہا تو خود آگاہ فرمائیں گے اس لئے اس کی تفصیل نہ لکھ سکنے کی اپنے قارئین سے معذرت چاہوں گا۔

واقعات کو دیکھتے ہوئے اتنا تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پاک شادی خانہ آبادی سامرہ میں 286 ہجری سے قبل ہو چکی تھی کیونکہ جب آپ نے سن 289 ہجری میں دوسری مرتبہ سامرہ شریف کو ترک فرمایا اور وہاں سے جنوب کی طرف سفر کا آغاز فرمایا اور پھر حلہ سے کوفہ پہنچے تو ان کے پاک حرم صلوات اللہ علیہا اور پاک شہزادگان میں سے کوئی نہ کوئی پاک شہزادہ علیہ الصلوات و السلام بھی ہمراہ تھے یعنی اس وقت تک آپ صاحبِ اولاد پاک علیہم الصلوات و السلام

ہو چکے تھے، اس کے چند ثبوت موجود ہیں ایک تو تاریخ میں ان کا کوفہ کے باہر کچھ وقت قیام ثابت ہے کیونکہ انہوں نے کوفہ میں مسجدِ سھلہ میں قیام فرمایا اور کچھ وقت اپنی رہائش گاہ کے طور پر اسے استعمال فرمایا جس کا ثبوت یہ حدیث بھی ہے کہ

یا محمدؐ کانی اری نزول القائم عجل اللہ فرجہ الشریف فی مسجد السھلہ و عیالہ قلت یکون منزلہ قال صلوات اللہ علیہ نعم ھو منزل ادریس ..... الخ

امامِ صادق علیہ الصلوات و السلام نے اپنے صحابی سے فرمایا گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے اہل وعیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں داخل ہو رہے ہیں اس صحابی نے عرض کی کہ کیا آپ اسے بطور گھر کے استعمال فرمائیں گے؟

فرمایا ہاں یہ پہلے بھی تو جناب ادریس صلوات اللہ علیہ کا گھر ہی تھا۔

پھر فرمایا آج تک کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا جس نے اس مسجد میں نماز ادا نہ فرمائی ہو اور جو شخص اس مسجد میں عبادت کیلئے قیام رکھے وہ اس طرح ہے کہ جیسے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ میں مصروفِ عبادت ہے

پھر فرمایا کہ کوئی مومن چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کا اس مسجد کی طرف دلی رجحان ہوتا ہے اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس میں ہر نبی کی صورت محفوظ ہے

مسجدِ سہلہ کو آپ نے بطور قیام گاہ استعمال فرمایا تھا ہم احتمال ہی سے لکھ سکتے ہیں مگر اس کے چند ایک اور ثبوت بھی ہیں مگر میں ترک کرتا ہوں اس حدیث کے بارے میں علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب قیامِ حکومت الہیہ ہوگا تو تب بھی اس مسجد کو اقامت گاہ بنایا جائے گا یہ بھی درست ہے اور وہ بھی درست ہے کہ آپ نے حلہ کے سفر کے دوران اسے اقامت گاہ بنایا تھا۔

جناب صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام کی حدیث عام طور علما کرام نے بغداد خروج کے

قیام کو مراد کیا ہے کیونکہ اس طرف ان کی توجہ مبذول نہیں کروائی گئی کہ آپ نے سامرہ سے ہجرت کے بعد بھی یہاں قیام فرمایا تھا کیونکہ یہ سفر مسلسل جنوب کی طرف تھا اور آخری منزل طائف وحجاز تھی اس لئے راستے میں بھی کئی مقامات مقدسہ ہوں گے کہ جہاں قیام فرمایا ہوگا جن کے بارے میں ہمیں معلوم بھی نہیں ہے۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جہاں جہاں بھی مقاماتِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہیں ان کے بارے میں جب بھی تحقیق کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ اس جگہ پہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے کچھ وقت ضرور قیام فرمایا ہے مثلاً کربلا معلیٰ میں جس جگہ ان کے نام پاک کا مقام ہے وہاں بھی اہل وعیال کے ساتھ آپ نے قیام فرمایا تھا یعنی یہ سب وہ مقامات ہیں جہاں آپ نے رہائش رکھی۔

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب سامرہ شریف کو ترک کیا اور جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے ان مقامات سے گزرے اور یہاں اہل وعیال کے ساتھ قیام فرمایا تو وہاں ان کے مقامات مشہور ہوتے گئے اور بعد میں وہاں کے مشاہدات ومعجزات نے ان مقامات کو تشخص اور پہچان دلوائی اور اس کی تائید ہوئی کہ یہ واقعی وہی مقامات ہیں کہ جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

پاک فرزندان

صلوات اللہ علیہم اجمعین

شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے پاک فرزندان کے بارے میں کتب میں کچھ نہ کچھ حالات ملتے ہیں اگر چہ وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں مگر پھر بھی ہیں ضرور.....ان کے فضائل ، ان کے مقامِ عظیم ، ان کی عظمت و شان کے بارے میں کچھ نہ کچھ مواد موجود ہے حالاتِ زندگی کے بارے میں جزائرِ خضرا کے واقعات کے علاوہ کوئی خاص مواد موجود نہیں ہے ۔آپ کے پاک فرزندان کی تعداد کے بارے میں کتبِ غیبت میں اتفاق ہے کہ ان کی تعداد پانچ ہے اور ان کی پانچ جزائر پہ حکمرانی بھی ہے اور آج ان کی پاک اولاد وہاں حاکم ہے۔

(1)

جناب قاسم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزائرِ خضرا کے جزیرہ ''زاہرہ'' کے حاکم ہیں۔

(2)

جناب طاہر علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''مبارکہ'' میں حکمران ہیں۔

(3)

جناب عبدالرحمٰن علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''ظلوم'' کے حکمران ہیں۔

(4)

جناب ابراہیم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''صافیہ'' کے حکمران ہیں۔

(5)

جناب ہاشم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''عناطیس'' کے حکمران ہیں۔

لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ کتنے شہزادگان علیہم الصلوات و السلام کا ظہورِ اجلال سامرہ میں ہوا؟

تحقیق سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ ایک شہزادہ پاک علیہ الصلوات و السلام کی ولادت باسعادت سامرہ میں ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں اہلِ تشیع میں سے کچھ لوگوں نے اپنا ایک علیحدہ فرقہ بھی متعارف کروایا تھا جس کا نام تھا ''جوازیہ'' (R_125)

ان کے عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ بھی شامل تھا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ایک پاک فرزند ہیں جو امام ہیں یعنی انہوں نے اس بات کا پرچار کیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی جدِ اطہر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف ارتحال فرما گئے ہیں ان کے بعد ان کے جانشین انہی کے پاک فرزند ہیں جن کا اسم مبارک جناب قاسم علیہ الصلوات و السلام ہے وہ ہمارے امامِ زمانہ ہیں اور وہی منتقمِ آلِ محمدؐ علیہم الصلوات و السلام ہیں اور وہی زندہ جاوید ہیں اور امام غائب ہیں وہی امام منتظر ہیں آخری زمانہ میں انہی کا ظہور و خروج ہوگا یہ مسلک اسی وجہ سے وجود میں آیا کہ ان کے کسی بزرگ نے اس پاک شہزادے کی زیارت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ دعویٰ بلا ثبوت بھی نہ تھا کیونکہ کوئی بھی شخص اگر کسی الٹے سیدھے نظریہ کو پیش کرتا ہے تو چند ثبوت اسے ضرور مل جاتے ہیں پھر ماہرینِ تاویل کیلئے تو ویسے بھی راستے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔

ادعیہ اور زیارات میں جو فضائل شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی اولاد کے منقول تھے انہوں نے اسے اپنی تائید میں پیش کیا حالانکہ یہ تو صرف ان کی عظمت اور مرتبے کو ظاہر کرتے تھے مگر جوازیہ مسلک کے لوگوں نے ایک نئے عقیدے کی بنیاد انہی فقروں پر رکھ

www.jamanshah.com

لی اور کافی عرصہ یہ مسلک زندہ بھی رہا۔

کتبِ غیبت میں اور ادعیہ و زیارات میں یہ تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی اولاد میں امامت کا اثبات تھا جس سے انہوں نے غلط عقیدہ بنایا مناسب ہوگا میں چند ایک ادعیہ و زیارات کے فقرے نقل کردوں۔

(1)

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیعات مبارکہ میں سے ایک توقیع میں جو صلوات تعلیم فرمائی گئی اس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ

و صل علیٰ ولیك و ولاة عهدك و الآئمة من ولده و مدنی اعمارهم و زد فی آجالهم و بلاغهم اقصیٰ آمالهم و دیناً دنیاً و آخرة انك علیٰ کل شئی قدیر ()

اس میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولاد میں سلسلۂ امامت وولایت کے جاری ہونے کا اثبات موجود ہے یعنی ان کی اولاد میں امامت وولایت جاری ہے ان کے فرزندان بھی امام وولی ہیں اور ان پر صلوات صادر ہوئی ہے اور ان کے طولِ عمر کی دعا بھی ہے۔

(2)

اسی طرح سرداب مبارک سے وداع ہوتے وقت زائر کو جس دعا کے پڑھنے کا حکم ہے اس میں بھی امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولاد میں سلسلۂ ولایت وامامت کا اثبات ہے۔

(3) جو زیارت روزِ جمعہ کیلئے مخصوص ہے اس میں بھی ان کی پاک اولاد میں ولایت وامامت کا اثبات موجود ہے السلام علیٰ ولاة عهده و علیٰ الآئمة من ولده

اسی طرح بیس سے زیادہ ایسی مسنونہ دعائیں میری نظر سے گزری ہیں جن میں آپ کی پاک آل یا پاک ذریتِ طاہرہ یا پاک اولاد علیہم الصلوات و السلام میں سلسلۂ ولایت و

www.jamanshah.com

امامت کا ذکر موجود ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس انداز کی جو احادیث مبارکہ ہیں وہ دو طرح کی ہیں ایک وہ ہیں کہ جن میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور و خروج کے بعد ان ساداتِ حسینی کا ذکر ہے کہ جنہیں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف مخلوق کی ہدایت پر مامور فرمائیں گے۔

دوسری قسم وہ ہے جن میں شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی اولاد میں ولایت و امامت کا ذکر ہے جن صاحبان نے ان دو اقسام کی رعایت نہیں کی انہوں نے ایک خلط مبحث بنا دیا ہے اور طرح طرح کے نظریاتی فسادات میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

بعض اشخاص نے انہی روایات کو پیش کر کے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ تک کر ڈالا اور ثبوت میں ایسی ہی روایات کو پیش کیا اور بعض لوگوں نے انہی روایات کو بنیاد بنا کر امامت کا دعویٰ کیا حالانکہ ان روایات و احادیث میں بعد القائمؑ عجل اللہ فرجہ الشریف کے الفاظ موجود ہیں جو ان کے دعوے میں مانع تھے مگر یہ باتیں کون پوچھتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ ان روایات میں سے ایک دو پیش کر دوں تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔

امام محمدؑ باقر علیہ الصلوات و السلام نے جناب ابوحمزہ ثمالی سے فرمایا تھا

یا ابی حمزہ ان منا بعداً للقائم عجل اللہ فرجہ الشریف اثنا عشر مہدیاً من ولد الحسین صلوات اللہ علیہ

اے ابوحمزہ ثمالی یقیناً ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد ان کے لئے بارہ مہدیؑ ہوں گے وہ سارے کے سارے امام حسین علیہ الصلوات و السلام کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اس کی وضاحت امام صادق علیہ الصلوات و السلام نے اس وقت فرمائی جب جناب ابوبصیر نے اس حدیث پاک کے بارے میں سوال کیا کہ آقا ہم نے آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام سے سنا تھا

www.jamanshah.com

قال یکون بعد القائم عجل الله فرجه الشریف اثنیٰ عشر مهدیاً فقال انما قال اثنا عشر مهدیاً و لم یقل اثنا عشر اماماً و لکنهم قوم من شیعتنا یدعون الناس الی موالاتنا و معرفة حقنا

انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد بارہ عدد مہدیؑ ہوں گے تو امام علیہ الصلوات و السلام نے فوراً فرمایا انہوں نے یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ان کے بعد بارہ امام ہوں گے بلکہ فرمایا تھا کہ بارہ ہدایت کرنے والے ہوں گے۔

اس فرمان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بارہ ایسے فرد ہوں گے جو ہمارے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ہماری ولایت کی دعوت دیں گے اور ہمارے حق کی معرفت کی طرف بلانے والے ہوں گے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ شہنشاہِ معظم کی پاک اولاد طاہرین علیہم الصلوات و السلام میں سے ہر فرد اس قدر صاحبِ شرف و فضل ہوگا کہ لائقِ امامت ہوگا مگر وہ امامِ صامت کی طرح ہوگا جیسے سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام کے زمانہ میں مولا امام حسن علیہ الصلوات و السلام اور مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات و السلام اور مولا امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام تھے اسی طرح ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ساری پاک اولاد مقامِ امامت کی سزاوار ہوگی مگر امامِ زمانہ ان کے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام یعنی ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف ہوں گے حکم انہی کا چلے گا۔

جزائر خضرا کے واقعات میں ہے کہ وہاں پر آپ کی پاک اولاد کی حکومت ہے اور وہاں سلسلۂ اولاد جاری ہے اگر ہم فرض کرلیں کہ ایک صدی میں چار پشتیں ہوں اور ہر اگلی پشت پہلی پشت سے دوگنا ہو تو وہاں اولاد امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور جو بھی تعداد وہاں ہوگی وہ لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہوگی اس لئے ممکن ہے وہاں ان کی پاک اولاد صلوات اللہ علیہم اجمعین کیلئے انہی میں سے منصبِ

www.jamanshah.com

امامت وولایت کا عہدہ قرار دیا گیا ہو، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی اولاد پاک میں امامت کی استعداد کا ذکر کیا گیا ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دورِ حکومت الہیہ میں جب عام مومن کو اکثر معجزات انبیاء سے سرفراز کیا جائے گا تو اس وقت شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولاد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو مقامِ امامت سے سرفراز کیا جائے، یا اس کے علاوہ کوئی اور راز ہے تو یہ باتیں کما حقہ وہی ذات جانتی ہے کہ جس نے یہ سب کچھ فرمایا ہے ہم ان فرامین سے (نعوذ باللہ) انکار کر کے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتے اس لئے انہی پاک ذوات کی طرف ان کا فرمان لوٹا دیتے ہیں کہ اس کا حقیقی مقصد وہی ذات جانتی ہے جس نے یہ بیان فرمایا ہے۔

ہم تو احتمالات کی حد تک بات کر سکتے ہیں اور احتمال کوئی یقین فراہم نہیں کر سکتا۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

سلسلہ سفر

احباب گرامی!

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سفر کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کے بارے میں ہمیں جو تاریخی مواد ملا ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے اس میں ہم تاریخ سے فقط اتنا معلوم کر سکتے ہیں کہ آپ کے سفر کا آغاز سامرہ سے ہوا وہاں سے آپ نے حلہ کو زینت بخشی وہاں سے پھر واپس سامرہ تشریف لائے یہاں کافی عرصہ قیام رکھا اس کے بعد پھر حلہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں سے کربلا معلیٰ کو زینت بخشی۔

قیام در مسجد سہلہ

کربلا معلیٰ کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کوفہ تشریف لائے مسجدِ سہلہ میں قیام فرمایا اور یہاں ایک عرصہ تشریف فرما رہے، اس کا ثبوت ہمیں احمد بن ابی سورہ والی روایت میں ملتا ہے کیونکہ یہ واقعہ 289 ہجری کے فوراً بعد کا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی مسجد سہلہ مقدس کی رہائش ہی کو ظاہر کرتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

احمد بن ابی سورہ کے والد سے روایت ہے کہ ہمارے پاس مال امام تھا اور ہم مسجد سہلہ میں گئے وہاں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی وہاں علی بن یحییٰ رازی [حاجز] نے کہا کہ مال ان کو پیش کر دیں ہم نے دستور کے مطابق مال کی تفصیل دریافت کی اور پھر مال شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کو پیش کیا اس وقت شہنشاہ معظم سے ان کا تعارف چاہا تو اپنا تعارف ان الفاظ میں کروایا

انا م ح م د علیہ الصلوات و السلام بن الحسن العسکری علیہ الصوات و السلام

اس کے بعد مال امام وصول فرمایا (R_126) ایسے اور بھی روایات ہیں کہ آپ نے

اس دور میں اپنے بیقرار مومنین کو زیارت کا اعزاز مسجد سہلہ میں بخشا۔

﴿قیام در مکہ و جبل رضوی﴾

مسجد سہلہ کے بعد آپ نے مزید جنوب کا سفر شروع فرمایا اور مدینہ طیبہ میں کچھ وقت قیام فرمانے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں جبل رضوی میں قیام فرمایا اور یہ قیام بھی کافی عرصے تک رہا۔

اس کے لئے ہمارے پاس امام صادق علیہ الصلوات و السلام کی روایت ہے۔ جس کے مطابق آپ نے حج پہ تشریف لے جاتے ہوئے جبل رضوی (جو مدینہ سے 30 میل عربی مکے کے راستے پر روحا کے مقام پر ہے) کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پہاڑ ہمارا محبّ ہے اور در اصل یہ فارس کے پہاڑوں میں سے ایک تھا مگر اللہ جل جلالہ نے اسے یہاں ہمارے لئے قیام بخشا ہے اور یہ پہاڑ کسی پوشیدہ شخص کے لئے کتنا موزوں ہے اور کتنی سرسبز قیام گاہ ہے کہ جب دشمنوں کی وجہ سے قیام فرمانے والا اس میں قیام فرمائے [خلاصہ] (R_127)

نعم الامان للخائف مرتین اما ان الامر فیه غیبتین واحد قصیرته و الاخری طویله (R_128)

فرمایا یہ خائف کے لئے کتنی بہترین پناہ گاہ ہے اور اس میں ہمارے لخت جگر کے لئے دو مرتبہ غیبت ہے پہلی مرتبہ تھوڑی دیر کے لئے اور دوسری مرتبہ زیادہ دیر کے لئے یعنی پہلی مرتبہ اسی سفر کے دوران اور دوسری مرتبہ آخری زمانے میں اسی جگہ قیام ہونا ہے جو زیادہ دیر تک ہونا ہے جیسا کہ

زید بن شہام کی روایت میں امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا مومنین کی روحیں اسی کوہ رضوی پر آل محمد علیہم اصلوات و السلام کی زیارت کرتی رہیں گی ان کے ساتھ طعام شرب کے مزے لیتی رہیں گی کلام و مجلس سے مشرف رہیں گی تا خروج..... ہاں

www.jamanshah.com

جب خروج ہوگا تو ساری روحیں اسی پہاڑ سے انہیں زمرہ در زمرہ لبیک کہتی ہوئی حاضر ہوں گی (R_129)

گویا یہ اشارہ تھا اپنے لخت جگر کے قیام کی طرف اور اسی پہاڑ پر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصوات و اسلام نے اپنے شہنشاہ بیٹے عجل اللہ فرجہ الشریف کو عہد نامہ حکومت دینا ہے اور خروج کے بعد اسی پہاڑ پر ایک عظیم بیعت کا انعقاد بھی ہونا ہے۔

قیام در مکہ و طائف

کوہ رضوی سے روانہ ہونے کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کو زینت بخشی اور اس کے بعد طائف کی طرف (جو مکہ سے شمال مشرق میں 50 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) تشریف لے گئے اور جبال طائف کے مقام ذرۃ الطائف میں قیام پذیر رہے جو ایک عقبۂ طائف ہے۔

اس قیام کی تصدیق ہمیں ابوالحسن علی بن ابراہیم بن مہزیار کی روایت سے ہوتی ہے جس کا خلاصہ انہیں کی زبانی پیش خدمت ہے

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کے لئے بیس حج کیے لیکن میں زیارت سے محروم ہی رہا پھر اگلے سال جب ایام حج قریب آئے تو مجھے اپنے گھر میں ہی ایک رات عالم خواب میں حج کرنے کا اشارہ ہوا میں گھر سے روانہ ہوا اور مدینہ طیبہ میں پہنچا یہاں محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوات و السلام میں جا کر شہنشاہ معظم ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پاک اولاد کے بارے میں ایک ایک سے دریافت کیا مگر کسی نے کوئی خبر نہ دی میں مایوس ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوا جحفہ کے مقام پہ ایک دن گزارا، وہاں سے غدیر خم والے مقام کی طرف روانہ ہوا، وہاں ایک مسجد میں نماز پڑھی اور دعائے زیارت کی اور مکہ پہنچ گیا اور وہاں دورانِ طواف ایک خوبصورت جوان سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے

ہیں میں نے بتایا کہ میں اھواز [ایران] کا ہوں اس پر ابن خضیب اھوازی کی خیریت دریافت کی اس کے بعد ایک ایک اھوازی مومن کی خیریت معلوم کی اس کے بعد فرمایا علی بن ابراہیم مہزیار کو بھی آپ جانتے ہیں؟ میں نے عرض کی وہ خاکسار میں ہی ہوں انہوں نے رات کو شعب بنی عامر میں حاضر ہونے کا حکم دیا میں رات کو وہاں پہنچا وہاں سے سفر شروع کیا اور جبال طائف کے قریب نماز شب ادا کی اور آگے روانہ ہوا وہاں سے ذرۃ الطائف پہنچا تو ایک گھر اطہر دیکھا جس سے نور کی شعاعیں نکل کر آسمان سے باتیں کر رہی تھیں وہاں پہنچنے پر اسی خوبصورت نوجوان سے میری ملاقات ہوئی جس سے میں حرم کعبہ میں مل چکا تھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے

هذا حرم القائم عجل الله فرجه الشريف لا يدخله الا مومن و لا يخرجه الا مومن

یہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا حرم ہے اس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا مگر وہ جو مومن ہو اور اس سے کوئی باہر نہیں جا سکتا مگر مومن، پھر جب میں نے ان سے تعارف چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ جس ذات کو تم تلاش کرتے پھر رہے ہو ہم وہی ہیں (خلاصہ)

میں اس کی تفصیل نہیں عرض کر سکتا ہاں جناب علی بن ابراہیم بن مہزیار سے جو خطاب فرمایا گیا وہ یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اسے صاحب غیبت طوسی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 159 پر اور بحار الانوار میں علامہ محمد باقر مجلسی نے بھی نقل کیا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد وثنا کے بعد فرمایا

اِنَّ اَبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ عَهِد عَلَیَّ اَنَ لَّا اُوطِنَ مِنَ الاَرضِ اِلَّا اِخفَا هاَ وَ اَقصَا هَا اِسرَارًلِّامرِی تَخصِيناً لِّمَحَلِّی مِّن مَّكَآئِدِ اَهلِ الضَّلَالِ وَ المَرَدَّةِ من اِحدَاثِ الاُمَمِ

الـضَّـوَ الِ فَـنَبَذَنِی اِلیٰ عَالِیَةِ الرَّمَالِ وَ جُبتُ صَرَآئِمَ الاَرضِ تَنظُرُنِی الغَایَةَ الَّتِی عِـنـدَهَا یَحُلّ الاَمرُ وَ یَبخَلِی (ینجلی) الهَلعُ وَ کَانَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیهِ اَنبَطَ لِی مِن خَـزَآئِـنِ الحِکَمِ وَ کَوَامِنِ العُلُومِ مَا اِن اَشغتُ اِلَیکَ مِنهُ جُزءَ الغَنَاکَ [جزء ا اغناك] عَـنِ الجُملَةِ اِعلَم یَا اَبَا اسحٰقَ اِنَّه قَالَ صَلَوَات اللّٰهِ عَلَیهِ یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاء ہ لَم یَکُن لِیُجَلِّی [لیخلی]اَطبَـاقَ اَرضِهٖ وَ اَهلِ الجَدِّ فِی طَاعَتِهٖ وَ عِبَادَتِهٖ بِلَا حُجَّتِهٖ یُستَـغـلیٰ بِهَـا وَ اِمَـام ٌیّـوء تُمّ بِـهٖ وَ تُقتَدٰی [یـقتدی]بِسُبُـلِ سُـنَّتِـهٖ وَ مِنهَـاجُ قَـصـدِهٖ ()وَاَرجُو یَا بُنَیَّ ان تکون احد من اعده الله لنشر الحق و طی الباطل و اعـلاء الـدین و اطفاء الضلال فعلیك بِلُزُومِ حَوَا [خوا]فِـی الاَرضِ وَتَتَّبِعُ اَقَامَتَهَا [اقـامیهـا] فَـاِنَّ لِـکُـلّ وَلِـی مِـنّ اَولِیَـآءِ الـلَّـهِ عَزَّوَجَلَّ عَدُوًّا مُّقَارِعاً وَّ ضِدًّا مّنَازِعًا اِفتِـرَاضـاً لِـمُـجَـاهِـدَةِ اَهلِ نِفَاقِهٖ وَ خِلَافِهٖ اُولِی الِا لحَادِ وَ العِنَادَ فَلَا یُو خِشَنَّكَ [یـوحشـنك] ذٰلِكَ وَاَعلَم اَنَّ قُلُوبَ اَهلِ الطَّاعَةِ وَ الِا خلَا ص نُزَّعُ اِلَیکَ مِثلُ الطَّیرِ اِذَآاَمَـتَّ اَوکَـارُهَا وَ هُم مَّعشَر یَّطلَعُونَ بِمَحَآئِلِ [بمخائل] الذِّلَّةِ وَ الِاستِکَانَةِ وَ هُم عِـنـدَ الـلَّـهِ بَـرَدَةُ [بـررة] اَعِوَّلَم[اعزاء] یَبرِزونَ بِاَنفُسٍ مّختَلَّتِهٖ مّحتَاجَةٍ وَّ هُم اَهلُ الـقَـنَـاعَةِ وَ الِاعتِـصَامِ وَ استَنبِطُوا الدِّینَ فَوَارُرُوهُ عَلیٰ مُجَاهِدَةِ الَا ضدَارِ خَصَّهُمُ الـلّٰـهُ بِاختِمَالِ الضَّبمِ [الضیم] لِیَشمِلَهُم بِا تّسَاعِ العِزِّفِی دَارِ القَرَارِ وَ جَبَاحُه[جبلهم] عِـلـیٰ خَـلَآئِـقِ الـصَّـبـرِلِتَـکُونَ لَهُمُ العَاقِبَةُ الحُسنیٰ وَ کَرَامَةِ حُسنِ العُقبیٰ فَافتَبِس [فـاقتبس] یَـا بُـنَیَّ نُورَ الصَّبرِ عَلیٰ مَوَارِدِ اُمُورِکَ تَفُز بِدَارِکَ اضُنهِ [بدرك الصنع] فِی مَصَادِرِهَا وَ استَشعِرِ العِزَّ فِیمَا یَنُوبُکَ تِحظَ بِمَا تُحمَدُ عَلَیهِ اِن شَآءَ اللّٰهَ فَکَاَنَّکَ یَا بُـنَـیَّ بِتَـائِیـدِ نَـصرِ اللّٰهِ قد اٰنَ وَ تَیسِیرِ الفَلَجِ وَعُلُوّ کَعبٍ قَدحَانَ و کَاَنَّکَ بِالرَّایَاتِ الـصُّفرِ وَ الاَعلَامِ البِیضِ و تَخفَقُ عَلیٰ اَثنَاء اِغطَافِکَ مَابَینَ الحَطِیمِ وَ زَمزَم وَّکَاَنَّکَ بِتَـرَادُفِ البَیعَةِ وَ تَـصَـادُفِ الـوِلَـآءِ [وتصافی الولاء یتناظم علیك] تَنَاظِمِ الدُّرِّفِی

www.jamanshah.com

مَثَانِی العُقُودِ وَ تَصَادفِ [تصافق] الاَکُفِ عَلیٰ جَنبَاتِ الحَجَرِ الاَسوَدِ تَلُوذُ بِفِنَآئِکَ مِن مَّلَاءٍ یَّرَاهُمُ اللّٰہُ مِّن طَهَارَةِ الوِلَآءِ وَ نَفَاسَةِ القُربَةِ [التربته[مُقَدَّسَةً قُلُوبُهُم مَّن دَنَسِ النِّفَاقِ مُهَذَّبَةً اَفئِدَتُهُم مِن رِّجسِ الشِّقَاقِ لَیِّنَةً عَزَآئِکُهُم [عرانکهم] لِلدِّینِ خَشِنَةً ضَرَآئِبُهُم عَنِ العُدوَانِ وَاضِحَةً بِالقُبُولِ اَو جَهُهُم نَضِرَةٌ بِالفَصلِ[بالفضل]عِیدَانَّهُم یدینون بِدِینِ الحَقِّ وَ اَهلِه فَاِذَا اشتَدَّتُ اَرکَانُهُم وَ تَقَوَّمَت اَعمَارُ هُم [اعمادهم] قُدَّت بِمُکَاثِفَتِهِم طَبَقَات الُاَمَمِ اِز تَبَعَتکَ فِی ظِلَالِ شَجَرِةِ دَوحَةٍ سَبقَت افنَانُ [بسقت افنان] غصُو نِهَاعَلیٰ حَفَاتِ [حافات] بَحِیرَةِالطَّبرِیَّةِفَعِندَهَا یَتَلَاءَ [یتلا لا صبح] لَؤُاصُبحُ الحَقِّ وَ یَنجَلِی ظَلَامُ البَاطِلِ وَ یَقسِمُ اللّٰہُ بِکَ الطُّغیَانَ وَ یُعِیدُ مَعَالِمَ الِایمَانِ یَظهَرُبِکَ اَسقَامُ الافَاقِ وَالسَّلَامُ الرِفَاقِ یُوَدُّالطِّفلُ فِی المَهدَلو استَطَاعَ اِلَیکَ نَهُوضاً وَ نَوَاشِطُ [نواسط] الوَحشِ لَم [لو] تَجِذ نَحوَکَ مَجَازاً اتَهتَزَّبِکَ اطراف الدنیا بهجة و تهزبك [اعضان] اَغصَانُ العِزَّةِ وَ تَستَقَرَّبُوا فِی العِزِّفِی قَرَارِهَا وَ تُؤُبُ [تؤوب] شَوَارِدِ الدِّینِ اِلی اَفکَارِهَا [اوکارها یتهاطل] بِتَهَا طِلُ عَلَیکَ سَحَآئِبُ الظَّفَرِ فَتَخنُقُ کُلَّ عَدُوّ وَّ تَنصُر کُلَّ وَلِیِ فَلَا یَبقیٰ عَلیٰ وَجهِ الَارضِ جَبَّار قاسط وَّ لَا جَاهِد غَامِط وَّ لَا شَانٍ مُّبغِض وَ لَا مُعَانِدُ کَاشِحُ وَّ مَن یَّتَوَ کَّل عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسبُه اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمرِه()

فرمایا اے علی ابن ابراہیم بن مہزیار ہمارے پاک بابا علیہ الصلوات السلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم کسی ایسی سرزمین کو اپنا وطن بنائیں جو یہاں سے دور بھی ہو اور دنیا سے مخفی بھی ہو اس کی وجہ ہمارے امور کی رازداری ہے اور اہل ضلالت وسرکشی کے فریبوں سے ہمارے مسکن مبارک کی حفاظت کے لئے ضروری بھی اور ہمیں تاکید فرمائی گئی ہے کہ ہم کسی پر اپنے مقام و عظمت کو ظاہر نہ فرمائیں بلکہ وہاں اپنا قیام رکھیں کہ جہاں کسی کو آبادی کا گمان تک نہ ہو اور اس وقت تک وہاں رہیں کہ جب تک اپنے خروج کے لیے ماذون نہ

www.jamanshah.com

فرمائے جائیں اور مخلوق کو ظلم وستم سے رہائی دینے کا وقت نہ آ جائے

فرمایا ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام نے ہمارے لیے خزائن حکمت اور جملہ علوم کے اسرار و پوشیدگیاں کھول دیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک قلیل حصہ بھی کھولا جائے تو پھر وہ تمہیں پوری کائنات سے بے نیاز و مستغنی کر دے

تمہیں معلوم ہونا چاہیے ہمیں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا اے میرے لعل رب ذوالجلال والاکرام جل جلالہ نے اس زمین کے کسی حصے اور مقام وطبق زمین کو کسی بھی زمانے میں خالی نہیں چھوڑا کہ جس میں کوئی نہ کوئی اس کی حجت موجود نہ ہو کہ جو امور دینی و دنیاوی میں اس کی مددگار و معاون ہو اور مخلوق کے لیے دنیا و آخرت کے لیے ہادی و پیشوا ہو، انھوں نے فرمایا تھا اے میرے لعل اس وجہ سے ہم آپ کو آگاہ فرماتے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے بعد آپ انہی مقدس افراد میں سے ہیں جو حق کو حق اور باطل کو باطل کرنے کے لیے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے ہیں یہ مقدس سلسلہ حق کو حق اور باطل کو باطل کرتا ہے اور کفر و الحاد کی آگ کو بجھاتا ہے ان اصول و عقائد سے آپ پر لازم ہے کہ آپ آسیب زمانہ اور اپنوں اور بیگانوں کی دشمنی سے بچنے کے لیے ہمیشہ دور دراز پوشیدہ سے پوشیدہ مقامات میں اپنی سکونت اختیار کریں کیونکہ ہر زمانے میں ہر ولی الٰہی کا ایک دشمن بھی ضرور پیدا کیا گیا ہے اور وہ اس ولی امر کی مخالفت میں ہمیشہ اس کے ساتھ نزاع اور مخاصمت پر کمر بستہ رہا کرتا ہے اور اس کی مخالفت کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ولی الامر کے بارے میں جانتا ہے کہ مخالفوں کے ساتھ جہاد کو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔

اس لیے اے فرزند گرامی آپ کو دشمنوں کی کثرت متردد اور خائف نہ کرے آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ تخلیق عالم کے وقت سے لے کر اس وقت تک اولیا اللہ علیہ الصلوات و السلام کے

www.jamanshah.com

یہی طریقے ثابت ہوتے رہے ہیں یہ بھی یقین کرلو کہ اہل خلوص وعقیدت کے دل آپ کے جمال جہاں آرا کے ایسے مشتاق ہیں جیسے طائر گم کردہ آشیاں اپنے آشیانے کی تلاش میں ہوتا ہے۔

جو صاحبان خلوص ہیں وہ ظاہری طور پر دنیا میں نہایت معمولی اور گئی گزری حالتوں میں بسر کرتے ہیں مگر اللہ کی درگاہ میں ان کے بڑے بڑے اعتبار و اقتدار ہیں اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کی نگاہ میں بہت عزت والے ہیں گو وہ مخلوق کی نگاہوں میں کیسے ہی حقیر و پریشان حال ومحتاج سمجھے جاتے ہوں مگر وہ اہل طہارت اور قناعت ہیں دنیا کی مخلوق ان کی قناعت کو فقر و ناداری کے معنوں میں سمجھتی ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو دین الٰہی کو مستنبط کرتے ہیں اور دشمنان دین کے ساتھ مجاہدہ پر آمادہ اور تیار ہیں خدائے سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو ظلم وستم پر تحمل کے ساتھ خاص طور پر موصوف ومخصوص فرمایا ہے اور وہ ہمیشہ دنیا میں انہی صفات کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ خدائے واجب العطا یا ان کو دارالقرار بہشت کے دائمی قیام پر مشرف اور معزز فرمائے ان کی طبیعتوں میں صبر وشکیبائی کی مخصوص صفات اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ وہ ظلم وایذا کے وقوع کے وقت صبر وشکیبائی کے جوہر دکھلائیں اور دنیا کے تمام مصائب کو نہایت خاموشی کے ساتھ برداشت کر جائیں تا اینکہ ان تمام مراحل کو طے فرما کے برکات وحسنات عقبیٰ پر فائز المرام ہوں

اے فرزند ارجمند بلا ومصیبت اور ذلت وحقارت کے تمام تر امور کو صبر وشکیبائی کے انوار سے منور فرماتے رہیں تا اینکہ خدائے ارحم الراحمین وہ بلا ومصیبت تم سے اٹھالے اور یہ بھی یقین کرلیں کہ جتنے مصائب اور بلائیں تم پر گزری ہیں وہ سب حقیقت میں آپ کی عزت و وقعت کا باعث ہیں اس لیے کہ آپ تمام دنیا میں نیک بخت اور سعادت مند مشہور ہوں اور اسی وجہ سے تمام مکامات پر آپ کی توصیف وتعریف بیان کی جاتی ہے

www.jamanshah.com

اے فرزند سعید گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ زمانہ آ گیا ہے کہ آپ تائید ربانی سے موئید کیے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ اپنے دشمنوں پر فتح وظفر اور عزت وغلبہ پا گئے ہیں گویا ہم زرد اور سفید علم حطیم اور زمزم کے درمیان آپ کے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں

خداوند عالم نے جن کے قلوب کو خالص محبت اور مبارک طنیعت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ان کو خباست اور نفاق کی تمام غلیظ اور آلودہ اشیاء سے پاک وصاف پیدا کیا ہے وہ طریقہ دین الٰہی اور اس کے اوامر نواہی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور ان کے قلوب فتنہ وفساد وظلم و تعدی وغیرہ سے دور رہتے ہیں اور بوجہ قبولیت درگاہ الٰہی کے ان کے چہرے منور اور روشن رہتے ہیں اور ان کے جسم فضل و ہنر کے باعث ہمیشہ مضبوط اور تر وتازہ رہتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو دین حق پر ایمان لائے ہیں اور یہی لوگ غایت اشتیاق سے ایک دوسرے پر گر پڑھ کر آپ کی بعیت اختیار کریں گے اور آپ کی الفت ومحبت میں نہایت صفائی اور رسوخ سے کام لیتے ہیں اور آپ کے پاس موتیوں کی طرح جمع ہوتے ہیں اور اپنی پناہ وحفاظت کے لیے آپ کے گھر کی طرف وہ اپنی آنکھیں اس طرح اٹھاتے ہیں جیسے حجر الاسود کی طرف ہاتھ اٹھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے ان کے جسموں کو قوی اور ان کی عمروں کو طویل بنایا ہے اور وہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے جس کی شاخیں بہت لمبی ہوتی ہیں اس مقام خاص پر جو بحیرہ طبریہ کے اطراف میں واقع ہے تم سے بیعت کرتے ہیں اور ان بزرگواروں کے اجماع کی وجہ سے اہل بدعت وذلالت کی قوم وقبیلہ کے لوگ متفرق اور پراگندہ ہو جاتے ہیں اسی زمانے میں حقیقت کی صبح روشن ہوتی ہے اور شام جہالت وذلالت کی تاریکی زائل ہوتی ہے اور ان سامانوں سے خداوند عالم فتنہ وفساد اور طغیان کو دنیا سے اٹھالے گا اور دین وایمان کے طریقوں کو محو ہو جانے کے بعد پھر حالت اول پر لے آئے گا، اور

www.jamanshah.com

یہ تمام امور آپ ہی کے ذریعے ہوں گے کیونکہ انسان اس زمانے میں امراض روحانی میں مبتلا ہوں گے مگر آپ کے رفقاء اور اعوان و انصار کو ان امراض سے کوئی اثر نہیں پہنچے گا وہ بالکل صحیح وسالم رہیں گے اور آپ کی مقبولیت کا اس وقت یہ عالم ہوگا کہ ایک بچہ تک جو اپنے گہوارے میں ہوگا وہ بھی آپ سے بعیت کرنے کے لیے گہوارے سے حاضر ہونے کی آرزو کرے گا، لیکن وہ شخص جو صراط مستقیم سے دور اور بہائم کی طرح عالم وحشت میں گرفتار ہوگا وہ البتہ آپ کی طرف مائل نہ ہوگا تمام دنیا آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کر کے اپنی زندگی چین سے بسر کرے گی آپ کی وجہ سے عزت وثروت کی شاخیں تر وتازہ ہوں گی اور اپنے جوش ومسرت میں فرط محبت سے جھومنے لگیں گی اور عزت و وقعت کی عمارت اپنے مقام پر قیام وقرار کرے گی اور احکام شریعہ اور نصاب دینیہ کے مرغان گم کردہ آشیاں آپ کی عنایت واعانت کی وجہ سے پھر اپنے اپنے سابق مقام پر پہنچ جائیں گے اسباب فتح وظفر آپ کے لیے برسائے جائیں گے اس وقت آپ اپنے دشمنوں کے گلے گھونٹ ڈالیں گے اور اپنے رفقاہ اور اصحاب کی امداد و اعانت فرمائیں گے پس اسی زمانے میں تمام روئے زمین پر کوئی ایسا ستم گر نہیں رہے گا جو امر حق سے عدول کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی ایسا منکر ومخالف ہوگا جو احکام حقہ کو ذلیل وحقیر جاننے والا ہوگا اور نہ آپ کا کوئی دشمن رہے گا اور نہ کوئی عیب لگانے والا اور نہ ہی کوئی ایسا مخالف رہے گا جو آپ کے امور سے اعراض واغماض کرے پس جو بندہ تفضلات الٰہی پر توکل اختیار کرتا ہے خدا اس کی ہی مدد کرتا ہے کیونکہ خدائے قادر وتوانا جس شئے کا ارادہ کرتا ہے وہ اپنی قدرت سے پورا اور مکمل ہو جاتا ہے۔

اس طویل خطبے میں کئی راز بیان ہوئے ہیں جنھیں کھولنے کے لیے ایک طویل کتاب کی ضرورت ہے میں تو یہاں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ایک

www.jamanshah.com

طویل عرصہ زروۃ الطائف میں قیام فرمایا۔

قیام در شمروخ

قیام طائف کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتنے دن رہا، ہاں یہ ہمیں آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہاں سے یمن کی طرف رخ فرمایا گیا جیسا کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمتہ کی توقیع مبارک میں ہے کہ ان کے دور میں یمن میں وادی شمروخ (شمریخ) میں قیام فرمایا پھر وہاں سے قریۃ الکرعہ نامی جگہ پر قیام فرمایا کہ جہاں سے پھر خروج کے وقت ظاہر ہونا ہے اور یہ علاقہ یمن کا ہے جب یمن سے سفر فرمایا تو پھر ہماری ربع مسکون کو ترک فرما دیا اور جزائر خضرا کو زینت بخشی ان جزائر کے بارے میں اب تو بہت سے کتب اردو اور فارسی میں مارکیٹ میں میسر ہیں اس لیے اس کی تفصیل یہاں پیش کرنا نہیں چاہتا کیونکہ آج کی ترقی یافتہ دنیا ان جزائر سے برمودا مثلث کے نام سے متعارف ہو چکی ہے اور ان جزائر کے بارے میں اور ان کی پر اسراریت کے متعلق بہت سے Documentary ویڈیو کیسٹوں کی صوت میں ساری دنیا کی مارکیٹ میں برمودا ٹرائی اینگل Bermudas Triangle کے نام سے آ چکی ہیں اور آئے دن اخبارات میں کوئی نہ کوئی خبر برمودا زکی لگ ہی جاتی ہے اور کوئی نہ کوئی نئی تحقیق سامنے آ ہی جاتی ہے خصوصاً ان رسائل جریدوں، ماہناموں ہفت روزہ اخبارات میں یہ خبریں آتی ہیں جو سائنسی خبریں شائع کرتے ہیں۔

☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٍ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

☆☆☆☆☆

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

﴿رہائش در جزائر کے وجوہات﴾

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے آخر ہماری ہنستی بستی دنیا کو چھوڑ کر ان جزائر کو پسند کیوں فرمایا؟ اس پہ میں اپنی تقاریر میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں یہاں صرف اتنا عرض کرنا مناسب رہے گا کہ اس کے جہاں دیگر بہت سے وجوہات ہوں گے وہاں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کیلئے ناگزیر ہو چکا تھا کہ وہ اس دنیا سے علیحدہ ایک دنیا بسا لیں کیونکہ وہ اگر اس بدکردار معاشرے میں موجود رہتے تو ان کے رہنے کی دو صورتیں تھیں۔ یا تو وہ ہر زیادتی کو اپنے آباء و اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی طرح خاموشی سے دیکھتے رہتے کیونکہ ان کے اجدادِ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اہل اسلام اور اہل تشیع نے ایک مجتہد سے زیادہ مقام دیا ہی نہیں تھا جیسا اس دور میں مراجع عظام کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے کہ ہر آدمی خود کو کسی کا پابند نہیں سمجھتا ان کے من چاہے فتوؤں پر عمل کر لیا جاتا ہے اور اپنی خواہشِ نفس کے خلاف جو فتویٰ نظر آتا ہے اسے دیوار پہ مار دیا جاتا ہے ایسے بدبخت ماحول میں آپ رہتے تو اس طرح رہنا پڑتا کہ ایک طرف مخلوق کی ضرر رسانیوں سے خود کو محفوظ رکھنا پڑتا اور دوسری طرف ایک خاموش تماشائی کی طرح رہتے دوسری صورت یہ ہے کہ پھر تلوار بے نیام فرما کر جملہ ظالمین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتے اور اس طرح اس دنیا کی کل آبادی کا لاکھواں حصہ ہی بچ سکتا، یہ دونوں باتیں ان کے منصب کے خلاف تھیں اس لئے اس بدکردار سرکش و نافرمان لوگوں میں رہنے سے بہتر یہی تیسرا راستہ تھا یعنی اس بدبخت ماحول کو چھوڑ کر ایک علیحدہ معاشرہ بنایا جائے جو مکمل طور پر فرمانبردار معاشرہ ہو جس کا ہر فرد اطاعت شعار ہو نیک ہو اور اس معاشرہ کے سارے افراد متدین و متقی ہوں جب تک حکمِ الٰہی نہ

www.jamanshah.com

پہنچے، اوراذنِ خروج حاصل نہ ہوا پنی جنت میں رہا جائے اوراس سرکش مخلوق کے انجامِ بد کا انتظار کیا جائے تا اینکہ یہ اپنے ہاتھوں آپ برباد ہوکرانہیں نظامِ حکومت سنبھالنے کی دعوت دیں اور یہ خوداپنی کارستانیوں سے اوراپنے جملہ نظاموں سے نا امید ہوکرخود پکاریں کہ اے ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف آپ کے بغیراب کوئی ہمارانظام درست نہیں کرسکتااورعلیم بالذات الصدورذات نے یہی آخری راستہ اختیارفرمایا۔

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کواپنی ذات کیلئے توکسی علیحدہ جزیرے کی ضرورت ہی نہ تھی ہاں ان کی اولادطیبہ کو پھولنے پھلنے کیلئے ایک ایسی سرزمین کی ضرورت تھی کہ جہاں وہ آزادی سے پھل بڑھ سکے اوران کی خوشحالیوں میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہ ہواگر شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف خوداس دنیامیں رہتے اوران کی پاک اولادبھی یہاں وسعت پذیر ہوتی تو اس ظالم معاشرے میں ان کا انجام بھی اس ظالم معاشرے میں موجودہ دورکے سادات جیسا ہوتا کہ جیسے آج انہیں کوئی مقام حاصل نہیں ہے یہاں تک کہ آج امت کے بدقماش لوگوں سے سادات کے عزت وناموس بھی محفوظ نہیں ہیں صدیوں تک ان بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی ہے اورآج تک یہ سلسلہ جاری ہے اب توکوئی کسی سید کی عزت کرتا ہے تواس کی مالی حیثیت کودیکھ کرکرتا ہے ورنہ آل رسول سمجھ کرکوئی عزت نہیں کرتا اسی طرح شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولادصلوات اللہ علیہم اجمعین کا بھی (خدانہ کرے) یہی حال ہوتا اس لئے سب سے بہتر راستہ یہی تھا کہ اس ظالم اور بدبخت دنیا سے علیحدہ ایک نئی دنیابسائی جائے جہاں پاک اولادصلوات اللہ علیہم اجمعین آزادی سے پروان چڑھیں اوروہاں ان کا اپنا ملک ہوان کی شاہانہ عزت ہوخودہی محکوم ہوں خودہی حاکم ہوں اور پاک اولاد کے شہرآبادد یکھ کر ہمیشہ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں اورآج ہم دیکھتے ہیں کہ ان جزائر میں ان کی تعداد کروڑوں میں ہے اور بدبخت دنیا سے ہمیشہ محفوظ ہیں اور ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

غیبت

الم ( ) یان للذین آمنو ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون ( ) سورہ الحدید (16,17)

کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ کریں اور اس کے نازل کردہ حق کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جائیں جنہیں ان سے قبل کتاب عطا ہوئی اور ان پر ایک عرصہ دراز گزر گیا تو ان کے دل قساوت کے شکار ہو گئے اور ان میں سے کچھ لوگ فسق میں مبتلا ہو گئے -تم یہ اچھی طرح جان لو اللہ یقیناً زمین کو موت کے بعد زندہ فرماتا ہے پس ہم نے تمہارے لئے واضح نشانیاں فرمادی ہیں شاید تم عقل سے کام لو۔

امام صادق علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا اس آیت کا تعلق کسی زمانہ سے نہیں ہے بلکہ یہ صرف زمانہ غیبت کے شیعوں کو تنبیہ و ہدایت کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے یعنی اے گروہِ مومنین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ (ذکرِ امامِ زمانہ علیہ الصلوات و السلام) کریں اور اس نازل شدہ حق کے سامنے تمہارے سر جھک جائیں اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا کہ جنہیں ماضی میں کتاب عطا ہوئی پھر ان پر طویل عرصہ گزر گیا اور طوالتِ وقت نے انہیں قسی القلب بنا دیا اور قساوتِ قلبی نے کثیر لوگوں کو بدکرداری میں مبتلا کر دیا

www.jamanshah.com

فرمایا اے زمانہ غیبت کے مومنو یہ یقین رکھنا کہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ مردہ ہونے کے بعد زمین کو زندہ کرتا ہے

اس کے بعد امام علیہ الصلوات و السلام نے اپنے جد اطہر کی اس حدیث کا وہ فقرہ ادا کیا جو سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے جناب کمیل بن زیاد سے فرمایا تھا

ای یحیی اللہ بعدل القائم عجل اللہ فرجہ الشریف عند ظھورہ بعد موتھا بجور آئمۃ الضلال

اب ذوالجلال والاکرام اس زمین کو ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے عدل سے حیاتِ نو بخشے گا جب کہ وہ آئمہ ضلال کے جور سے مردہ ہو چکی ہوگی۔

احادیث کثیر سے ثابت ہے کہ جملہ آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے زمانے میں غیبت کا ذکر بار بار فرمایا تا کہ لوگوں کو ذہنی طور پر غیبت کیلئے تیار کیا جا سکے اور نہی عن توقیت کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ لوگوں کو پرامید رکھا جا سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دو غیبتیں واقع ہوں گی ان میں سے پہلی غیبت چھوٹی ہوگی اور دوسری بڑی غیبت ہوگی

للقائمؑ عجل اللہ فرجہ الشریف غیبتان احدھما قصیرۃ و الاخریٰ طویلہ الغیبت الاولیٰ لا یعلم بمکانہ الا خاصۃ شیعتہ و الاخریٰ لا یعلم بمکانہ فیھا الا خاصۃ مواليه

ان دونوں غیبتوں کا فرق یہ بتایا گیا ہے کہ پہلی غیبت میں ان کی اقامت گاہ کے بارے میں صرف خاص شیعوں ہی کو علم ہوگا اور غیبت کبریٰ میں اقامت گاہ کا علم خاص موالیوں کے علاوہ کسی کو نہ ہوگا

اگر موالیہ کی (لام) پر زیر اور (ی) پر جزم مانی جائے تو یہ مولیٰ کی جمع ہوگی اور اگر مولیٰ کی جمع مانا جائے تو معنی ہوں گے تابع امر-انعام سے نوازا ہوا-

یعنی غیبت کبریٰ میں اقامت گاہ سے واقف وہ لوگ ہوں گے جو تابع امر ہوں گے اور شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف انہیں انعاماً اپنی اقامت گاہ سے آگاہ فرمائیں گے

www.jamanshah.com

حق تو یہ ہے کہ یہ کسی کا حق نہیں اگر ملتا ہے تو انعام ہی ہوتا ہے۔
موالیہ کی (لام) پر زبر کے ساتھ ہو تو میلاہ کی جمع ہے یعنی بچے کے ہجر میں تڑپتی ماں اگر یہ معنی لئے جائیں تو پھر یہ تشرف اس شخص کو حاصل ہوگا جو غیبت پر اس فراق و ہجر کی ماری ماں کی طرح تڑپ رہا ہوگا کہ جس کا لختِ جگر اس سے جدا ہو جائے - یعنی غیبتِ صغریٰ میں زیارت کرنے والوں کی تعداد مقرر تھی مگر غیبتِ کبریٰ میں تعداد کی کوئی شرط نہیں مگر استعداد کی شرط ہے۔
اس غیبتِ کبریٰ کے بارے متعدد احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ یہ بہت طولانی ہوگی اتنی طویل ہوگی کہ

حتیٰ تقسو القلوب لطول الامد فلا یثبت علی الالقول به الا من کتب الله فی قلبه الایمان و ایده بروه منه

غیبت کی مدت اتنی طویل ہوگی کہ لوگوں کے دلوں پر قساوتِ قلبی غالب آ جائے گی اور کوئی دینِ حق پر باقی نہ رہے گا مگر وہ کہ جن کے دلوں میں مالک ایمان لکھ دے گا اور روح القدس سے اس کی تائید فرمائے گا۔
اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امید کا لمبا ہونا ناامیدی کو جنم دیتا ہے اور ناامیدی اور مایوسی سے قساوتِ قلبی جنم لیتی ہے اور قساوتِ قلبی سے بدکرداری پیدا ہوتی ہے یعنی بدکردار قسی القلب ہوگا اور قسی القلب ہی بدکردار ہوگا اور قسی القلب ناامید ہوگا یا لمبی امید کا حامل ہوگا۔
آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین نے غیبت سے لوگوں کو مانوس کرنا بہت پہلے سے شروع فرما دیا تھا اور بار بار فرمایا کہ

ولا یکون ذالك علی راس شرار الناس
اللہ اپنی حجت کی غیبت کو بدترین لوگوں پر واقع کرتا ہے

www.jamanshah.com

جب لوگوں کی بدکرداری بڑھتی جاتی ہے تو اس کا غضب بھی بڑھتا جاتا ہے اور جب بدکرداری انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو غضبِ الٰہی کی بھی انتہا ہو جاتی ہے اور اللہ بوجہِ غضبِ شدید اپنی حجت کو غائب فرما دیتا ہے جیسا کہ قومِ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا حجتِ خدا جناب موسیٰ علیہ السلام امت کی ہدایت کو تشریف لائے مگر قوم نے ساتھ نہ دیا اور نافرمانیوں پر کمر بستہ رہے تو اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو غائب کر دیا بالکل اسی طرح سنِ بعثتِ نبوی سے لے کر 260 ہجری تک کُل 273 سال حجتِ خدا ظاہر و مشہود رہے اور ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا مگر مسلمان کہلوانے والے کرسیٔ اقتدار کی گاؤ سالہ پرستی میں مصروف رہے نتیجتاً غیبت کا آغاز ہو گیا۔

عصرِ غیبت

غیبت کی بنیاد امام علی نقی صلوات اللہ علیہ نے رکھی انہوں نے ہدایت عام کا سلسلہ بند فرما دیا تھا اور وہ بہت کم وقت کیلئے گھر سے باہر تشریف لاتے تھے اور انہوں نے اپنے مخصوص اصحاب کے علاوہ عام لوگوں سے ملنا ترک فرما دیا تھا۔

بعض اوقات تو اصحابِ خاص کو بھی کافی انتظار کے بعد زیارت نصیب ہوتی

جیسا کہ اثباتِ الوصیت مسعودی میں ہے کہ امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام لوگوں کے ساتھ بہت کم میل جول رکھتے تھے اپنے خاص اصحاب کے علاوہ کسی سے نہ ملتے تھے۔

3 رجب سن 254 ہجری میں امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام دار البقا کی طرف منتقل ہو گئے ان کے بعد چھ سال سات ماہ اور پانچ دن امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے مسند ولایت کو زینت بخشی

اثبات الوصیت میں ہے کہ امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے لوگوں سے ملنا اور بھی کم کر دیا تھا اصحاب سے بھی اکثر و بیشتر پسِ پردہ رہتے ہوئے کلام فرماتے تھے اب یہاں خود سوچیں کہ جب خواص سے اس طرح ملتے تھے تو عام شیعوں سے کس طرح ملتے ہوں گے؟

www.jamanshah.com

اکثر کتب نے یہی لکھا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام لوگوں سے کم ملتے تھے اور جو ملنے آتا تھا اس سے بھی پسِ پردہ رہتے ہوئے گفتگو فرماتے تھے گویا لوگوں کو غیبت سے مانوس کیا جا رہا تھا۔

سات ربیع الاول 260 ہجری تک یہ سلسلہ جاری رہا آٹھ ربیع الاول کو وہ دارِ بقائے الٰہی کو رخصت ہوئے یہاں سے زمانہ غیبت صغریٰ شروع ہو گیا۔

سن 260 ہجری سے لے کر 329 ہجری تین یا دس شوال تک یعنی 69 سال بروایت دیگر 73 سال غیبتِ صغریٰ رہی اس دور میں شیعہ عوام مکمل طور پر اپنے امام سے منقطع ہو گئی۔

اس دور میں چار وکلا ہوئے

پہلے وکیل و نائب جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ

دوسرے وکیل و نائب جناب محمد بن عثمان العمری سلام اللہ علیہ

تیسرے وکیل و نائب جناب حسین بن روح سلام اللہ علیہ

چوتھے وکیل و نائب جناب علی بن محمد سمری سلام اللہ علیہ

یہ بات بھی عجیب ہے کہ اکثر اصحابِ خاص پر اس دور کے مومنین کے اکل ِ حلال مہیا کرنے کی ذمہ داری کو عائد کیا گیا تھا جن میں سب سے پہلا مسئلہ گھی اور تیل کا ہوتا تھا تو اس کی ذمہ داری مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے اپنے اصحاب میں سے سب سے اہم شخصیت اور پہلے نائب جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کو سونپی وہ روغن فروشی کا کام کرتے تھے مومنین ان کی دکان پر جا کر وہاں سے گھی اور تیل بھی خرید لاتے اور جو احکام صادر ہوتے تھے وہ بھی حاصل کرتے تھے اس کے دو فائدے تھے ایک یہ کہ انہیں گھی اور تیل طاہر و خالص میسر آتا تھا دوسرا یہ کہ خریداری کا بہانہ مل جاتا تھا جس

www.jamanshah.com

سے حکومتِ وقت کی نگاہ سے بھی بچا جا سکتا تھا پھر ان کا نام بھی دوہرے تقیہ کے لباس میں تھا اور عام طور پر انہیں عثمان عمری کہا جاتا تھا۔

دوسرا مسئلہ ذبیحہ کا تھا اس کا کام جناب حمزہ بن نصیر کے سپرد فرمایا گیا تھا مرد تو پھر بھی خود ذبح کر لیتے تھے مگر پابندِ امر مستورات کیلئے یہ بہت بڑا مسئلہ تھا تدین کا یہ عالم تھا کہ اغیار بھی اپنی دکانیں چھوڑ کر ان سے مال لیتے تھے۔

اس کے باوجود شیعوں کی ایک جماعت کو جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کی نیابت پر اعتراض رہا جیسا کہ ابنِ ابی غانم قزوینی منکرِ نیابت اور منکرِ وجودِ امام علیہ الصلوات و السلام تھا اس نے بغیر سیاہی کے خط لکھوایا اور جواباً توقیع مبارک آنے پر ایمان لایا۔ (حرعاملی)

مولائے کل جناب ابو محمد حسنؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے زمانہ ہی سے شیعوں کا رویہ ناگفتہ بہ تھا آقا نے اچھی پوشاک زیبِ تن فرمائی تو اعتراض کرنے لگے پسِ پردہ رہنے پر اعتراض تھا امامت پہ بار بار شک کرتے ہوئے بغیر سیاہی کے خط آئے دن لکھ لکھ کر امتحان بازی کرنا اور پھر بھی انکارِ امامت اور آئے دن نئے نئے عقائد متعارف کروائے جا رہے تھے۔

امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام کے دار البقا کی طرف جانے کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے انکارِ امامت کر لیا اور جناب محمدؑ بن امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام کی امامت کا عقیدہ پیش کیا گیا حالانکہ ان کا وصال پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کی زندگی ہی میں بہت پہلے ہو چکا تھا اور شیعوں نے ہی محمدیہ فرقہ بنا لیا تھا۔

مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام کے دار البقا کی طرف جانے کے بعد تو امامیہ مسلک نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت سے انکار کر دیا ان کے دو فرقے وجود میں آئے پہلا فرقہ یہ کہتا تھا کہ مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام زندہ غائب ہیں اور آخری زمانہ میں یہی خروج فرمائیں گے دوسرے فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ ان کی رحلت تو ہو

www.jamanshah.com

چکی ہے مگر آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور اسی لئے ان کا لقب قائمؑ ہے یعنی وہ دوبارہ زندہ ہوکر خروج فرمائیں گے۔

ایک مختصر سی جماعت عقیدۂ امامتِ حقہ پر باقی تھی اور انہیں بھی نواب اربعہ پر ہزاروں اعتراضات تھے اور نوابِ اربعہ میں سے اگر کسی نے کوئی کتاب لکھی تو پہلے علمائے کرام کو دکھانا پڑتی تھی تب کہیں اسے جماعت میں قبولیت ملتی تھی۔

جعلی نائب

ایک شخص تھا اس کا نام تھا ابو محمد شریعی یہ امام نہم و امام دہم علیہما الصلوات و السلام کا خاص صحابی شمار ہوتا تھا اس نے سب سے پہلے جھوٹا دعوئے نیابت کیا اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا توقیع مبارک میں اس پر لعنت وارد ہوئی۔

اسی طرح محمد بن نصر نمیری اور محمد بن علی بن بلال اور احمد بن ہلال کرخی نے جناب محمد بن عثمان کے مقابلے میں دعوائے نیابت کیا اسی طرح دس گیارہ افراد غیبت صغریٰ میں نیابت کے داعی ہوئے ان میں سے ایک سب سے بڑا بد بخت تھا اس کا نام تھا محمد بن علی شلمغانی کیونکہ یہ شیعہ خواص میں سے تھا اس لیے جناب حسین بن روح اس کی بہت عزت کرتے تھے اس نے اس بات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور بنی بستام میں اس نے جناب حسینؑ ابن روح کی نیابت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں ان کا نائب ہوں۔

دوسرے نائب جناب محمدؒ بن عثمانؒ کی دختر جناب حسینؒ بن روحؒ کی زوجہ تھیں ایک دن بنی بستام نے انہیں دعوت دی جب وہ وہاں پہنچیں تو شلمغانی کو اطلاع ملی یہ فوراً ان کی زیارت کو آیا اور آتے ہی ان کے سجدے میں گر گیا انہوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ راز ہے میں آپ کو بتاتا ہوں آپ کسی کو نہ بتائیں بات یہ ہے کہ جناب محمد بن عثمان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح حلول یافتہ تھی اور جناب حسین بن روح میں سرکار امیر المومنین علیہ

www.jamanshah.com

الصلوات و السلام کی روح نے حلول کیا ہوا ہے اور آپ کے اندر ملکہ عالم صلوات الله عليها کی روح حلول کر چکی ہے بس اس دور کی وہ ذات پاک آپ ہی ہیں یہ سن کر انہوں نے اِس پر لعنت کی اور اسے بھگا دیا۔

پھر شیعوں کی یہ کوشش بھی رہی کہ معتبرین کو آپس میں الجھا دیا جائے مثلاً خاندانِ نوبخت میں ایک بہت معتبر شخص تھے ان کا نام تھا ابوسہل بن اسماعیل بن علی نوبختی دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان کے زمانہ سے انہیں لوگ یہ باور کراتے تھے کہ ان کے بعد نیابت آپ کا حق ہے جب جناب محمدؑ کے بعد نیابت کا عہدہ جناب حسین بن روح سلام الله عليه کو مل گیا تو وہی لوگ بھڑکانے کیلئے آ گئے لیکن وہ خود بہت سمجھ دار تھے انہوں نے جواب میں کہا میرے مولا عجل الله فرجه الشريف نے جنہیں منتخب فرمایا ہے وہ مجھ سے بہتر ہیں میری ایک خامی ہے کہ میں مناظرے اور بحث میں حصہ لے لیتا ہوں اور اس میں رازوں کے افشا کا خطرہ بہرحال موجود ہوتا ہے مگر جناب حسین بن روح سلام الله عليه ایسے نہیں ہیں اگر کوئی انہیں قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دے وہ مولا کا نام بھی زبان پر نہیں لائیں گے اسی طرح غیبتِ صغریٰ کے بیس پچیس سال گزر گئے تا اینکہ شیعوں میں ایک نئے فتنہ نے جنم لیا یعنی ان میں ایک نیا فرقہ معرضِ وجود میں آیا جس نے اپنے آپ کو جوازیہ فرقہ کے نام سے متعارف کروایا انہوں نے اس عقیدے کا پرچار شروع کر دیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف (ہمیشہ سلامت رہیں) اس دنیائے فانی سے اپنے جدِ اطہر عليه الصلوات و السلام کے پاس تشریف لے جا چکے ہیں اور ان کے ایک لختِ جگر ہیں جن کا نام اور کنیت اپنے جدِ اطہر عليه الصلوات و السلام والی ہے وہ ہمارے آخری امام ہیں اور وہی خروج فرمائیں گے۔

(میں اس پہ ایک مکمل مقالہ پڑھ چکا ہوں)

لیکن اس کے باوجود شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی جماعت میں کمی واقع نہ ہوئی یہ جماعت جتنی مختصر کیوں نہ تھی مگر پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں تھی جو ہمہ وقت پرامید تھی اور

www.jamanshah.com

دعاوگریہ سے غافل نہ تھی مالِ خمس اور تحائف مسلسل نوابِ اربعہ سلام اللہ علیہم کی بارگاہ میں پہنچاتے تھے عقیدہ چاہے کتنا ہی کمزور تھا پھر بھی احکامِ دین پر سختی سے کاربند تھے صبح ہوتی تو کہتے بس آج شام تک خروج ہو جائے گا اور شام ہوتی تو کہتے کہ کل کا دن انشا اللہ ضرور یومِ خروج بن کر طلوع ہوگا۔

وقوعِ غیبت

جب مطلعِ ولایت کے بارہویں تاجدار عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبتِ کبریٰ اختیار فرمائی تو مومنین بہت پرامید تھے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث پاک سنی ہوئی تھی

اذا غاب صاحبکم عن دار الظالمین فتوقعوا الفرج

کہ جب تمہارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف اس دارِ ظالمین سے غیبت اختیار فرمائیں تو فرج وکشائش کی توقع رکھنا اس وجہ سے وہ اور زیادہ پرامید ہوگئے کہ یہ زمانہ زیادہ طویل نہ ہوگا اور اب خروج قریب ہے۔

ان کی امیدیں گویا پھر سے جوان ہوگئیں نئی نئی بات تھی جوش وجذبہ جوان ہوگیا تو مومنین میں جذبات کی ایک نئی لہر موجزن ہوگئی دن رات یہی خیال رہتا تھا کہ بس اب کوئی دیر نہیں خروج کا اعلان ہوا ہی چاہتا ہے۔

وقت وہ جلاد ہے جو جملہ کیفیات کو اپنی طوالت کی تیغ سے بے دریغ قتل کرتا رہتا ہے اور سارے جذبوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر ہی دم لیتا ہے۔

اول چند برسوں میں لوگ مل بیٹھتے تھے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہتے تھے مگر یہ سلسلہ آہستہ آہستہ سرد ہونے لگا اور پھر ایک ایک کر کے امید کے دیئے بجھتے چلے گئے محبت اور امنگوں پر ناامیدی کی سیاہی جمنے لگی دہکتے جذبات پر افسردگی کی راکھ تہہ در تہہ جمنے لگی مایوسی کی خزاں نے خوش گوار مستقبل کے خوش نما پھولوں کو مرجھا دیا اور مومنین ایک ایک کر کے غفلت کا لحاف اوڑھ کر سوتے چلے گئے اور آہستہ آہستہ سارے لوگ

www.jamanshah.com

بھول گئے کہ ہمارا بھی کوئی امام تھا۔

منتظرین کی ایک نسل انتظار کرتے کرتے دنیا سے گزر گئی اور اگر چہ انہوں نے آنے والی نسل کو اپنے مکمل جذبات واحساسات وراثت میں منتقل کرنے کی پوری کوشش کی مگر زیادہ حصہ وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے البتہ یہ ایک بہترین رسم بھی چھوڑی کہ اپنا مالِ خمس اور حسبِ توفیق تحائف وہ اپنے پس ماندگان میں سے جس کو امین سمجھتے اس کے حوالے کر جاتے تھے کہ اگر تمہاری زندگی میں ہمارے مولا عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائیں تو انہیں ہماری طرف سے یہ مال اور تحائف پیش کرنا اس طرح ایک دو نسلیں اور گزر گئیں پھر کیا ہوا؟

پھر پوری دنیا کو جہالت کی سیاہ رات نے اپنے مکروہ جبڑوں میں دبوچ لیا اور غفلت کے کالے ناگ نے اہلِ ایمان کی مؤدت کی جملہ سچائیوں کو نگل لیا، محبت کی لطیف شبنم تمازتِ وقت سے بھاپ بن کر اڑ گئی، مؤدت کی شمعیں پگھل کر جم گئیں، انتظار کے محل کھنڈرات میں بدل گئے، پر امیدیاں بوسیدہ قبروں کی شکل میں بھرنے لگیں پھر انسان سب کچھ بھول گیا۔

جن مومنین نے امانتیں چھوڑی تھیں وہ امین خائن بن کر کھا گئے مالِ امام علیہ الصلوات و السلام خرد برد ہو گیا آئندہ آنے والوں نے خمس کا تصور ہی ختم کر دیا۔

اس طرح کئی صدیاں گزر گئیں کسی نے نام تک نہ لیا اس کے بعد مراکزِ علم کی بنیاد رکھی گئی احبابِ علم کی غربت اور خستہ حالی کو دیکھ کر بوجہ اضطرار مالِ خمس درسوں کے سپرد کرنے کی رسم نکالی گئی مگر بعد میں آنے والوں نے اس رسم سے خوب کمائی کی اور اس کے بعد تو خمس کا مقصد ہی فوت ہو گیا نہ خمس مالک زمانہ کو ملا اور نہ ہی سادات تک پہنچ سکا اسکا فائدہ اتنا ضرور ہوا کہ درس تو سدھر گئے مگر سادات کی بھیک مانگنے تک نوبت پہنچ گئی۔

www.jamanshah.com

علمی مراکز تو قائم ہو گئے مگر افسوس کہ والیِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر کسی نے نہ کیا ان کے حقوق و فرائض کسی نے بیان نہ کئے علمائے کرام اس درجہ غافل رہے کہ خود مظلومِ کائنات عجل اللہ فرجہ الشریف کو فرمانا پڑا کہ ہمارے بارے میں کوئی کتاب تو لکھیں تب کہیں جا کر چند کتابیں لکھی گئیں یہ جو چند کتابیں موجود ہیں سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے فرمودات کے بعد لکھی گئی ہیں مثلاً

اکمال الدین، غیبتِ طوسی، غیبت نعمانی، الارشاد، نجم الثاقب، دارالسلام عراقی سے لے کر مکیال المکارم موسوی تک اکثر کتبِ غیبت امامِ زمانہ علیہ الصلوات و السلام نے حکم فرما کر لکھوائی ہیں جیسا کہ جناب شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ایران تشریف لائے تو یہاں لاتعداد لوگوں نے ہم سے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں دریافت کیا انکے حالات تک کسی کو معلوم نہیں تھے ہم نے انھیں کافی معلومات فراہم کئے جب ہم واپس حوضہ علمیہ میں آئے تو یہاں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا اعزاز حاصل ہوا اور انھوں نے فرمایا کہ ہمارے شیعہ پریشان ہیں آپ ہمارے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھ دیتے کہ جس سے انکی پریشانی دور ہو جائے اس حکم کے بعد ہم نے یہ کتاب اکمال الدین لکھی ہے یہ بات انھوں نے اکمال الدین کے ابتدئیہ میں خود لکھی ہے۔

اسی طرح صاحب دارالسلام جناب شیخ محمود عراقیؒ نے تو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دست مبارک پر بیعت کا واقعہ بھی اپنی کتاب دارالسلام کے ابتدائیہ میں لکھا ہے اسی طرح جناب سید محمد تقی موسوی صاحبؒ نے بھی اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہمارے بارے میں ایک کتاب تحریر فرماؤ اور اسے فارسی ہی میں لکھنا ہے اور اسکا نام مکیال المکارم فی فوائد الدعا للقائم عجل اللہ فرجہ الشریف رکھیں اسکے بعد انھوں نے یہ دو جلدیں لکھیں اسی طرح اکثر صاحبان کتب

www.jamanshah.com

غیبت کو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے اشارہ ہوا ہے اور اسکا تذکرہ انھوں نے اپنی اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔

سات آٹھ کتبِ غیبت خود آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیھم اجمعین نے اپنے اپنے زمانہ میں لکھوائی تھیں جو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور اجلال سے بھی پہلے لکھوئی گئی تھیں جیسا کہ

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے صحابی جناب ابراہیم بن صالح انماطی سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی۔

جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے صحابی جناب حسن بن علی بن حمزہ سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی۔

جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دوسرے صحابی جناب عباس بن ہشام ناشری سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی۔

جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنے صحابی علی بن حسن بن فضال سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی۔

اسی طرح جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دوسرے صحابی فضل بن شاذان سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی اسی طرح اور بھی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر دورِ غیبت میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے خود لکھوائی ہیں کیونکہ ہمارے مدارس میں فقہ پہ کام ہوتا رہا اور ہر دور میں فقہ ہی کو اہمیت دی گئی ہے۔

1950 سے قبل تو ایران و عراق میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک بلیک آوٹ نظر آتا ہے چند بنیادی کتابوں کے علاوہ کوئی تازہ کتاب نہ لکھی گئی جو ائمہ ہدیٰ علیھم الصلوات والسلام نے کتابیں لکھوائی تھیں انکی طباعت و کتابت نہ ہونے کی وجہ سے وہ کتابیں مفقود ہو گئیں نئی کتب پہ کام ہوا نہیں ہاں البتہ سن 1950 کے بعد کافی کام ہوا ہے۔

www.jamanshah.com

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی غیبت کا دور شروع ہوا تو جیسے جیسے وقت گزرتا گیا جذبات سرد ہوتے گئے انسان ''مالک فراموشی'' کے دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ پھر زمانہ گزرتا گیا اور ذہنوں پر مایوسی کی سیاہی بڑھتی گئی ہر آدمی کو یہ یقین ہونے لگا کہ ابھی خروج میں (خدانہ کرے) بہت دیر ہے یا وہ بہت زیادہ دور ہے اس لمبی امید نے دنیا کی رنگینیوں میں انسان کو غرق کر دیا اور اسے یاد تک نہ رہا کہ اس کا کوئی نقصان بھی ہوا ہے یا اس کے کوئی آقا اس سے جدا بھی ہوئے ہیں۔

کسی ماں کا بچہ گم ہو جاتا ہے یا پردیس چلا جاتا ہے تو وہ ہر لمحہ تڑپتی ہے اور اس کی زندگی تڑپتے ہوئے گزر جاتی ہے اور یہاں بھی اگر کوئی تڑپا تو پاک ماں صلوات الله عليها کا دل تھا اور صرف ماں کی مامتا ہی تڑپتی رہی اور باقی سب لوگ بھول گئے۔

غیبت کن سے ہے؟

اب یہاں اس سوال پر بھی غور کر لیتے ہیں کہ یہ جو آج شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف غائب ہیں وہ کن لوگوں سے غائب ہیں؟

اس کے جواب کیلئے ہمیں جناب مفضل کی ایک حدیث کی طرف رجوع کرنا ہوگا

جناب مفضل ابن عمرو نے امام صادق علیہ الصلوات و السلام سے عرض کی کہ عباد کو معبود سے بہت جلدی اور بہت زیادہ قریب کرنے والی چیز کیا ہے؟

فرمایا معبود کو جلدی راضی کرنے کا اس سے اچھا طریقہ کوئی نہیں ہے کہ خداوند متعال یہ دیکھے کہ لوگوں سے ان کا امام غائب ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا امام کہاں ہے اس کے باوجود انہیں یہ یقین ہو کہ میثاقِ الٰہی باطل نہیں ہوا

فتوقعوا الفرج صباحاً و مساً

اور وہ صبح و شام انتظارِ فرج میں مصروف ہوں

پھر فرمایا دشمنوں پر اللہ کا سب سے بڑا غضب یہ ہے کہ اپنی حجت کو غائب کر دے مگر خالق

www.jamanshah.com

یہ جانتا ہے کہ امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے جو اولیاء ہوں گے غیبت کے باوجود شک و تردد کا شکار نہ ہوں گے اگر ان اولیاء کے شک و تردد کا خطرہ ہوتا تو ما غیبت حجتهم عنهم طرفة العين ایک پلک جھپکنے کے وقت کیلئے بھی ان سے ان کے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کو غائب نہ کیا جاتا لیکن ولا یکون علیٰ راس شرار الناس کہ غیبت صرف بدترین لوگوں پر واقع ہوتی ہے۔

آج یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ غیبتِ کبریٰ میں کسی کو زیارت نہیں ہوسکتی حالانکہ فرمان یہ ہے کہ غیبت صرف ظالمین سے ہے۔

امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام کا واضح فرمان ہے کہ ہمارے آخری لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کی ایک غیبت بہت طویل ہوگی گویا ہم ان کے شیعوں کو اس طرح بھاگتا ہوا دیکھ رہے ہیں جیسے ڈری ہوئی بکریاں اپنے چرواہے کی تلاش میں بھاگتی ہیں مگر وہ انہیں نہیں پا سکتیں اسی طرح وہ شیعہ بھی نہ پا سکیں گے

الا فمن ثبت منهم علیٰ دینه لم یقس قلبه لطول الامد غیبته امامه فهو معی فی درجتی

ہاں وہ لوگ پالیں گے جو ان کے دین پر ثابت قدم رہیں گے اور جن کے دل قساوت کا شکار نہ ہوں گے ہاں وہی لوگ قیامِ خروج کے وقت ہمارے ساتھ موجود ہوں گے بلکہ ہمارے درجہ پر فائز ہوں گے

دورِ غیبت میں جس خطرناک ترین وبا کا ذکر ہے اس کا نام (طول امل) یا لمبی امید ہے لمبی امید دراصل ناامیدی کی ایک قسم ہے اور ناامیدی عین کفر ہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کو دور سمجھتا ہے اس کی امید رکھنے کی بجائے اس سے ناامیدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے مثلاً جو آدمی خروج کو دور سمجھتا ہے وہ اس سے ناامید زیادہ اور پُر امید کم ہوگا اور ناامیدی کے بیج سے قساوتِ قلبی کی شاخ نکلتی ہے

www.jamanshah.com

اور وہ چند دنوں میں مکمل درخت بن جاتی ہے اور اس شاخ پر بدکرداری کا بدبودار پھل لگ جاتا ہے اور بدکرداری کا پھل انسانی نفس کو بہت میٹھا لگتا ہے اس کی لذت میں کھو کر انسان چند چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

سب سے پہلے لذتِ مناجات چلی جاتی ہے۔

تزکیاتِ نفس کا شوق ختم ہو جاتا ہے۔

عبرت کا حصول ختم ہو جاتا ہے۔

اعمالِ خیر کی طرف توجہ نہیں رہتی۔

انسان کے اندر حیوانی اور جنسی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر انسان کا خدا خواہشِ نفس بن جاتی ہے اور اس طرح انسان نفس کو معبود بنا کر کافر ہو جاتا ہے اور اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے افرئیت من التخذ الھه هواه

اس مرض کا اعلاج یہ بتایا گیا ہے کہ ہر صبح اور ہر شام منتظر رہو

فلا یبخوا من تلك الحیرة الا من دعا بدعاء الغریق

فرمایا اس قسم کی حیرت وضلالت میں وہی شخص نجات پائے گا جو اس طرح دعا کرے گا جس طرح ایک ڈوبتا ہوا شخص دعا کرتا ہے۔

آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ خالق سارے مومنین کو اس حیرت وضلات سے نکالے اپنے حبیب دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف سے واصل فرمائے اور انکے خروج وظہور کے سنہری ایام میں ہماری شرکت کو یقینی بنائے اور ہمیں انکی نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم عجل فرجه و ظهوره و خروجه الساعة والآن و العجل آمین یا رب العالمین

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

برائے جویندگان

دوستو یہ موضوع انتہائی وسیع ہے اور اس میں دشواریاں بھی ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی یقینی مواد نہیں ملتا ہے اور جو مواد ملتا ہے وہ ہزاروں کتابوں میں بکھرا ہوا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کام کیا ہے یہ پرائمری لیول کا ہے اس پر تحقیق کرنے کی بہت ضرورت ہے ہاں میں یہ بات بڑے فخر کے ساتھ کرسکتا ہوں کہ مالک کے کرم سے میں نے آنے والے محققین کو بنیاد ضرور دے دی ہے اور میں نے سابقہ صاحبان علم کے مواد کو مربوط کر کے ان کے کام کو بھی آگے بڑھایا ہے اور آنے والی علمی نسل کو ایک ٹریک بھی دیا ہے جس پر مزید کام کر کے وہ اس تاریخ کے چھپے ہوئے گوشوں کو اور واضح شکل میں پیش کرسکیں گے۔

دوستو میں اپنے علم دوست اور محقق ساتھیوں سے ایک بات کہوں گا کہ تحقیق کے میدان میں کوئی منزل نہیں ہوتی بلکہ ہر تحقیق منزل کا ایک سنگ میل ہوتی ہے اس لیے کسی سنگ میل کو منزل سمجھنا علم کے سفر کو بری طرح سے روکنے کے مترادف ہوتا ہے اس لیے آپ کو اس کتاب کو ایک سنگ میل ہی سمجھنا چاہیے اور سفر تحقیق کو جاری رکھنا چاہیے تا کہ علم کا ارتقا جاری رہے اور علم کا دریا رک کر متعفن نہ ہونے پائے جتنا ہو سکے اس کے بہاؤ کے عمل کو جاری رکھا جائے۔

اور آج ہمارے مابین جو اختلافات ہیں دراصل یہ اس علمی ارتقا کو روکنے کا نتیجہ ہے کہ ہم نے ماضی کے علما کی ہر تحقیق کو حرف آخر سمجھا ہے اور ان کے مقصد کو سمجھے بغیر ان کے احترام میں آگے کچھ سوچنا گناہ سمجھا ہے جس کی وجہ سے علم و تحقیق کا دریا روک دیا گیا ہے

جس کی وجہ سے سارا علمی دریا متعفن ہوتا جارہا ہے اور مذہبی علوم سے لوگ متنفر رہے ہیں اور جدید علوم کے بہتے دریا سے علمی پیاس بجھانے کو ترجیح دے رہے ہیں
اس لیے اس تحقیق کے دریا کو کہیں بھی ہیڈ اپ نہیں ہونے دینا۔

اسی پیغام کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔

والسلام

دعا گو

جعفرؑ نقوی

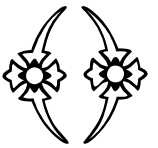

حصہ نظم

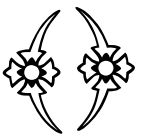

اس میں وہ نظمیں ہیں کہ جو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے واقعات و فضائل پر مبنی ہیں جو میں نے 1982 سے قبل لکھی تھیں

دعا گو

جعفر نقوی

10/3/1998

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک



شادی خانہ آبادی

پلتی ہیں میرے کشتِ تخئیل میں بہاریں
اڑتی ہیں میرے فکر میں اشعار کی ڈاریں
ساون سا مضامین کی دیتا ہے پھواریں
سوچوں میں میری جدتیں نت رات گزاریں
خامہ کو چلاتا ہوں قمر زاد بنا کر
ہر لفظ کو ضو دیتا ہوں میں نور پلا کر

عرشوں پہ جھپٹتے ہوئے شاہین خیالات
ہر پل میں سناتے ہیں مجھے ایک نئی بات
پھر فکر کا میدان کہ اک عرصہ عرفات
ہے خیمہ زن اس میں گویا انوار کی بارات
جب ذہن میں آقاؑ کی بسے عطر بھری یاد
پھر شعر مناتے ہیں یہاں محفلِ میلاد

اب ذہن کی گلیوں میں جلا جل کی صدا ہے
شہنائی کوئی فکر میں اب نغمہ سرا ہے
اب سوچ میں پائل کا کوئی گھنگھرو بجا ہے
دف بجتی ہے دھڑکن میں کوئی شور بپا ہے
معراج پہ دیکھا جو شہِ کون و مکاں کو
اک شیریں زبانی ملی خامے کی زباں کو

وہ شانِ شہنشاہِ رسلؐ اوجِ خدائی
زلفوں کے ہر اک پیچ میں ہے عقدہ کشائی
وہ شان جہاں قدس نے مستک جو جھکائی
پرواز نہ کر پائیں پر فکرِ وفائی
کل بھی کوئی سمجھا تھا نہ سمجھا ہے کوئی آج
سرورؐ کی یہ معراج تھی یا عرش کی معراج

کھلتی شب معراج وہ اٹھلاتی ہوئی رات
کھانے لگے رفرف سے وہ افلاک سبھی مات
جب چوتھے فلک پر ہوئی انوار کی برسات
عیسیٰؑ نے کی اس وقت شہِ حق سے ملاقات
کی عرض کہ کچھ وقت مجھے بھی تو عطا ہو
تخلیے میں جی چاہتا ہے بات ذرا ہو

www.jamanshah.com

فرمایا کہ عجلت میں تو رکنا نہیں ہوتا
رد کرنا سوالی کا بھی زیبا نہیں ہوتا
ایسے میں ملاقات کا موقعہ نہیں ہوتا
پر کہتے ہیں دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
نعلین پہ سر حضرت عیسیٰؑ نے جھکایا
سجدے میں مزا سجدۂ توحید کا پایا

کی عرض کہ یکتا ہو تمہی کون و مکاں میں
ہیں روحِ رواں آپ رسل زار جہاں میں
آپ آ ہی نہیں سکتے میرے وہم وگماں مے
کہنے کیلئے نطق نہیں میری زبان میں
الفاظ ہیں گم گنگ ہے جرأت یہ ہماری
بس اتنا سمجھ لیں ہوں تیرے در کا بھکاری

رحمت سے تیری آقاؑ سنبھلتی ہے تمنا
یہ شان و شرف دیکھ کے پلتی ہے تمنا
اظہار میں دب دب کے نکلتی ہے تمنا
صدیوں سے میرے دل میں مچلتی ہے تمنا
اس گھر کی غلامی میں بھی ہو حصہ ہمارا
کچھ اور چمک جائے مقدر کا ستارہ

www.jamanshah.com

ہیں آپ خداوندِ بشر اوجِ ملل ہیں
ہستی سے بہت بالا ہیں انوارِ ازل ہیں
توحید کی قدرت ہیں اور سر گرم عمل ہیں
یہ ٹھیک ہے کہ آپ تو رشتوں سے اجل ہیں
پھر بھی یہ مناسب تو ہے سرکار نے جانا
ماں باپ کسی کو تو کسے بیوی بنانا

فرمایا کہ ہم خوب سمجھتے ہیں تیری بات
یہ ٹھیک ہے رشتوں سے اجل تر ہے میری ذات
لوٹانا تمہیں بھی تو نہیں میں نے تہی ہات
لوکرتے ہیں ہم عیسیٰ بلند آپکے درجات
جو آخری ہے نورِ خدا نور ہے میرا
اظہار کی حد تک وہ نواسہؑ ہوا تیرا

سررکھ دیا سجدے میں نبوت کے امیں نے
صد شکر کیا عیسیٰ ءِ افلاک نشیں نے
نعلین کا بوسہ لیا عیسیٰ کی جبیں نے
آنکھوں میں چمک اٹھے عقیدت کے نگینے
سرورؐ نے بصد شان کی معراج کی تکمیل
دھرتی کو پھرے زیب تھا قو سین کا اکلیل

www.jamanshah.com

پھر ماہ وسنین اپنے بدلتے رہے اوراق
دے دے کے بجھاتا تھا شرر وقت کا چقماق
غلطیدۂ خون ہو کے تڑپتے رہے آفاق
ابنائے شب و روز یونہی ہوتے رہے عاق
تا اینکہ نقاوت کے تقدس کے افق پر
اک چاند چڑھا ساتھ لئے ہیبت عسکر

تب سلطنتِ روم کی مخمور ہوا میں
اس قیصرِ روما کے حسیں حرمِ سرا میں
بالیدہ محلات کی اجلی سی فضا میں
ان قیصری نعمات کی گھنگھور گھٹا میں
پیدا ہوئی دوشیزۂ عصمت کی حسیں لاج
شہزادیٔ کونین وہ تقدیس کی معراج

عیسیٰ کی مسیحائی پہ انسانی قبا تھی
آدرشِ مسیحاؑ تھی تو مریمؑ کی حیا تھی
روح اللہ کی وہ روح تھی عصمت کی ادا تھی
خالق کا لب و لہجہ تھی سرورؐ کی دعا تھی
ملکہ جو کہا ان کے کمی پھر بھی رہی ہے
ملکہ کے اسی لفظ میں نقطوں کی کمی ہے

www.jamanshah.com

وہ جسم میں ڈھالی ہوئی قیصر کی وجاہت
پیکر میں سموئی سی تغزل کی لطافت
وہ پاک سراپا کہ رواں روحِ نفاست
معصوم نگاہوں میں وہ سوئی ہوئی عصمت
زلفوں میں شبِ قدر کی اٹھتی سی جوانی
ہر زلفِ معطر میں جواں رات کی رانی

وہ روم کا ماحول محلات کی سج دھج
وہ قصرِ فلک بوس دیں افلاک کو دھیرج
کھلتا وہ ارم زار وہ ہریالی کا ہودج
فطرت کو نظاروں سے ہو اک پل میں ستر حج
سبزے کے وہ قالین گلوں کا وہ نظارا
ہر شجر تھا چھوڑا ہوا سبزے کا فوارا

خنکی سے زمیں پہنے ہوئے سبز قبائیں
ہریالی کی اوڑھی تھیں چٹانوں نے ردائیں
نعمات لٹاتی سی وہ رحمت کی گھٹائیں
پی پی کے شراب اور بہکتی سی ہوائیں
اک نرگسی ماحول میں پلتے سے شب و روز
اس آنکھ مچولی میں بہلتے سے شب و روز

www.jamanshah.com

قیصر کے حسیں قصر کے وہ کسیری اطوار
وہ مخمل و دیبا کی فضا خلد کا معیار
اور لاکھوں کنیزوں کی غلامی وہ لگاتار
ہر سانس وہاں سیکڑوں نعمات سے دو چار
جھکتی تھیں سوئے قصر نظاروں کی جبینیں
افلاک پہ اِتراتی تھیں روما کی زمینیں

شہزادیؑ تھی نعمات کے گہوارے میں پلتی
راحت کے خزانے تھی ہر اک چیز اگلتی
پوری تھی وہ ہر بات جو تھی لب سے نکلتی
بچھ جاتی تھی ہر آنکھ وہ جس سمت کو چلتی
اس شان سے پختہ کیا بچپن کی ہمک کو
چھونے لگے ہاتھ اٹھ کے جوانی کے فلک کو

جب اونچا ہوا عہد جوانی کا وہ پرچم
آئینے سے شرمانے لگیں حاصلِ مریم
وہ دورِ شباب ، اس کا وہ احساس سا پیہم
چہرے پہ عیاں شرم سے تھی چیت کی شبنم
انجانی خوشی جاگی تھی بچپن کو سلا کر
انوار کی جھیلوں سے شباب آیا نہا کر

www.jamanshah.com

تعبیر کشا ہوگیا عیسیٰ کا ہر اک خواب
آنکھوں میں لگی پھرنے وہ اسریٰ کی تب و تاب
ماضی کی تمنا کو ملا گوہرِ نایاب
کام آئے تھے در یوزہ گری کے سبھی آداب
ہر راز کو اس چہرۂ پُر نور سے پڑھ کر
اچھلے یوں خوشی سے کہ گئے چوتھے فلک پر

جبریل کو تب سرورؐ عالم نے بلایا
وہ خدمتِ سرکارؐ میں اڑتا ہوا آیا
پھر عجز سے سر آقاؐ کے قدموں میں جھکایا
سرکاؐر نے جبریل کو پاس اپنے بٹھایا
فرمایا کہ یہ تجھ کو بلانے کا سبب ہے
بیٹے کیلئے اب مجھے رشتے کی طلب ہے

معراج پہ جب کی تھی مسیحانے ملاقات
اس رشتے کی اس سے میری پکی تھی ہوئی بات
اب ناطہ بندی سونپتی ہے تجھ کو میری ذات
یوں سمجھو کہ معراج سے بالا ہے یہ سوغات
عیسیٰؑ کو مسرت کا سندیسہ یہ سنا دو
منگنی کیلئے آتے ہیں جا کر یہ بتا دو

www.jamanshah.com

جبریل نے جب عیسیٰؑ کو مژدہ یہ سنایا
مریمؑ کا پسر چرخ پہ پھولا نہ سمایا
پھر حضرتِ شمعون کو پاس اپنے بلایا
جبریل کے آنے کا سبب اُس کو بتایا
دونوں کے ہوئے چہرے مسرت سے یوں گلنار
گل ہائے ارم ہونے لگے ان سے شرمسار

اس دھوم سے ہونے لگی منگنی کی تیاری
فطرت نے دوپٹے پہ کیا گوٹا کناری
ماحول پہ طربیلا نشہ ہو گیا طاری
آفاق نے کی شمسی نظاموں کی زواری
خورشید نے روشن کی جو قندیلِ عقیدت
پھرنے لگے سَیارے بھی پروانوں کی صورت

مطلع

سامرہ میں تھے جلوہ نما پنج تنِؑ پاک
چہروں پہ مسرت سے تبسم تھا فرحناک
فرماتے تھے اک شان سے خود صاحبِ لولاک
مشتاق تھے جس روز کے یہ انجم و افلاک
آیا ہے وہ دن سب نے ہے یہ دھوم مچائی
ہونا ہے میرے عسکریؑ ذیشاں کی سگائی

www.jamanshah.com

سجادؑ کو باقرؑ کو اور جعفرؑ کو بھی لاؤ
کاظمؑ کو رضاؑ اور تقیؑ کو بھی بلاؤ
پھر میرے تقیؑ بیٹے کو مژدہ یہ سناؤ
منگنی کیلئے جانا ہے سجنوں کو بتاؤ
کل آلِ محمدؐ کو سگائی پہ ہے جانا
عیسیٰؑ کے وہاں آج ہی ہونا ہے روانہ

مدعو کریں قربا کو مناسب تو یہی ہے
یہ آلِ محمدؐ کی تو مشترکہ خوشی ہے
منگنی کی حسیں رسم میں شرکت بھی بڑی ہے
مل جائے گا دھیرج کہ وہ دل سب کا دکھی ہے
پہنچے وہ سجن ساتھ وہاں جن کو تھا جانا
سرورؑ ہوئے اولاد کے ہمراہ روانہ

کچھ جوڑے مزمل کے تراشیدہ اٹھائے
وہ سارے مدثر کی نگارش سے سجائے
بوتام پہ کچھ لولو و مرجان لگائے
پھر عطر جبینِ شہِ عسکرؑ میں بسائے
بادل کے رتھوں میں تو سجائے گئے ہیرے
ہر ابر میں رکھے گئے رحمت کے ذخیرے

www.jamanshah.com

جب روم کے مطلع پہ ہوئے ابر نمودار
عیسیٰؑ نے پذیرائی پہ صلوات کی تیار
اعلان کیا آتے ہیں عیسیٰؑ کے کرم گار
مریمؑ نے کیا میٹھی دعاؤں کو گہر بار
کچھ دور تھے اس قصر سے خود سیدِ عالی
ملکوں کا وفد آیا پئے خیر سگالی

مہمانوں کو شمعونؑ نے آنکھوں پہ بٹھایا
ہر سمت کو بالغیب کے کتبوں سے سجایا
یوخابہ نے پھر نوری قناتوں کو لگایا
پھر بڑھ کے نبیؑ زادیوں کو گھر میں بلایا
شہزادیؑ کونین بھی مریمؑ کے گئیں ساتھ
دلہن کے سرِ پاک پہ شفقت سے رکھا ہاتھ

ٹھوڑی سے رخ اونچا کیا پیشانی کو چوما
فرمایا کہ جیتی رہو شہزادیِ رومؑ
دل ملکۂؑ عصمت کا اسی پیار پہ جھوما
پائی وہ بلندی کہ خیال عرش پہ گھوما
انگشتری منگنی کی جو پہنائی ضیا بار
خالق نے نچھاور کئے صلوات کے دینار

www.jamanshah.com

دیں ان کو سگائی کی وہ پوشاکیں منور
جنت کے وہ خلعات بھی ہونے لگے ششدر
پھر پیش کئے منگنی پہ آیات کے زیور
اس بات سے روشن ہوا قرآن کا مقدر
فرمانے لگے دیکھ کے کل آلِ محمدؐ
جوڑی ہے بہت خوب سدا دور نظر بد

اس رسم کی تکمیل پہ واپس ہوئے سارے
شادی کی تیاری پہ سنورتے تھے ستارے
دھرتی پہ تو افلاک نے بھی قہقہے مارے
تھے رقص پہ تیار دو عالم کے نظارے
پر شادی کی تاریخ بھی ہونا تھی ابھی طے
مخمور فرشتے تھے مسرت کی پیئے مئے

جبریلؑ کو دی قادرِ کونین نے آواز
شادی ہے یہ کس کی تمہیں معلوم ہے یہ راز
اس کی ہے یہ شادی جو ہے عالم سے سر افراز
کر سکتا نہیں تیرا تخیل وہاں پرواز
کل شمسی نظاموں کو یہاں کھینچ کے لاؤ
تقریب ہے اک خاص فرشتوں کو بلاؤ

www.jamanshah.com

اس حکم پہ پہنچے وہ خلاؤں کے تمندار
حیراں تھے ستارے کہ خوشی کا ہے یہ تہوار
کئی اربوں شموس آئے کئی کھربوں وہ اقمار
خود کہکشاں اوڑھ کے اجرک ہوئی تیار
تقریر کا خالق نے کیا شان سے آغاز
فرمایا گرہ ڈالنے کا کس کو دیں اعزاز

اول تو ہے روم اور ہے سامرہ بھی جانا
تاریخ یہ شادی کی ہے سرورؑ کو بتانا
شادی کے پیامی کو تو دیکھے گا زمانہ
پہلے ہو تعین تو کریں اُس کو روانہ
لیکن کسے بھیجیں ابھی یہ بات تو در ہے
دو مشورہ تم بھی میری تم سب پہ نظر ہے

جبریلؑ نے کی عرض کریں مجھ کو روانہ
فرمایا مناسب نہیں یوں بیچ میں آنا
تم روز ہی جاتے ہو کبھی پھر چلے جانا
جب خیر سے بچے ہوں تو تم جھولا جھلانا
مجھ سے بے تکلف تیرا ہونا نہیں اچھا
اوقات کو بھولوں میں ڈبونا نہیں اچھا

www.jamanshah.com

سورج سے مخاطب ہوئے پھر شانِ خدا سے
جانا تیرا کیسا ہوگا نورانی قبا سے
فرمایا تو کچھ شوخ ہے انداز و ادا سے
خورشید تو جل جائے گا شبنم کی فضا سے
مہتاب تیرا یوں نہیں شرمانا مناسب
لگتا ہے میرے چاند تیرا جانا مناسب

کی عرض بجا ہیں یہ سبھی حکم تمہارے
لیکن میرے چہرے پہ جو یہ داغ ہیں سارے
اٹھے گی کوئی انگلی کئی ہوں گے اشارے
کٹ جاؤں گا میں آقاؑ وہاں شرم کے مارے
داغوں سے ہے پُر آقاؑ میرا چہرہ تمامی
بے داغ کی شادی کا ہو بے داغ پیامی

فرمایا اے طارق توں ہی ذیجاہ و حشم ہے
تو نجمِ علیٰ سورۂ طارق کا بھرم ہے
کرنوں کے درخشندہ چمن کا تو ارم ہے
تو جچتا ہے مجھ کو تیری عظمت کی قسم ہے
میں بھی ہوں تیرے ساتھ گرہ شادی کی ڈالیں
تاریخ ہو طے دہر کو حجت سے سنبھالیں

www.jamanshah.com

وہ روشنی سے کر کے وضو ہو گیا تیار
چہرے پہ مسرت کا مَلا غازہ کئی بار
حوروں کو لیا ساتھ معاون و مدد گار
روما کو روانہ ہوا وہ نجمِ ضیا بار
افلاک کے تاروں میں غزل کوئی چھڑی تھی
ہر ایک کلی خلد کی نخروں سے تڑی تھی

تاریخ ہوئی طے تو گرہ ڈالی کرم نے
صد بار مبارک دی صدا حل و حرم نے
رخ شرم سے ظلمت کا کیا دہر کے غم نے
قدسی تھے یوں رقصاں کہ نظر دیتے نہ جمنے
شادی کی تیاری میں لگے آلِ محمدؐ
بس ایک مسرت تھی نجف سے تا بہ مشہد

مریمؑ نے ادھر بیٹیؑ کو خود مایوں بٹھایا
سارہؑ نے بڑی شان سے زلفوں کو گندھایا
ہر سمت حجابوں کا کڑا پہرہ لگایا
دل تھام لیا حوروں نے گھونگھٹ جو گرایا
ملبوس حریری پہ ستاروں کی وہ جھلمل
خوشیوں سے پُر آنے لگے انوار کے مخمل

www.jamanshah.com

ناگاہ برآمد ہوا اک ابرِ بہاری
ظاہر ہوئی افلاک سے نورانی عماری
دلہنؑ کے قریب آئی محمدؐ کی وہ پیاری
دلہنؑ کی کئی بار وہاں نظر اتاری
مریمؑ کو بھی حواؑ کو بھی سارہؑ کو بلایا
حناؑ کو بھی فضہؑ کو اور لعباؑ کو بلایا

فرمایا کہ ہم ہی نے کیا ہے تمہیں مدعو
مقصد تو ہے دلہنؑ جو بہو ہے میری مہ رو
ابٹن بھی ملیں ان کے لگائیں انہیں چیکو
مہندی سے سجیں ہاتھ شنگر جائیں یہ گیسو
اب ان کے سجانے کا شرف تم کو دیا ہے
معراج ہے جو تم نے کنیزی میں لیا ہے

گھونگھٹ کو پھر آہستہ سے بی بیؑ نے اٹھایا
پیشانی کا بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا
پڑھتی رہیں صلوات بہت پیار بڑھایا
مینڈھی پہ نظر کی تو کچھ ایسا نظر آیا
رکھ دی تھی حسیں بالوں میں والیل سمو کر
گوندھا تھا شبِ قدر میں زلفوں کو ڈبو کر

www.jamanshah.com

صلوات کی ہر سمت سے مخمور صدا ہے
میڈھی ہے کہ گوندھی ہوئی اک صلے علیٰ ہے
ہر پیچ جو ہے کلمۂ توحید نما ہے
کھلتی ہے یہ میڈھی یہ عجب رسم ادا ہے
دلہن کی جھکی پلکوں میں مسکان لجیلی
ماحول ہے مخمور ہوا بھی ہے نشیلی

ابٹن رخِ روشن پہ لجاتا نظر آیا
اور حسنِ رخِ پاک بڑھاتا نظر آیا
اک چاندنی میں چاند نہاتا نظر آیا
خورشید کو بھی نور پلاتا نظر آیا
کرنوں کی وہ پچکاری بھرے ذروں کے چلو
تھامے تھے جوانی نے حسیں حُسن کے پلو

پھر عطر حنا میں گیا مہندی کو بھگویا
یاقوت کو پگھلایا تو پھر اس میں سمویا
اس رنگ کو پھر عرق گلِ لالہ سے دھویا
پھر ہاتھوں کی مہندی میں خدا آپ بھی کھویا
نقطے کی حسیں بات یہ مہندی ہی نے کہہ دی
ان ہاتھوں پہ اب دیکھیں گے رنگ رخ مہدیؑ

www.jamanshah.com

یہ حسن کی توریت ہے یہ روپ کی زبور
عصمت کی یہ انجیل ہے تقدیس کا دستور
رازوں کی کلیمی ہے تو جلوؤں کا حسیں طور
قرآں کی طرح نور ہے الہام سے معمور
مریمؑ کا سبھی حسن تو عصمت کی ہے تاثیر
یہ عصمتِ مریمؑ کی ابھرتی ہوئی تصویر

حوروں نے پڑھے سہرے وہ تانوں پہ چلی تان
تیور کے یہ تیور وہ بڑی ٹھاٹھ وہ کلیان
سرَگم میں وہ سُر گُم سبھی میٹھاس میں الحان
غلمان کہ سنگیت کی دولت سے جو دھنوان
شعروں کا ہر اک فقرہ جو ایمان کا مصحف
افکار کی اونچائی کہ جلتے پرِ رف رف

گاتے تھے سبھی ملکۂ تطہیرؑ کا سہرہ
ہم لائے ہیں توحید کی تنویر کا سہرہ
عیسیٰؑ کے ہر ایک خواب کی تعبیر کا سہرہ
زیبا ہے انہیں آلؑ کی توقیر کا سہرہ
الفت میں پرو لائے ہیں ہم نور کے پرزے
ہوتے ہیں فدا نرگسِ مخمور کے پرزے

www.jamanshah.com

جاری تھا تیرا سہرہ جو خالق کی زباں پر
لکھ لائے ہیں وہ سہرہ خطِ کہکشاں پر
سہروں کے یہ گل ہنستے ہیں تضحیکِ خزاں پر
رلتے ہیں گہر آج لبِ ابرِ رواں پر
اک وجد میں اک حال میں بے خود ہیں بروٹے
لب پر ہے صدا سہرے کا اک برگ نہ ٹوٹے

سن دو صد چون (254) کا حسیں دور مجد
سرمن میں ہوئی حضرت مریمؑ کی جب آمد
بلقیس کا وہ فخر حسیں تخت زبرجد
آئے تھے پذیرائی پہ کل آل محمدؐ
کی عرض کہ آقا تھی یہ اک رسم نبھانا
مقصد تو ہے نوشاہ کو اب مہندی لگانا

صلوات پڑھیں آپ تو مہندی میں لگاؤں
دولہاؑ کے حسیں ہاتھوں کو مہندی سے سجاؤں
نوشہؑ کو سجا لوں تو کچھ انعام بھی پاؤں
انعام میں سرکارؐ کے میں چوم لوں پاؤں
سرخی جو تھی شرمانے سے دلہن کی جبیں پر
لائی ہوں اسی سرخی کی میں مہندی بنا کر

www.jamanshah.com

ہاتھوں پہ حسنؑ کے وہ سجا رنگِ حنائی
اس گوری ہتھیلی پہ حنا جھوم کے آئی
پوروں پہ بنے چھلے وہ چھلوں میں صفائی
جبریلؑ کی آنکھوں نے بھی سرخی وہ چرائی
ہاتھوں کے حنا زار سے لالہ بھی ہوا ماند
ناخن تھے شفق پر چڑھے اک طرز کے دس چاند

پاؤں کی نفاست پہ حنا ایک گراں بار
ملنے لگا پاؤں پہ گلِ لالہ بھی رخسار
پا بوسی میں مصروف تھا امبر کا شفق زار
اس رنگ سے تھے عارضِ لعبا بھی شرمسار
مہندی کی وہ ہریالی حسنؑ یا حسنؑ کو
اور سرخی نے شبیرؑ دیا شاہِ زمن کو

مہندی کی وہ سرخی میں لہو قلب حنا کا
رشحات لہو سرخی تو فق صبا کا
اک شامِ اودھ جس میں شفق رنگ فضا کا
وہ سرخیِ حنا ہاتھ وہ خورشید ادا کا
نسبت جو یہ تھی ملکۂ افلاک نشیں کی
خود مانگ بھری ہیروں سے شبنم نے زمیں کی

www.jamanshah.com

مہندی کی ہوئی رسم ادا ایسی ادا سے
پھولی تھی شفق چرخ پہ اندازِ حنا سے
مہندی کو ملا اوجِ شرف دستِ خدا سے
اس رسم کو دستور ملا آلِ عباؑ سے
حیراں ہے قلم فکر ہے اس موڑ پہ ششدر
کس اوج پہ تحریر ہو مہندی کا مقدر

دربارِ شہنشاہِ اممؑ مرکزِ انوار
ڈھالے ہوئے اک مشک ختن میں در و دیوار
ہر خشت کی تابش کہ اک الماس ضیا بار
ہر سمت سے لٹکے ہوئے پردوں کی وہ مہکار
اک قوس قزح چاروں طرف چھائی ہوئی تھی
پردوں سے ارم خیز بہار آئی ہوئی تھی

آراستہ قالینوں سے آنکھ اٹھنے نہ پائے
گویا کہ تھے حوروں نے حسیں بال بچھائے
رنگ ان پہ تھے اک آنکھ مچولی سی رچائے
چنچل سی چمک نے تو کئی پھول کھلائے
وہ قمقمے فانوس چراغاں سے وہ جھلمل
تھی ایسی خوشی بلیوں اچھلتا تھا ہر اک دل

www.jamanshah.com

وہ کرسیاں زریں کہ سجاوٹ میں قرینہ
ہر کرسی کہ تھی بازو کشا ایک حسینہ
ان پر وہ طلا کاری جناں غرقِ پسینہ
کرسی کی ہر اک جزو تراشیدہ نگینہ
ہر میز پہ آراستہ کوثر کے حسیں جام
ہر جام پہ اٹھتی یہ صدا '' آپ ہی کے نام''

اور وسط میں دربار کے اک تختِ ضیا بار
اک عرش معلیٰ کی جبیں زینوں کا معیار
ہیروں کا جڑاؤ بھی تھا تقدیس کا شہکار
ہیروں کی چمک جلوۂ ایمن بھی شرمسار
اور پہلوؤں پر بستہ زرِ سرخ کے طاؤس
منقاروں میں تھامے ہوئے دو نور کے فانوس

پھر دونوں طرف زینوں کے دو شیر طلائی
آنکھیں وہ بھبھوکا کہ دہل جائے خدائی
وہ جست کا انداز وہ چتون سے چڑھائی
ہیبت کہ قیامت تھی نگاہوں میں سمائی
اس تخت پہ اک مخمل و اطلس کا وہ استر
پھر اس کے کناروں پہ وہ یاقوت کی جھالر

www.jamanshah.com

اور آگے سوا لاکھ نبیؑ جلوہ نما ہے
دربار میں تا حدِ نگاہ مجمع لگا ہے
ملکوت کہ نورانی سمندر سا رکا ہے
ہر ایک مَلک سامنے پر بستہ کھڑا ہے
غلمان مؤدب سے کہ خدمت میں بھی چوبند
وردی وہ گلابی تو طلائی سے کمر بند

بوٹے سے وہ قد چہروں پہ اک نقرئی انداز
وہ جھیل سی آنکھیں کہ وہ اک سحر کا اعجاز
عارض پہ وہ کاکل تو ادھر سبزۂ آغاز
وہ بانکے ملن سار وہ کچھ شوخ وہ طناز
چہروں پہ وہ شوخی سے کئی حشر جگا دیں
ہاتھوں سے نہ پینا ہو تو آنکھوں سے پلا دیں

اس تخت کے پیچھے تو کئی کوچ لگے تھے
وہ سارے منقش تھے مرصع تھے سجے تھے
اور ہر پہ جواہر بھی قرینے سے جڑے تھے
کوچوں کی نگہداشت پہ رضوان کھڑے تھے
وہ نرم کشن زانوئے سلمٰی جو بھلا دیں
سر رکھنے کی سوچیں تو وہ لوری سے سلادیں

www.jamanshah.com

مرکوز تھیں اس تخت پہ عالم کی نگاہیں
ہر دل کی صدا تخت پہ آقاؑ ابھی آئیں
خاموشی کے انداز میں ''ھُـــــــــوَ'' کی ادائیں
صاف آتی تھیں ہر دل کے دھڑکنے کی صدائیں
اور سارے ہی دربار میں چھایا تھا تجسس
کل منتظر آنکھوں میں سمایا تھا تجسس

کی ہاتفِ قدرت نے منادی یہاں اک بار
اے مجمعِ انوار خبردار خبردار
آتے ہیں شہنشاہِ اُممؑ خالقِ انوار
وہ عالمِ ملکوت کے مسجود و کرم گار
اور ساتھ ہیں سب آپ کے اخلاف گرامی
ملکوت و نبی چاہیئے دیں مل کے سلامی

ظاہر ہوئے اس شان سے پھر سیدؑ عالی
ہمراہ تھے وہ یازدہمؑ دُرِ لآلی
پیشانیاں خورشید تو ابرو وہ ہلالی
محرابوں میں اک کوکب دری کی جلالی
تب بڑھ کے مسرت نے لیں ان سب کی بلائیں
قالینوں میں پیوست ہوئیں سب کی نگاہیں

www.jamanshah.com

دھیرے سے چڑھے تخت پہ سرتاجِ نبوت
طاؤسوں نے پَر مار کے دی ان کی شہادت
یوں گونج اٹھے شیر کہ طاری ہوئی ہیبت
اظہار میں لائی گئی خالق کی وجاہت
ایستادہ نبیؑ ہو گئے تعظیم کی خاطر
ملکوت گرے سجدے میں تکریم کی خاطر

اجلال کیا تخت پہ سرکارِ امم نے
منبر کو شرف بخشا نبوت کے قدم نے
صلوات پڑھی جھوم کے تب حل و حرم نے
اور نظر اتاری تو شاہِ حق کے کرم نے
پہلو میں جگہ حیدرؑ کرار نے پائی
سرورؐ کے وصی دہر کے سردارؑ نے پائی

جب کرسیوں پہ بیٹھے سلاطینِ امامت
ہونٹوں پہ وہ مسکان وہ چہروں پہ مسرت
کرنیں وہ نگاہوں کی برستی ہوئی رحمت
عارض سحر آثار جبینوں پہ بشاشت
اک ساز چھڑا دور کہیں دور فضا میں
کیا وجد تھا شہنائی کی مخمور صدا میں

www.jamanshah.com

مجمع وہ کہ ٹھہرا ہوا رحمت کا سمندر
اک شان سے بیٹھے وہ سوا لاکھ پیغمبر
مومن تھے سبھی جنتِ برزخ کے برابر
شرکت کیلئے آئے تھے ارواح سمٹ کر
فردوس کی دیواروں سے جھانکے تھیں بہاریں
جنت کی منڈیروں پہ تھیں حوروں کی قطاریں

ہر سمت مناظر جو تھے گلزارِ ارم سے
جبریلؑ نے کی عرض تبھی شاہِ اممؐ سے
موجود ہیں باراتی سبھی جاہ و حشم سے
تقریب کا آغاز ہوا خالق کے کرم سے
اب صحفِ سماوی سے ہو تقریب کا آغاز
ہو منفرد اس رسم کا کونین سے انداز

کی موسیٰ نے توریت کی اس وقت تلاوت
کی حضرت عیسیٰؑ نے پھر انجیل کی قرأت
داوٗدؑ نے زبور پڑھی چھا گئی ہیبت
کیا سوز تھا آواز میں کیا اس کی تھی عظمت
جبریلؑ نے پھر وجد میں قرآن سنایا
تقریب کے آغاز میں قرآن ہی آیا

www.jamanshah.com

پھر حیدرؑ کرار اٹھے صورتِ رحمان
ہاتھوں میں لئے سہرہ جو قرآن کا قرآن
گوندھے ہوئے آیات کا سہرہ تھا پر از شان
اس وقت کیا قادرِ مطلق نے یہ اعلان
بسم اللہ کریں سہرہ یہ بیٹےؑ کو بندھائیں
لازم ہے کہ داؤدؑ ہی اب سہرہ سنائیں

پاس اپنے حسنؑ پاک کو سرورؐ نے بلایا
دم سورہ نظر کی انہیں چھاتی سے لگایا
ماتھے پہ دیا بوسہ بہت پیار جب آیا
پھر سہرۂ انوار کو ہاتھوں میں اٹھایا
ماتھے کے برابر لیا سہرے کو تو ٹھہرے
لہرا گئے آنکھوں میں کئی تار سنہرے

کی عرض یہ داؤد نے گر اذن میں پاؤں
دربار کا گائیک ہوں نیا سہرہ سناؤں
ہو اذن تو سُر تال کے بارے میں بتاؤں
درباری ہوں دربار میں درباری ہی گاؤں
یہ بارہویں آقا کے جو والد کی خوشی ہے
یہ ماترے بارہ ہیں جو اک تال بندھی ہے

www.jamanshah.com

سہرے کو میں یوں کومل و تیور سے نکھاروں
میں وادیٔ خضرا ہی سے اک وادی اتاروں
دھن دھن دھاگے تٹ کٹ کو بلمپت میں سنواروں
سم دیکھوں تیا باندھوں تو بس تین ہی ماروں
اور ساتھ رہے میرے مدھر تال کے تالی
خالی پہ رکھوں سم تو ہو سہرہ بھی قوالی

یہ تان یہ جھالے یہ گمک اور یہ استھان
پلٹوں میں اگر پلٹوں دُرت لے میں چلے تان
کافی کی رہے ٹھاٹھ تو کافی ہی رہے شان
لے کار کتھک اور کرت کو نہ ہو پہچان
سہرے کے ہر اک بول میں پھولوں کی مہک ہو
ہر مصرعے کے انداز میں افشاں کی چمک ہو

مکھڑے پہ سجا عسکریؑ ذیشان کا سہرہ
خالق نے دیا سورہ رحمان کا سہرہ
تقیان کے سر لولو و مرجان کا سہرہ
سر ان کے رہے مقصدِ یزدان کا سہرہ
غلمانوں کی مسکان کو پھولوں میں سمو کر
حوروں کے حسیں قہقہے لائے ہیں پرو کر

www.jamanshah.com

اس سہرے کی زر تابی میں خوشیوں کی چمک ہے
ہر تار میں زلفِ شہ خاور کی مہک ہے
خورشید کے ریزے ہیں یہ تو چاند کو شک ہے
خورشید کہے نور الٰہی کی کمک ہے
مہمانِ خصوصی جو دو عالم کا خدا ہے
داؤدؑ کے اس سہرے میں وحدت کا مزا ہے

پھر سہرہ بندھا حق کے شہنشاہؑ کے رخ پر
ایمن کی چمک گویا تھی اللہ کے رخ پر
سہرہ یوں سجا سیدِ ذیجاہ کے رخ پر
خورشید چڑھا سیدہؑ کے ماہ کے رخ پر
دھرتی ارم آثار سنورتی نظر آئی
افلاک پہ افشاں سی بکھرتی نظر آئی

خطبے کا کیا سرورؑ عالم نے پھر آغاز
لہجے کی سلاست سبھی توحید کے انداز
ہر جملہ بتا دیتا تھا خالق کے کئی راز
وہ حمدِ خداوند الگ شان وہ آواز
کیا رعب تھا ملکوت کے بھی سانس رکے تھے
مرعوب تھے یوں موسیٰ کہ سجدے میں پڑے تھے

www.jamanshah.com

آغازِ نکاح خوانی نکاح خواں سے وہ آداب
صیغوں کے تواتر میں قبول اور دہ ایجاب
معلوم وہ حق مہر پہ فقروں کی تب و تاب
احساس کے در پر تھا مسرت کا دق الباب
تعجیل فرج کی اٹھیں گھنگھور گھٹائیں
تہدید میں دیں آکے اجابت نے دعائیں

ہر سمت صدائیں وہ مبارک وہ سلامت
حق مہر میں بخشی گئی اقلیم ولایت
دلہن کے ہوئے ملکِ عوالم بھی اور جنت
شیرینی میں بانٹی گئی جلوؤں کی حلاوت
شیرینی کی تقسیم عجب رنگ میں پائی
نوشاہ کی شیرین زباں سب کو سنائی

سامان بری کا تو ادھر ہوتا تھا تیار
جوڑے تھے کئی سرخ کہ جنت کا حنا زار
سورج کی شعاعوں کے تھے منسوج گہر بار
انوار کی اک نہر تھی ملبوس کی ہر تار
اک شانِ عروسی میں تھے ملبوس حریری
صرف ان کے بنانے پہ وہ اقدارِ قدیری

www.jamanshah.com

خوانچوں میں سجائے گئے فردوس کے اثمار
وہ عطر دھلے میوے کہ عنبر بھی شرمسار
خوشبو سے پھلوں کی تو کھلا طبک عطار
حوروں کے ذقن رنگ میں ہر پھل سے نظر چار
اشجار جو کہ عسل و لبن پی کے پلے تھے
معلوم نہیں ان کے ثمر کیسے بھلے تھے

حوریں ہوئیں اسوقت بری لے کے روانہ
چہروں پہ خوشی ہونٹوں پہ الفت کا ترانہ
سر من سے جو تھا رومۂ ذیشان کو جانا
کرنا تھا بندو بست سواری کا شہانہ
پھر ابر کے کوہان پہ رکھا گیا ہودج
اور رعد دکھاتے تھے شتراں کی سی سج دھج

پر لطف سفر جس میں تھے شترانِ فضائی
حورانِ جنان نے تو بری بھی تھی اُٹھائی
تھا رعد حدیٰ خواں تو ادھر نغمہ سرائی
لعبا نے مسرت سے غزل جھوم کے گائی
حوروں کی کلاکاری پہ آواز سریلی
آشاؤں کی جنت کی ہر اک تان رسیلی

www.jamanshah.com

اے مورے شہنشاہؑ کی البیلی سجنیا
ہم تیری بری لے کے چلت ہیں ری دلہنیا
یگ یگ رہے آباد گہروا یہ انگنیا
نت ٹھنڈی رہے مانگ تہاری موری بنیا
برسے تورے آنگن میں سدا پریم بدریا
اے بھاگ بھری تو ہے تو لاگے نہ نجریا

ملکوت کی مہارانی توری ہے جو سگائی
ہے ساتھ بری کے تو نبیؐ زادیؑ بھی آئی
دیتی ہے بڑے ناز سے کنور کی بدھائی
گھونگھٹ تیرا مکھڑے پہ گرا شانِ خدائی
ساچق بھی لیے آتی ہے ارمان کنہیا
بندیا یہ تیرے صدقے ہیں پروین و ثریا

شہزادیؑ کو اس سمت سجاتی تھیں وہ سکھیاں
اک شان سے دلہن بھی بناتی تھیں وہ سکھیاں
گھونگھٹ کو اٹھاتی تھیں گراتی تھیں وہ سکھیاں
سہرے کے کئی بول بھی گاتی تھیں وہ سکھیاں
کہتی تھیں کہ پردیس چلی جائے گی دلہن
تو اب تو حسنؑ پاک کی کہلائے گی دلہن

www.jamanshah.com

تھیں ساری ہی سکھیوں کے یہ ہونٹوں پہ دعائیں
ہر آن بہاریں یہ تیری مانگ سجائیں
خوشیاں تیری نعلین پہ سر اپنا جھکائیں
صندل سے بھری مانگ پہ دکھ درد نہ آئیں
ہر دم تو سکھی ہو یہ دعا دیتی تھیں سکھیاں
ہر بول میں تعجیل جگا دیتی تھیں سکھیاں

بارات کی اس سمت لگی ہونے تیاری
ہر ابر گہر بار پہ رکھی تھی عماری
پردوں پہ مؤدّت نے کیا گوٹا کناری
باراتی بڑے شاد کہ تھی شان بھی نیاری
بیٹوں میں مہ چار دہم پنجتن پاک
تھے بارہ آئینوں کے مقابل شہِ لولاک

ہسوار ہوئے مہر خراماں پہ براتی
بیٹھے تھے کئی تختِ سلیماں پہ براتی
تھے جلوہ فگن ابرِ بہاراں پہ براتی
کچھ شاد تھے ہمراہی یزدان پہ براتی
وہ ابر رنگا رنگ کے اونچے تو فلک بوس
تھا بجتا مسلسل وہ مسرت کا مہا کوس

www.jamanshah.com

کرتا تھا شترباں کے فرائض تو ادا رعد
پیہم فرسِ برق کی لہرانے لگی جعد
بجلی کا وہ جلتا ہوا کوڑا کہ شگن سعد
چل جاتا جو کوڑا تو گرجتے تھے وہ کچھ بعد
وہ بادلوں کے رتھ وہ قطاروں کا تسلسل
ہر ابر کا بارات کے اونٹوں سے تقابل

ہر سمت بجاتے ہوئے دف سیکڑوں غلماں
ڈھولوں کے وہ ٹھمکے کہیں شہنائی کا الحاں
اس تال کی ترتیب پہ سب ابر تھے جنباں
بجلی کے ٹرمپٹ کہیں بینڈوں کی عجب شان
جاتے تھے سوئے رومہ خزانوں کو لٹاتے
پگھلا کے گہر جاتے تھے دھرتی کو پلاتے

اک سمت فرس پر یوں روانہ ہووے نوشاہ
اللہ کا چہرہ تھا سجا سہروں سے واللہ
مہندی سے سجے ہاتھ سرا سر تھے یداللہ
اور کہکشاں ناز سے بچھتی تھی سرِ راہ
دلدل کا وہ نخریلا چلن چال کی چھلبل
جعدوں سے شرمسار تھے حوروں کے بھی کاکل

www.jamanshah.com

بارات میں شامل تھے نبیانِ سلف بھی
خالق تھا نصیری کا خدا شاہِؑ نجف بھی
تھیں سیدہؑ پاک بھی دس ان کے خلف بھی
ارواح بھی موجود تھے ملکوت کی صف بھی
اس شادی کا عنوان بھی تھا صبح بداماں
شمعونؑ کے گھر میں بھی تھا شمعوں سے چراغاں

عیسیٰ نے جو بارات کی دیکھی یہ تب و تاب
مریمؑ سے یہ کی عرض بہ خندان و بہ آداب
بارات ہے کیا گرتا ہے مہتاب پہ مہتاب
بارات نہیں آئے ہے اک نور کا سیلاب
ہم جاتے ہیں اور ان کی پذیرائی کریں گے
تعظیم بھی اور ناصیہ فرسائی کریں گے

ہر چیز بھی ہے مست جہاں مست جناں مست
یوں آگے بڑھے عیسیٰؑ کہ جیسے کوئی سر مست
کی عرض کہاں تیری بلندی اور کہاں پست
ایں آمد نت باعثِ آبادیِ ماہست
یہ شانِ کرم دیکھ کے دل شاد ہوا ہے
آمد سے تیری گھر میرا آباد ہوا ہے

www.jamanshah.com

آراستہ اس شان سے قیصر کا محل تھا
بام و در و دیوار پہ رونق کا عمل تھا
حجلہ وہ عروسی تو زمانے سے اجل تھا
وہ نور کی اک جھیل تھا مسعودِ ازل تھا
جھونکا جو کوئی آکے تھا گھونگھٹ کو ہلاتا
بجلی سی چمک جاتی جو چہرہ نظر آتا

کی عرض مسیحاؑ نے یہ سلطانِ زمنؑ سے
فرمایئے سرتاج رسلؐ اپنے حسنؑ سے
فرمائیں قدم رنجہ کہیں غنچہ دہن سے
اب پہلی ملاقات ہو دلہا کی دلہن سے
تشریف یہ لے جائیں تو یہ رسم ادا ہو
مسرور سرِ عرش دو عالم کا خدا ہو

تشریف جو لائے شہ ذیشان محل میں
صد گونا مسرت کا تھا سامان محل میں
کیا شان تھی نازل ہوا قرآن محل میں
دلہنؑ وہ کہ اک جلوۂ یزدان محل میں
اس بیتِ عروسی میں تھا دلہنؑ کا چھپر کھٹ
اس حسنِ مجسم پہ تھا تقدیس کا گھونگھٹ

www.jamanshah.com

آرائشِ دلہن پہ نظر ٹھہری ہے جا کر
والفجر کی بندیا ہے تو والعصر کا جھومر
وہ حلقہء بینی ہے تو والقمر سراسر
اللہ لہٗ نور کی افشاں وہ جبیں پر
والذھب کے گنگن کا تھا ہر طور نرالا
وہ زینۃُ الکوکبی انداز کی مالا

اس کنزاً مخفیا کے زیور وہ ضیا بار
تھا اقربُ من حبل ورید ی کا وہ طومار
غازے میں کانك قراہُ کے وہ آثار
اور چوڑیوں میں کاَنَ محمدؐ کی وہ جھنکار
واللہُ سمیعُ کے تو کانوں میں تھے جھمکے
اور ان میں نگینے تھے تو لا اَسئَلُکُم کے

ہاتھوں میں حنا بار رمیت کے شمائل
انگشتری ولی کم اللہ کے فضائل
اور قاب و قوسین کی پاؤں میں تھی پائل
نعلین کے نعلینُ محمدؐ سے خصائل
سہروں کی حسیں لڑیوں سے انوار کی بارش
کرنوں سے تو مہ اذاغ کی آنکھوں کو شفا رش

www.jamanshah.com

گھونگھٹ سے رخ پاک جھلکتا نظر آیا
اک ابر میں خورشید چمکتا نظر آیا
اک جلوہ سوئے طور لپکتا نظر آیا
نوشاہ کو ہر گل وہاں تکتا نظر آیا
پلکیں وہ خمیدہ سی مگر شرم سے بوجھل
جس شان سے جھک آتے ہیں برسات کے بادل

خالق نے کیا دولہاؑ دلہنؑ کا جو نظارا
ہو دور نظر بد وہ سر عرش پکارا
فرمایا کہ دلہنؑ کا ہر انداز ہے پیارا
ماتھا ہے حسیں چاند توں ٹھوڑی ہے ستارا
اب کون دکھائے گا یہاں آرسی مصحف
ان جلووں سے حیراں ہے میرا عرش مسقّف

دلہنؑ کو اور نوشاہؑ کو مسند پہ بٹھایا
پھر ملکۂ کونینؑ نے قرآں کو اٹھایا
نوشاہؑ کو دلہنؑ کو وہ قرآن پڑھایا
قرآن جو کھلا آرسی کے کام بھی آیا
قرآں کی تلاوت میں نظر آئی یہ جدت
قرآں نے بھی کی روئے عروسہ کی تلاوت

www.jamanshah.com

اس آرسی مصحف کا حسیں وقت جب آیا
دونوں کو مقابل گیا مسند پہ بٹھایا
نوشاہ پہ دلہنؑ کا گیا گھونگھٹا گرایا
اور بیچ میں قرآن کو آئینہ بنایا
آئینے میں تھا دیکھنا دولہاؑ نے دلہنؑ کو
دلہنؑ نے بھی تھا دیکھنا نوشاہ حسنؑ کو

تھا نور کا تالاب جو آئینے کا جل تھا
دلہنؑ کا رخ پاک بھی کھلتا سا کنول تھا
چہرے پہ شفق پھولی حیا وقفِ عمل تھا
اس شرم کی سرخی میں بھی اندازِ غزل تھا
دلہنؑ کو نظر آئی جو نوشاہؑ کی تصویر
آنکھوں میں پھری سوچوں کے ہر خواب کی تعبیر

اک جامِ لبن عرش سے خالق وہاں لایا
وہ جام حسنؑ پاک نے ہاتھوں میں اٹھایا
دلہنؑ کی طرف دیکھ کے ہونٹوں سے لگایا
خود پیتے کبھی پیار سے دلہنؑ کو پلایا
جب جام کو چھوتے تھے تو ہوتا تھا یہ احساس
گھل جاتا ہے اس دودھ میں کچھ اور ہی مٹھاس

www.jamanshah.com

فارغ ہوئے جب آرسی مصحف سے تمامی
اس قصر کے تھی صحن میں بارات قیامی
ترتیب میں بیٹھے تھے وہ مہمانِ گرامی
نوشاہؑ کو ہونا تھا بزرگوں کا سلامی
اس رسم کے آغاز میں سرورؑ نے دعا دی
قدموں پہ رکھا ہاتھ تو دستار عطا کی

حیدرؑ نے سلامی پہ عطا کی انہیں صولت
کونین کی ملکہؑ نے دی کونین کی شاہت
شبرؑ سے ملا حلم تو شبیریؑ شجاعت
اور صبر کیا عابدؑ مضطر نے عنایت
آثار محمدؑ تو عطا کرتے تھے باقرؑ
اور جعفر صادقؑ نے کیے پیش معاصر

کاظمؑ نے دیئے علم حجج بخشے رضاؑ نے
اور جود کے لائے تھے تقیؑ پاک خزانے
باباؑ تو نقاوت لگے سہروں میں سجانے
پھر گونج اٹھے ہیبت عسکرؑ کے ترانے
خالق نے سلامی پہ تو اک بات ہی کہہ دی
لو غیبتِ توحید کا بخشا تمہیں مہدیؑ

www.jamanshah.com

پھر رخصتی کے وقت کا ہونے لگا اعلاں
حوروں کی تھی چہکار غزل خواں تھا پرستاں
دوشیزگیِ بادِ بہاری تھی گل افشاں
اس بات کے مشتاق تھے سب آمدہ مہماں
کیا دیتے ہیں دیکھیں گے جہیز آج دلہنؑ کو
سسرال سے کیا ملنا ہے نوشاہ حسنؑ کو

ہر چشم سے تھیں شوق کی باریدہ پھواریں
ناگاہ برآمد ہوئیں حوروں کی قطاریں
برسانے لگیں پھول دو عالم کی بہاریں
پروین و ثریا بھی بجاتی تھیں ستاریں
ظاہر ہوئے پھر عیسیٰؑ و شمعونؑ بصد شان
مہمانوں کے آگے کیا آتے ہی یہ اعلان

صد شکر ہیں اس ذات کے احسان ہیں ان کے
جو کچھ ہے میسر مجھے سب دان ہیں ان کے
عالم کو عطا کرنا تو شایان ہیں ان کے
ہم روزِ ازل ہی سے تو دربان ہیں ان کے
کیا پیش کروں ان کو سبھی مال ہے ان کا
تشریف جو لائے ہیں تو اقبال ہے ان کا

www.jamanshah.com

بیٹیؑ کا جہیز آج وہ کیا پیش کروں میں
جی چاہتا تھا عرشِ علا پیش کروں میں
دستور سہی کیسے بھلا پیش کروں میں
سوچا ہے کہ تھوڑی سی دعا پیش کروں میں
حق مہر سے پہلے بھی ہے کونین کی ملکہؑ
سسرال میں بن جائیگی دارین کی ملکہؑ

عیسیٰؑ نے جہیز آکے دیا اپنی نبوت
اور بخشے مسیحائی کے اعجاز و کرامت
شمعونؑ نے بیٹیؑ کو دیا تاج ولایت
مریمؑ نے تو دی اوجِ تقدس کی حقیقت
عصمت کے کھٹولے میں دلہنیا کو بٹھایا
وہ ڈولا بہاروں کے کہاروں سے اٹھایا

تھا رخصتی کا وقت انوکھا ہی تھا منظر
خود پالکی کے ساتھ روانہ ہوئے سرورؐ
حوریں بھی تھیں معمور کنیزی پہ برابر
اور بخشے غلام ان کو سوا لاکھ پیغمبرؑ
یوں عیسیٰؑ و مریمؑ نے کیا بیٹیؑ کو رخصت
آنکھوں میں ادھر اشک مگر رخ پہ مسرت

www.jamanshah.com

عیسیٰؑ کے ہر انداز میں والد کی ادائیں
سر چومیں کبھی بیٹیؑ کو چھاتی سے لگائیں
کہتے تھے تیرے ساتھ ہیں بابل کی دعائیں
سنسار کے دکھ درد تیرے پاس نہ آئیں
سسرال میں میکے کی نہ پھر یاد ستائے
خوشیوں میں سدا کھیلیں تیرے پیار کے سائے

سنسار سکھی پاؤ میری راج دلاری
صندل سے بھری مانگ ہمیشہ ہو تمہاری
کھیلے تیری زلفوں سے سدا بادِ بہاری
پھولوں سے بھرے گود تیری راج کماری
نت جوت جگاتا رہے یہ تیرا بناؤ
ہر آن سہاگن ہوں عروسانہ جڑاؤ

ڈولی میں جو بیٹھی شہِ کونین کی ملکہؑ
عظمت سے روانہ ہوئی دارین کی ملکہؑ
سرمن کی طرف آتی تھی حرمین کی ملکہؑ
دنیا میں بنی قاب و قوسین کی ملکہؑ
بارات وہ شہنائی وہ سہرے وہ ترانے
برسائے تھے گل کتنے ستاروں نے نجانے

www.jamanshah.com

جنت میں ہوئی سب کے ولیمے کی ضیافت
وہ ساغرِ کوثر جو مؤدت کی وضاحت
حوروں کے وہ مجرے ادھر آراستہ جنت
اک گہرے تکلف سے مزین تھی یہ دعوت
گھائل ہوئے دل لعبہ کی اک ترچھی نظر سے
اور ابر مسرت کے وہاں ٹوٹ کے برسے

سبزہ تھا لبِ جو وہ بہاروں کے نظارے
کاجل سی گھٹاؤں میں پلانے کے اشارے
لبریز مئے ناب سے کوثر کے کنارے
پہلو میں وہ غلمان ہر اک جام سنوارے
مخمور تھا ماحول بھی جاموں کی کھنک سے
ہر کاسۂ گل پر تھا اک ایمائے پلک سے

خاموش اے جعفرؑ کا بہکتا ہے تخئیل
جنت کا مزا پاکے مہکتا ہے تخئیل
مستی میں تو عرشوں پہ لپکتا ہے تخئیل
تعجیل کے فقروں پہ ہمکتا ہے تخئیل
کر عرض کہ گھر پاک کی آبادی مبارک
اے ملکۂ کونینؑ تیری شادی مبارک

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک



ظہورِ نورِ حق

سب سے پہلے جو تھا کل شب کو میں بیدار ہوا
ایک سناٹا سماعت پہ گراں بار ہوا
مجھ پہ ہر چیز کے سو جانے کا اظہار ہوا
دوڑنے کیلئے خامہ میرا تیار ہوا
جا کے ہر چیز کی اک پل میں خبر لاتا تھا
سب کے سونے کے پھر انداز بھی شعراتا تھا

زلفِ شب تکیہ پہ شانوں سے ابھی عاری تھی
نیند سی عالم ِموجود پہ بھی طاری تھی
بانگ ِمرغان ِچمن دولت ِناداری تھی
صبح کے ہونٹوں پہ اک جھوٹ کی تیاری تھی
میں تھا بیدار مگر لالہ و گل کو سوتے تھے
صبح کے جتنے بھی آثار تھے کل سوتے تھے

دُبّ ِاکبر کی مسہری بھی لگی تھی اب تک
اور نہ پروین کی بھی آنکھ کھلی تھی اب تک
کہکشاں خواب کے عالم میں پڑی تھی اب تک
زہرہ کیواں کے نہ پہلو سے اٹھی تھی اب تک
اور اسد شمسی کچھاروں میں پڑا سوتا تھا
سارس ِماہ لگد بستہ کھڑا سوتا تھا

عین قابوسی اداؤں میں ہوا ڈھلتی تھی
نیند میں آنکھوں کو نرگس بھی پڑی ملتی تھی
اک جماہی لب سوسن میں ابھی پلتی تھی
اونگھتے تھے سبھی گل مست ہوا چلتی تھی
لیلیٰ ٔ شب کی ابھی زلف نہ سحرائی تھی
رات کی رانی کے خوابوں پہ بہار آئی تھی

آسماں سجدے کے انداز میں خوابیدہ تھا
منشی ٔ چرخ ابھی راز میں خوابیدہ تھا
نورِ حق دفتر ِاعجاز میں خوابیدہ تھا
طائر ِوقت تو پرواز میں خوابیدہ تھا
لوئی چرخ کی آنکھوں کا اثر خفتہ تھا
اور قطب محو تہجد تھا مگر خفتہ تھا

www.jamanshah.com

رات کی ساڑھی کے آویزاں تھے چاروں پلو
مثل خمیازہ کئی ٹہنی بدلتی پہلو
اور فضاؤں میں پریشاں تھے گھٹا کے گیسو
چل گیا شب کا ہر اک چیز پہ کالا جادو
خواب خرگوش اسد سر کو نہوڑے سویا
مشتری جیسے کہ تھا بیچ کے گھوڑے سویا

وہ حسیں شب تھی کہ ہر بات میں اسرائی تھی
جس کی عظمت کی میرے رب نے قسم کھائی تھی
جس کے دامن میں شبِ وصل سمٹ آئی تھی
جس کے آنچل میں شبِ قدر کی رعنائی تھی
اپنی زلفوں میں جوتاروں کو پرو لائی تھی
اپنی ساڑی کو جو زمزم میں بھگو لائی تھی

سوتے انوار الہی کے پڑے پھوٹے تھے
سانولی رات سے مخمور سے گل بوٹے تھے
نیمہء ماہ سے زنجیر ظلم ٹوٹے تھے
رات بھر چاند نے اس شب کے مزے لوٹے تھے
رعب پولیس سے پودوں نے جما رکھے تھے
اپنے کاندھوں پہ کئی پھول لگا رکھے تھے

www.jamanshah.com

فکر خفتہ نے کسل بیز نگاہیں کھولیں
طفل تخییل نے مخمور سی باہیں کھولیں
بابِ لب بستہ نے محصور سی آہیں کھولیں
پھر نقیب شہِ الہام نے راہیں کھولیں
دل کی دھڑکن نے الارم دیا بیداری کا
اے قلم چل کہ یہی وقت ہے تیاری کا

فکر کے دشت میں پھر بارشِ الہام ہوئی
لمسِ ادراک و خیالات مئے آشام ہوئی
بیع ہوئی فصل بہاراں تو میرے نام ہوئی
پھر مدارتِ سحابِ کرم از جام ہوئی
جدتیں اگنے لگیں بادِ خیالی پا کر
خامہ منقار کشا در لآلی پاکر

طبع خودار یہی وقت زلیخائی ہے
ضعفِ پیری کو یہاں حسرتِ برنائی ہے
اب مضامین جدیدہ پہ تو مہنگائی ہے
طبع نازک یہ تیری آخری انگڑائی ہے
کسمساتے ہوئے ذہنوں کو بھی چونکانا ہے
اور خیالات کے ریلوں کو بھی سمٹانا ہے

www.jamanshah.com

ہاتفِ غیب حدیث شبِ شعبان کہتا
شب کی تابندگی رنگ ِ رخِ جاناں کہتا
جو زباں سے تھا قلم کہتا بہ ایماں کہتا
دل میں خواہش تھی کہ تو اک نیا قرآں کہتا
دعویٰ کعبے کو ہے مسجود میرا آیا ہے
خامہ بھی باندھ کے احرام نکل آیا ہے

ساقیٔ روزِ الست آیا ہے خم خانہ بدوش
در بغل ساغر و صد مستی ٔ رندانہ بدوش
دولتِ حسن بہ رخ کاکل ِکوہانہ بدوش
ابرِ باریدہ بدست آمد و میخانہ بدوش
تلبیہ کہتے ہوئے جائیں گے مے خوارِ کہن
اورصراحی کے مخارج میں ہو قرأت کی پھبن

پاک سرمن کی فضاؤں پہ تھرکتے بادل
وہ عروسِ شب رعنا کے سنہری آنچل
چھٹکا چھٹکا ہوا موسم وہ دلوں میں ہلچل
دور پیشیں کو رواں عصر کے بھاری محمل
قہقہے منجمد افلاک پہ تاروں کی طرح
رحمتیں بھیجے کرم باج گزاروں کی طرح

www.jamanshah.com

اے زمیں گلشنِ فردوس کی صورت لے لے
سرد جذباتِ محبت کی حرارت لے لے
بوڑھے افلاک سے تھوڑی سی وجاہت لے لے
عرش سے کرسی تو خلاق سے عظمت لے لے
لہجۂ کن کی حلاوت کا نچوڑ آتا ہے
کفر کے آج ہر اک داؤ کا توڑ آتا ہے

اے فلک موجۂ اقمار نچھاور کر دے
سیلِ انجم سرِ افکار نچھاور کر دے
ابرِ نیسان ِ گہر بار نچھاور کردے
کہکشاں مجمعۂ انوار نچھاور کردے
عارضی رنگ بھرا خاکہ لافانی میں
نورِ حق آنے کو ہے پیکرِ انسانی میں

اے عزا دار سیاہ پوش اے مسجود ملل
اے براہیم کی کاوش کا حسیں تاج محل
مولدِ قبلۂ کل کعبۂ ایمانِ ازل
آج تو سوگ منانے کا نہیں کوئی محل
دے مسرت کا پیام آج جبینوں کیلئے
شرح ِصدر آج بھی کچھ چاہیے سینوں کیلئے

www.jamanshah.com

وادیٔ سینائے سرمن پہ بہار آئی ہے
جلوہ ٔ طور مچلنے کا تمنائی ہے
پھر کلیمی کی یہاں انجمن آرائی ہے
نطق توحید کو پھر حسرت گویائی ہے
شمع کی اپنے زجاجہ میں ضیا پاشی ہے
نورِ قدرت کی شب ِقدر میں شب باشی ہے

عرش کے ڈاٹوں میں ہوتا ہے چراغاں امشب
انبساط عرش سے تا فرش پر افشاں امشب
خلوتِ قدس میں خالق بھی ہے خنداں امشب
نورِ خالق کی سرِ فرش ہے باراں امشب
معرضِ جلوہ وہ رزاقی و خلاقی ہے
ہر نبیؐ چشم براہ دید کا مشتاقی ہے

کفر کے اترے ہوئے چہرے پہ سکراتیں ہیں
اور لبِ جہل پہ اب موت ہی کی باتیں ہیں
قسمتِ ظلم میں شب خون زدہ راتیں ہیں
عدل و انصاف کی پھر خفیہ ملاقاتیں ہیں
خلعتِ رشدو ہدایت میں جلی جاتا ہے
منظر ِ عام پہ اک رازِ خفی آتا ہے

www.jamanshah.com

رات کی گود میں جب صبح کے آثار ہوئے
زندہ داران ِ فلک سونے پہ تیار ہوئے
صبح صادق کے درخشاں لب و رخسار ہوئے
قدسی افلاک سے اس طرح نمودار ہوئے
جیسے دنیا میں کوئی دور نیا آتا ہے
یا پھراس دھرتی پہ دھرتی کا خدا آتا ہے

ہاں یہی نیمۂ شعبان کی ہے صبح حسیں
اس لئے قدسی سوئے ارض جھکاتے ہیں جبیں
آج دنیا میں اترا آیا ہے خود رب ِزمین
یہ تو آفاقی مسرت ہے کوئی کم تو نہیں
اس مسرت سے نہال عالم انوار ہوا
منتقم پا کے سخی غازی ؑ ہے سرشار ہوا

آج ہر شے کی امنگوں پہ جوانی دیکھو
آج ہونٹوں پہ دعاؤں کی روانی دیکھو
انتقام آج ہے کہتا میرا بانی دیکھو
اب شروع ہوتی ہے خوشیوں کی کہانی دیکھو
جعفرؑ اس شب کو خداوند ِکرم آئے ہیں
انبیا اس لئے سر کرنے کو خم آئے

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک



معصومِ کائنات

طالب امداد ہے اور فکر خم سجدے میں ہے
عظمتوں کا ذکر ہے نوکِ قلم سجدے میں ہے
کل تخئیل کی بہاروں کا ارم سجدے میں ہے
ملہم اِلہام ہے پر دل بہم سجدے میں ہے

جب افق پر کھینچتی ہے دائرے جا کر نظر
تتلیوں کا پھڑپھڑانا دیکھتی ہے پھول پر

چھیڑتی ہے فکر خستہ دورِ ماضی کی رباب
بچپنے کی یاد آتی ہے برافگندہ نقاب
کھیلتے ہیں جاگتی آنکھوں میں پھر بچپن کے خواب
خرقہ ٔ نسیاں میں سو جاتا ہے یہ دور ِشباب

بچپنے کے زانوئے عصمت پہ سوجاتی ہے فکر
دور ِطفلی کی حسیں گلیوں میں کھو جاتی ہے فکر

بچپنا گویا نمازِ صبح کی پہلی اذاں
بچپنا چاندی کے سانچے میں ڈھلی کلکاریاں
بچپنا پھولوں کی گرتی اوس کا پہلا سماں
ادھ کھلی کلیوں سے کرنوں کی شریر اٹھکیلیاں
بچپنا آدم کے حرف اولیں کی یادگار
بچپنا حوا کی پہلی آرزو کا انحصار

بچپنا تخم جوانی کے پنپنے کی ادا
بچپنا عصمت کے ساتھ ہلکے سے تبسم کا مزا
بچپنا سر سبز کھیتوں کے جھکولوں کی صدا
دور افکارِ پریشاں سے حسیں ملکِ سبا
بچپنا دھیمے سروں میں گنگنانے کا سرور
مصحفِ شانِ کرم اور دیدۂ مادر کا نور

جس کے آگے ساکن و مفلوج ہیں لوح و قلم
جسکی جلوہ گاہ میں دھیمے فرشتوں کے قدم
مہر دیدہ نطقِ شرع اور عقائد سربہ خم
جسکی پیشانی میں عین اسلام کا مقصد رقم
پھول سے ہاتھوں میں جس کے جنبش فطرت شکار
جسکی ہلکی غنغناہٹ راحتوں کی آبشار

www.jamanshah.com

جس کے سانسوں کی رمق میں جنبشِ نبضِ حیات
جس کے گرم اشکوں میں شبنم بیز اک موجِ فرات
ماں کے بے الفاظ جذبوں کی سنہری کائنات
بھولی آنکھیں چاندنی راتوں میں زاہد کی صلوات
خندۂ دنداں نما اک غنچۂ شبنم فشار
نطقِ جبرائیل جسکی بے زبانی پر نثار

جھولنا شاخوں پہ پھولوں کا ہمکنے میں نہاں
پھول کی لپٹی ہوئی پتی گلابی انگلیاں
گد گدا دے چھنچھناتے ہی طلائی چوڑیاں
ابروؤں کی ہلکی دھاری حسن کی چڑھتی کماں
بچپنا اک قطرۂ نیساں در آغوشِ صدف
حسرتِ در ثمین گویا قبا پوشِ صدف

بچپنا بھی وہ کہ جس میں حسنِ خلاقِ ازل
جو حدیثِ نور صحفِ حق تخئیل سے اجل
جس کی جانب انبیاء کے ہوں سجودِ بر محل
اور لبِ فرقان کی کل گفتگو کا ماحصل
بچپنا جس میں امامت کا سنہرا امتزاج
عہد طفلی کی ادا اس میں وہ یزدانی مزاج

www.jamanshah.com

سات پردوں میں نہاں وہ شمعِ بزمِ ممکنات
صبح ِ کاذب کی طرح دورِ عباسی کی وہ رات
جھانکتی ہے فکر غرفوں سے جس کی بات بات
سامنے چشمِ تخئیل کے ہے ساری کائنات
ذہن کے پردوں پہ چلتی ہیں تصاویر خیال
دو صدو پچاس ہجری وہ سنہری ماہ و سال

ملکہؑ روما ہوئیں جب ملکہ ٔ کون و مکاں
صحنِ شاہ عسکریؑ میں پایا لطفِ جاویداں
اک عروسانہ فضا ماحول خود عنبر فشاں
اور کنواری سی امیدیں قلب میں یکسر جواں
شرم سے بوجھل سی پلکیں دلہنوں جیسی ادا
اور شفق آمیز رخ پر غازۂ شرم و حیا

پھر کبھی خلوت میں سائے سے لجا جانا کبھی
آئینے کو دیکھنا اور خود ہی شرمانا کبھی
اپنے ہاتھوں کی حنا پر پیار سا آنا کبھی
پھر خیالِ شاہؑ میں وہ دل دھڑک جانا کبھی
ہر قدم کی چاپ پر اٹھتی نگاہیں بار بار
اور سندھی پلکوں کے پیچھے جھانکتا اک انتظار

www.jamanshah.com

آئیں بر ساری امیدیں ہر طرف چھائی خوشی
مختصر گھر مختصر کنبہ وہ ہر سو تازگی
سر پرستی کیلئے موجود تھیں بنت تقیؑ
مل گئی سسرال میں دلہنؑ کو مہر مادری
رونقوں کے ٹھٹھ لگے اور تھی نہ تل دھرنے کی جا
رات دن رم جھم برستی تھی مسرت کی گھٹا

گو وہ تھیں بنتؑ تقیؑ شہزادیٔ ملکِ عدن
عسکریؑ ذیشان کے والدؑ کی تھیں پیاری بہن
احترام ان کا سدا ملحوظ رکھتے تھے حسنؑ
ان سے ممتا کا سکوں پاتے تھے سلطانِ زمنؑ
ان کو بھی معلوم تھا ان کا بھتیجا ہے امامؑ
اس لئے کرتی تھیں وہ اپنی بہوؑ کا احترام

دیکھ کرآمد بہوؑ کی حمد کرتی تھی نثار
اٹھ کے خود تعظیم کو صلوات پڑھتیں با ر بار
بوسہ پیشانی کے دیتی تھیں سدا صد انکسار
ہاتھ آنکھوں پہ لگانے کو سمجھتیں افتخار
پھر غلامی پہ بہوؑ کی چین یوں پاتی تھیں وہ
پھر کبھی نعلین بھی دلہنؑ کو پہناتی تھیں وہ

www.jamanshah.com

دستِ بستہ عرض کرتیں ملکۂ شاہِ انام
آپ پر لازم نہیں واجب ہے مجھ پہ احترام
آپ تو ہیں دخترؑ بنتِ نبیؐ خیرالانام
آپ کی باندی ہوں میں میرا کنیزی ہے مقام
راست کرتی ہیں جو میری جوتیوں کو بار بار
اے نبیؐ زادی مجھے کرتی ہیں کیونکر شرمسار

ہنس کے فرماتی تھیں تب وہ دخترؑ شاہِ اممؑ
یہ بجا ہے میں سیادت میں ہوں تجھ سے محترم
ظاہری رشتہ بجا ، ربِ دو عالم کی قسم
تو نے پایا ہے امامِ وقت کا ہونا حرم
میری عظمت اک طرف لیکن یہ تیری شان ہے
جوتیاں مجھ کو اٹھانے دو تو یہ احسان ہے

اس قدر شانِ شاہانہ سے کٹے لیل و نہار
ڈولیاں خوشیوں کی لاتے تھے وہ لمحوں کے کہار
جن کا ہر اک دن تھا اک گلدستۂ فصلِ بہار
زندگی قوسِ قزح تھی کہکشاں جس پر نثار
دو صد پچپن نے دی پھر اک مسرت کی نوید
نیمۂ شعباں کی شب لائی حقیقی روزِ عید

www.jamanshah.com

گود میں اک گل کھلا آنگن بنا رشکِ ارم
ذہن ِ عالم میں لیا حق کی حکایت نے جنم
روئے ہستی پر رکھا آ کے ہدایت نے قدم
پایا ممتا کی انگوٹھی نے نگینِ محترم
عالمِ انسانیت کو ملجیٰ و ماویٰ ملا
اور ادھر ممتا کے دل کو پیار بہلاوا ملا

لوریاں بیٹے کی الفت میں وہ گانا بار بار
پیار میں ہونٹوں کو ہونٹوں سے لگانا بار بار
ناز سے دلبند کا پلنا ہلانا بار بار
ملکِ روما کی کہانی بھی سنانا بار بار
دل میں انجانی خوشی ہونٹوں پہ میٹھی لوریاں
پیار سے زانو ہلانا ہلکی ہلکی تھپکیاں

دھیمے لہجے میں وہ اک بھر پور جذبے کا مٹھاس
رحمتوں کے زیب تن گویا تھا ممتا کا لباس
تلبیہ کہتی نگاہیں کعبہ ٔ الفت کے پاس
چشم کاری میں ہو ا قرآں کا جیسے انعکاس
رسمساتا گود میں ننھا سا جسم نازنیں
جس طرح ذہن ِ رباؔ میں اک قصیدہ جاگزیں

www.jamanshah.com

معرضِ طفلی میں تھا گویا رسول انبساط
گویا تمہید ہدایت تھی درونِ احتیاط
تھا ابھی تک اپنے ہی وجدان میں ربِ نشاط
اور تھے غیبت سے ابھی کچھ دور اعراب و نقاط
بچپنے کے صحن میں رکھا لڑکپن نے قدم
اور ہی بل کھا گئے ان کاکلوں کے پیچ و خم

اک سنہری گیند وہ بازیچہ ٔ مقصد مزاج
کھیل کا وہ انہماک اور کمسنی کا اس پہ راج
کھیل میں باباؑ سے وہ اَحسَنت کا لینا خراج
عظمت اور شہزادگی کا روئے حق پر امتزاج
دوڑ کر امی کی باہوں میں وہ آجانا کبھی
باپ کی آغوش میں الفت سے پھر آنا کبھی

اک طرف طفلی ادھر منصب کے پیچیدہ امور
اور ہدایت کیلئے پیہم خوارق کا صدور
حلقہ ٔ بینش میں یکساں عالمِ نزدیک و دور
قدسیانِ چرخ کی جملہ جبینوں کے حضور
بھیس میں طفلی کے تھی یہ آیۂ شَیءٍ عَلِیم
تھا قبائے نور میں اترا یہ قرآنِ کریم

www.jamanshah.com

کیسہ ہائے خمس کی تحصیل از روئے کرم
سربہ مہر الفاظ اور وہ بے قلم کرنا رقم
اور وہ توقیعات کھائے جن کی قرآں بھی قسم
وہ نفاذِ دینِ حق تبلیغ راہِ محترم
ابلقِ ایام پھر پہلو بدلتا رہ گیا
یونہی مستقبل کڑے ماضی میں ڈھلتا رہ گیا

وقت کے کہرے میں دھندلانے لگے سال و شہور
روز و شب زندانیِ ماضی ہوئے تو بے قصور
جھٹپٹے بھیگے ڈھلیں راتیں اُگے ویراں سحور
خود کشی کرتے رہے لمحات کے وحشی طبور
دو صد وسبعین ہجری کو ملی پہلی ربیع
اور خزاں کی چیرہ دستی کا ہوا حلقہ وسیع

ہو گیا یعنی درِ دُرج ِحسن در یتیم
ہو گئی دوشیزۂ اسلام کی حالت سقیم
نذرِ آتش ہو گئی تقدیس انساں کی گلیم
کوہِ غم ٹوٹا ہوا خود طور سینا بے کلیم
جل گئی کشتِ امامت آخری زہرآب سے
اور سفاہت سج گئی تقدیس کے القاب سے

www.jamanshah.com

چھٹ گئے غیبت کے پردے چھا گئی ظلمت کی رات
ڈھل گئے شامِ غریباں میں جہاں کے واقعات
زانوئے تشکیک پر سونے لگی کل کائنات
عرق آلودہ ہوئی پیشانیِ کیفِ حیات
ظلم نے الٹی نقاب رخ پھٹے آتش فشاں
قصرِ وحدت کو گرانے پر تلیں گستاخیاں

دیدۂ فرعون میں چمکی تمنائے کلیم
آ گیا اسلام کی وادی میں پھر سیلاب سیم
بطنِ ذلت سے ہوئے پیدا وہ کم ظرف ولئیم
روزِ اول سے جو تھے غارت گرِ عقل سلیم
اشتہا آلود نظریں جم گئیں سوئے حرم
شمع حق کی سمت اٹھے کفر کے تیرہ قدم

خانۂ عصمت پہ دی دستک ید تکفیر نے
دفعتاً سنجیدگی پائی رخِ تقدیر نے
سوئے قدرت رخ کیا نمرودیت کے تیر نے
بیتِ حق پہ فیل بھیجے ابرہہِ تصویر نے
خانۂ اطہر کو گھیرا خواہشِ سفیان نے
پھر بنی ہاشم کو گھیرا ورطۂ مروان نے

www.jamanshah.com

پھر تدابیر امیہ کے بڑھے دستِ محن
عصر کے شبیرؑ کو ہونا پڑا پھر بے وطن
ہو گیا پامال پل میں ماں کی ممتا کا چمن
لگ گیا خورشید پیکر آرزوں کو گہن
عسکریؑ کے صحن میں رکھا قیامت نے قدم
تل گئیں گستاخیوں پہ دیدۂ ظلم و ستم

کیا کہوں تاریخ اپنے آپ کو دہرا گئی
ظلم کی جرأت بڑھی شامِ غریباں آ گئی
ملکہ ٔ روما نئے حالات سے گھبرا گئی
جس مصیبت کا تھا دھڑکا وہ اچانک آ گئی
پردہ ٔ وحدت میں مخفی تھی اگرچہ ذات پاک
پھر بھی بیٹے کی جدائی میں جگر تھا چاک چاک

فرطِ غم سے رو کے کہتی تھی محمدؑ کی بہو
اے جفا زا دو نہ تھی مجھ سے مناسب گفتگو
صحن میں قدسی بھی آ سکتے نہ تھے غیر از وضو
کیا نہیں قرآن میں فرمانِ حق لاتدخلوا
خانۂ ختم الرسل ہے خانۂ سلطانِ دیں
صحنِ شاہِ عسکریؑ بھی عرش سے کم تو نہیں

www.jamanshah.com

دیکھ کر سرتاج کی تربت یہ کی رو کر کلام
اے امیر وقت ہے یہ آخری میرا سلام
السلام و الوداع اے شاہِ حق خیرالانام
ہو حفاظت میں تیری آقاؑ میرا کمسن امامؑ
میں تو ہوں کرنے چلی سنتِ تیری جد کی ادا
صبر کی توفیق دیں باندی کو اے ظلِ خدا

بنتِ شاہ روم ہوں پروردہِ ناز و نعم
بے خبر آلام سے تھی آپ کے سر کی قسم
آپ کا یہ خانہ ٔ اطہر نہ تھا جنت سے کم
ہے بہت تکلیف دہ آقا یہ اندازِ ستم
لے کے بیٹے کو یہ گھر اب چھوڑ کے جاتی ہوں میں
خود کو تنہا دیکھ کر کچھ اور گھبراتی ہوں میں

ماں کی ممتا بن گئی اک درد کی آماجگاہ
ذہن میں گھومے کڑے حالات کے پر پیچ راہ
فکری دختر کا ادھر آنکھوں میں کل دنیا سیاہ
طائرانہ الوداعی قبر پہ ڈالی نگاہ
رو کے تربت سے کہا شاہِ امم اب الوداع
اپنی باندی پر رہے چشم کرم اب الوداع

www.jamanshah.com

غارِ سرمن کی طرف دیکھا کہا اب الوداع
درد و غم کی ہو چکی ہے انتہا اب الوداع
کہہ رہی ہے دل میں ماں کی مامتا اب الوداع
اے میرے کمسن تیرا حافظ خدا اب الوداع
کتنی حسرت خیز ہے بیٹا یہ تیری کمسنی
لوریاں تجھ کو سنائے گی یہ میری بیوگی

پھر مقدر کیا ہے آج آوارہ وطن
پھر پریشاں ہیں جبیں پہ کاکلِ رنج و محن
کفر کی تاراج دستی میں ہے پھر میرا چمن
مجھ سے پھر روٹھی ہوئی ہے چین کی مائی دلہن
اس طرح دکھ کا جاری ہوا پہلا سفر
درد و غم کے رات دن کھلتے گئے پھر در پہ در

جعفرؑ اب خاموش اس غم کی نہیں ہے انتہا
اشک باری میں مناسب ہے بیانِ مدعا
پردہ دار محملِ ایمانِ قلب انبیا
لیلیٰ تعجیل سے الفاظ کا گھونگھٹ اٹھا
یعنی اس ممتا کے دردوں کا سہارا چاہیے
یعنی تخت و تاج کو وارثؑ ہمارا چاہیے

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک



رحلت

ماں کا رشتہ بھی عجب رشتہ ہے زیرِ آسماں
دورِ خود غرضی میں قائم اس سے ہیں کون و مکاں
انبیاء مبعوث گر کرتا نہ خلاقِ جہاں
اس کی رحمت کی نمائندہ فقط تھی ایک ماں
دیکھنا ہو گر کہ کتنا مہربان ہے ذوالجلال
ماں کی صورت میں نکھر آتے ہیں اس کے خد وخال

ماں کی ممتا ہی میں ڈھل جاتا ہے کوثر کا خرام
جسکی میٹھی لوریوں میں شفقتوں کا اہتمام
ماں کے اس رشتے میں اک پیوستگی اک احترام
زندگی آغوشِ مادر ہی میں پل جانے کا نام
ماں کے پیکر میں سہاروں کا حسیں احساس ہے
ماں کے میٹھے لفظ میں بھی دودھ کی میٹھاس ہے

ماں کے پیکر میں ڈھلی ہے رحمتِ پروردگار
زیست کے صحرا میں یہ اک سایۂ طوبیٰ شعار
زندگی کی لُو کے جھونکوں میں یہ اک ابرِ بہار
راحتیں آغوشِ مادر کی فضاؤں پر نثار
ماں کی آنکھوں میں ہمیشہ نورِ الفت کی چمک
ماں وہ جس کی لمس میں بھی گرم بوسوں کی مہک

نور کی اک جھیل ہے یہ عصر کے کوہسار میں
یہ پلی بے لوث جذبوں کی مقدس ڈار میں
اس کے ہونٹوں کی ہر اک جنبش مگن ایثار میں
اس کی ہر اک بات گم ممتا کے گہرے پیار میں
ماں وہ رشتہ ہے کہ جس میں منفعت ہی منفعت
پیار کے جملہ تقاضوں کی ہے ماں ہی شش جہت

جس کے سائے میں تھکے ذہنوں کو ملتا ہے قرار
جس کے سائے میں سکونِ قلب کی میٹھی پھوا ر
جس کے سائے میں خنک جھونکوں میں راحت کا خمار
جس میں اک اپنائیت کے گرم لمحوں کا حصار
موت سے جاکر لپٹ جاتی ہے ماں کی ایک آہ
عرش کے کنگروں سے ٹکراتی ہے ماں کی ایک آہ

www.jamanshah.com

جس کی گرم آغوش پر راحت بھری نیندیں فدا
جس کی گودی میں سدا پلتی ہے جنت کی فضا
جسکی ہلکی تھپکیوں میں راحتوں کا رت جگا
جس کی جھولی میں بہل جاتی ہے بچپن کی انا
جس کی اک موجودگی لاکھوں سہاروں سے فزوں
ماں کی شفقت کا فقط احساس فردوس ِسکوں

ماں کی امیدوں میں بچوں کا سدا بخت جواں
جس کے شبنم بیز فقرے زندگی کا کارواں
اور وہ ممتا کی دعائیں مصحفِ امن و امان
ڈال دیتی ہے دعاؤں میں یہ اک الفت سے جاں
ماں کی اس آغوش میں لیتی ہے فطرت بھی پناہ
آدمیت کی ہے یہ آغوش پہلی درسگاہ

جس کے سانسوں کی مہک میں بھی ہزاروں لوریاں
جس کی ہلکی گنگناہٹ میٹھی نیندوں کا سماں
ذہن میں راحت بھریں بالوں میں چلتی انگلیاں
مہر ِمادر مہر ِانساں پر مہرباں آسماں
ماں شعور آدمیت فکر کی پرور دگار
آدمیت کی بلندی کا ہے اس پر انحصار

www.jamanshah.com

اپنے بچوں پر فدا ہونا یہ ممتا کی ادا
گر دکھی اولاد ہو تو یہ سراپا کربلا
گر کبھی تکلیف میں بچوں کو دیکھے مبتلا
اپنے سینے میں جلا لیتی ہے آہوں کی چتا
جان دے اولاد پر یہ زندگی کو ٹال کر
بات کرلے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

ماں بھی ایسی ماں جو آئی بردِ ممتا اوڑھ کر
نورِ حق آیا تھا بشریلا سراپا اوڑھ کر
عصمتِ مریم تھی آئی روحِ عیسیٰ اوڑھ کر
رحمتیں نکلی تھیں اک مادر کا سایہ اوڑھ کر
جس کی رگ رگ میں مچلتا تھا لہو ایثار کا
شکلِ انساں میں جو اترا تھا فرشتہ پیار کا

ماں بھی وہ جس پر تمامی الفتوں کا انحصار
زندگانی جس کی محلوں کی فضا سے ہمکنار
ناز و نعمت کی فراوانی مسلسل اقتدار
رحمتِ کونین جس کے طبعِ نازک پر نثار
ملکۂ روما ؑ ادھر شہزادیِ کون و مکاں
عظمتوں کے کان میں جس کی بلندی کی اذاں

www.jamanshah.com

جس کے دل میں نورِ الفت کا سمندر موجزن
ایک ہی گل سے وہ مہکا جس کی ممتا کا چمن
جس کی قسمت کا ستارہ دے سکا صرف اک کرن
جس کی مالا میں سجا صرف ایک یاقوتِ عدن
مامتا کی جھیل میں تو کھل سکا بس اک کنول
گودِ مادر کو ملا اک زندگی کا ماحصل

جب ہوئی بنتِؑ یشوعاؑ بنت: تِ : تِ سرورؑ کی بہو
شاہ عسکرؑ کے حرم میں پایا اوجِ آبرو
قیصری نرگس نے پائے اہلبیتی رنگ و بو
کر گئی معراج ہر دل میں مچلتی آرزو
شاہتوں کو چھوڑ کر پایا امامت کا حرم
ہوگئیں جگ سے نبیوں کی نگاہ میں محترم

مختصر گھر میں بھی تھا عالم کی شاہت کا مزا
خانہ ٔ حق میں سکونِ قلب وہ حاصل ہوا
راحتیں آٹھوں پہر قدموں پہ جھکتی تھیں سدا
زندگی تھی راحتوں کی ایک باریدہ گھٹا
تین سو پچپن میں تھا آغوش میں گل کھل گیا
پھر بتول عصرؑ کو اک فخرِ عیسیٰ ؑمل گیا

www.jamanshah.com

رونقیں پھر یوں بڑھیں یہ گھر ہوا خلدِ بریں
لوریوں کی گنگناہٹ میٹھی میٹھی انگبیں
آتے تھے پلنا جھلانے رات دن روح الامیں
صحن کی اجلی فضا رونق کی نت جھکتی جبیں
گھر کی خاموشی میں تھیں راحت کی مینہ کاریاں
گدگدی کرتی تھیں پھر معصوم سی کلکاریاں

پانچ برسوں تک رہی اس گھر میں اٹھلاتی بہار
امتِ ملعون کو گزری یہ رونق نا گوار
تحفہ ٔ اجداد دینے پر ہوئی رعیت تیار
کر لیا آلام ِوحشی نے پھر اس گھر کا حصار
بیوگی کا کوہ ٹوٹا ملکہ ٔ کونینؑ پر
ہوگئیں مرکوز نظریں صرف نورالعینؑ پر

کمسنی معصومیت سر پر یتیمی کے الم
دشمنی کے اٹھتے طوفانوں میں دنیا کے ستم
ملکہ ؑ کونین پر وارثؑ کا غم بیٹےؑ کا غم
منہ کو آتا تھا کلیجہ دیکھ کر آنکھوں میں نم
پونچھتی تھیں اشک رخ کو پھیر کر وہ پر ملال
کھل کے رونے میں تھا حائل طفل ِکمسن کا خیال

www.jamanshah.com

گود میں لیتی پسر کو غم بھلانے کیلئے
تھپتھپاتی تھی وہ بیٹے کو سلانے کیلئے
تلخ تھیں آنکھیں ادھر آنسو بہانے کیلئے
صرف ٹھنڈی سانس کافی تھی رلانے کیلئے
ضبط کرنے پر نکل جاتی تھیں ہلکی سسکیاں
چبھتی تھیں آنکھوں میں اشکوں کی مسلسل کرچیاں

مامتا بے بس تھی درد وغم کے ان کے صدمات میں
نام لینا لعلؑ کا مشکل تھا ان حالات میں
ہو گئے ممتا کے دن تبدیل غم کی رات میں
آنکھیں اشکوں سے اٹی رہتی تھیں کل اوقات میں
آخر اک خاموش دن نے دی رہائی کی نوید
دل میں بیٹے کی جدائی کے اٹھے طوفاں شدید

بین کرتیں تھیں وہ ہمیشہ زخمی دل کوتھام کر
آج ماں مایوس ہے تیری ذرا لینا خبر
مجھ کو سینے سے لگا جا اے میرے نورِ نظرؑ
مجھکو اپنے ساتھ لے جا اے میرے لختِ جگرؑ
اے میرے بیٹے ہے مجھ سے اجنبی سارا جہاں
سوچتی ہوں اسی بھری دنیا میں میں جاؤں کہاں

www.jamanshah.com

نہ تیرا باباؑ نہ تو ویراں ہے میری کائنات
ہر طرف ہے چھا چکی آلام کی تاریک رات
اک برابر ہے میری نظروں میں اب موت و حیات
یاد آتی ہے تیری بچپن کی مجھ کو بات بات
کون ہے میرا یہاں حاصل کہاں ہو گا قرار
ہے سہارا زندگی کا تیرے بابا کی مزار

زندگی میں ملکہ ٔ عالم کا یہ دستور تھا
دن کو رہتے غارِ سرمن پر ہمہ تن التجا
لب پہ آہوں کی مدیں آنکھوں میں ساون کی گھٹا
دل میں بیٹے کی جدائی میں تڑپتی مامتا
جب بھی سورج رات کی آغوش میں لیتا سکوں
سب امیدوں کی تڑپتی لاش ہوتی غرقِ خوں

جب پرندے شب کو لیتے آشیانوں میں پناہ
رات کر دیتی پریشاں اپنی ہر زلفِ سیاہ
سونے آنگن کی طرف کرتی تھی پھر بی بیؑ نگاہ
منجمد ہونٹوں سے ٹکراتی کوئی اک سرد آہ
حد سے بڑھ جاتے دکھیؑ بیوہ کے جب دردو الم
تربتِ سرتاجؑ کی جانب ہی اٹھ جاتے قدم

www.jamanshah.com

ہاتھ میں ہوتا تھا اک چھوٹا سا مٹی کا دیا
خشک لب آنکھوں میں نم اور دل میں اک محشر بپا
خاک سے معمور سر اطہر بنا ماتم سرا
زرد چہرے سے عیاں مایوسیوں کی انتہا
دیکھنا تربت کو وہ آنکھوں میں فرطِ بیکسی
دل میں ممتا کی تڑپ اس پر خیال بیوگی

بیٹھ کر تربت کے سرہانے جلاتیں جب چراغ
دھندلی دھندلی روشنی میں تلملا جاتا دماغ
ساتھ شمع کے سلگتا تھا جگر کا داغ داغ
جب قفس میں پھڑ پھڑاتی روح جل اٹھتے ایاغ
ایک لاوے کی طرح دل سے ابل پڑتا تھا خوں
قبر پر سر رکھ کے سونے سے تھا کچھ ملتا سکوں

ایک شب آنچل سنبھالے لائی پیغام ِالم
ہر طرف تاریک شب ہلکی ہوا کچھ چشم نم
ایک خاموشی کا عالم سسکیوں کے زیرو بم
چاند کچھ مایوس اور کچھ زرد سا از فرطِ غم
رات بھی تھی بیوگی کے غم میں پیہم سوگوار
تھی سیہ پوشاک ِشب اس سوگ میں افسردہ وار

www.jamanshah.com

ایک سناٹا کہ صحرایا ہوا دریائے درد
رات کی ٹھٹھری ہوئی نبضوں کی جنبش سرد سرد
ہلکی ہلکی چاندنی ماحول سارا گرد گرد
ہر شجر ویران ہر پتے کا چہرہ زرد زرد
ایک خستہ قبر پر اک ٹمٹماتا سا دیا
قبر سے کچھ دور بیوہ ماںؑ ہمہ تن التجا

قبر پر نظریں لرزتے ہونٹ آنکھیں خوں فشاں
زرد چہرے پر عیاں اک غم کئی مایوسیاں
ضبط کا عالم گلے میں رکتی لاکھوں ہچکیاں
جذب سیلی سی ردا میں آنسوؤں کا کارواں
اور وہ خالی جھولی کتنی حسرتوں سے پاش پاش
جس میں ممتا کی امیدوں کی وہ اک ٹھنڈی سی لاش

اور تصور میں تو ہے تصویر بیٹے کی عیاں
بھولی بھالی وہ حسیں آنکھیں حسیں کلکاریاں
یاد آتی ہیں جو کمسن لعلؑ کی محرومیاں
درد کے عالم میں ہونٹوں پر اٹک جاتی ہے جاں
فرطِ غم سے جب بھی ہونٹوں سے پھسل جاتی ہے آہ
عرش بن جاتا ہے اک بھونچال کی آماجگاہ

www.jamanshah.com

رو کے کہتی ہے اے میرے چاندا ے لختِ جگرؑ
کھو گیا ہے تو کہاں ماںؑ کو تڑپتا چھوڑ کر
ہو رہی ہوگی نجانے زندگی کیسے بسر
کمسنی معصومیت دشمن جہاں مژگاں بھی تر
تیری فرقت کا ہر اک لمحہ قیامت خیز ہے
میری آنکھوں کا ہر اک آنسو شرر آمیز ہے

دیکھتی ہوں ہر طرف سارا جہاں ویران ہے
سونے سونے گھر پہ چھایا آسماں ویران ہے
میری امیدوں کی رنگیں کہکشاں ویران ہے
بامِ ودر ویران ہیں یہ آستاں ویران ہے
ہجر کی تاریک شب بیوہ کے سر پر چھا گئی
میری قسمت کو ہے بیٹے موت کی نیند آ گئی

آج اس طوفانِ غم کا بھی نیا انداز ہے
میرے کانوں میں تیری مانوس سی آواز ہے
اک تیرا غم ہے طبیعت بھی میری ناساز ہے
زندگی بارِ گراں لگتی ہے یہ کیا راز ہے
میری تنہائی میں اٹھتی ہے جو موجِ اضطرار
تیری غیبت میں مجھے یہ زندگی ہے ناگوار

www.jamanshah.com

آ میرے سینے سے لگ جا اے میرے کمسن پسر
چند لمحوں کی ہوں میں مہماں میرے نورِ نظر
حسرتیں دل میں سلگتی ہیں تڑپتا ہے جگر
دل دھڑک جاتا ہے اپنی گود خالی دیکھ کر
مانگ بھی اجڑی ہے میری گود بھی خالی میری
ہوگئی ویران دنیا حسرتوں والی میری

یاد آتی ہیں تیری وہ میٹھی میٹھی بولیاں
کان میں رس گھولتی باتیں وہ بھولی بھولیاں
رونقیں اس سونے آنگن کی تیری ہمجولیاں
صحن میں پھرتی فرشتوں کی وہ ننھی ٹولیاں
اب تو اس گھر پر ہے آسیبی خاموشی چھا گئی
اب خزاں ہے میرے ارمانوں کے گل مرجھا گئی

ہر طرف اٹھتی ہوئی نظروں کو تیری جستجو
ماں کو تنہا چھوڑ کر جانے کہاں کھویا ہے تو
اب میری ویران نظریں ڈھونڈتی ہیں چار سو
آتشِ فرقت سے جلتا ہے ایاغوں میں لہو
نزع ہے مخمور آنکھوں کو ہے تیرا انتظار
میں نے کچھ سانسیں قضا سے مانگ لی ہیں مستعار

www.jamanshah.com

تو میرے بالیں پہ آ زانو پہ رکھ مادر کا سر
کچھ سکوں آمیز ہو میرا یہ وقت مختصر
کر رہی ہوں آج میں اس دار فانی سے سفر
ہاتھ تو آنکھوں پہ دے ہے منتظر یہ چشم تر
تیرے کومل ہاتھ خود آنکھوں پہ جب پاؤں گی میں
قلب کی ٹھنڈک سے دنیا سے گزر جاؤں گی میں

تیرے ملنے کی یہ حسرت قلب کو تڑپائے گی
لاش میری راہ تیری دیکھتی راہ جائے گی
مامتا کو جب لحد میں یاد تیری آئے گی
روح میری خلد میں راحت کبھی نہ پائے گی
غم میں دیواروں سے سر جنت میں ٹکرائے گی روح
ڈھونڈنے تجھ کو تو جنت سے نکل آئے گی روح

تجھ کو بیٹا ممتا کے اس سجے سر کی قسم
چشم پر نم کی قسم اس قلب مضطر کی قسم
بیوگی کے درد میں اس شب کے منظر کی قسم
جلتے اشکوں کی قسم اس بھیگی چادر کی قسم
آ نزع کا وقت ہے آنکھوں کو اک دیدار دے
میرے ان سوکھے ہوئے ہونٹوں کو صرف اک پیار دے

www.jamanshah.com

بجھ رہا ہے آج میری زندگانی کا دیا
جل رہی ہے میری نبضوں میں حرارت کی چتا
آخری لمحات ہیں ہونٹوں پہ ہے اک مدعا
اے میرے بیٹے تیرا دنیا میں حافظ ہو خدا
کاش تو بالیں پہ ہوتا دیکھتا ہونٹوں پہ جاں
درد میں ڈوبی تو گنتا آخری یہ ہچکیاں

یہ صدا ہونٹوں پہ تھی چہرے پہ زردی چھا گئی
دل کی دھڑکن رک گئی ساری زمیں تھرا گئی
سانس تیز ہونے لگی آنکھوں میں حرکت آ گئی
ایک ہچکی لی تو وحدت عرش پر گھبرا گئی
تھم گئیں نبضیں تو دھارا زندگی کا مڑ گیا
روح کا پنچھی قفس میں پھڑ پھڑایا اُڑ گیا

جب ہوئی بنتِ نقیؑ پاک کو اس کی خبر
آئیں بیٹے کی لحد پر پاک بی بیؑ دوڑ کر
اشک آنکھوں میں رواں کھولے ہوئے رنجور سر
عسکریؑ ذیشان کی تربت پہ کی آ کر نظر
دیکھ کر حالت بہوؑ کی سر سے آنچل گر گیا
صحنِ شاہ عسکریؑ خود بن گیا ماتم سرا

www.jamanshah.com

دیکھا بی بیؑ نے کہ ہے شہزادیؑ کون ومکاں
خستہ تربت پر رکھے ماتھا ہیں سوئی نیم جاں
چھا چکی ہیں رخ پہ تو کچھ موت کی پرچھائیاں
سر کھلا ہے جس میں ہیں سمٹی ہوئی محرومیاں
ادھ کھلی آنکھوں میں تو تھا خیمہ زن اک اضطرار
سو چکا تھا نور ، تھا نورِ نظر کا انتظار

اہل ِخانہ نے کیا غسل و کفن کا اہتمام
شاہ عسکریؑ کے چنا ہمراہ تربت کا مقام
بعد از غسل و کفن پہنچے جنازے پر تمام
قبر میں رکھنے کا جب ہونے لگا پھر انتظام
تب کہا بی بیؑ نے سب جائیں جنازہ چھوڑ کر
آخری دیدار کرنا ہے بہو کا اک نظر

رو نمائی کیلئے کھولے گئے بندِ کفن
کر گئی غش دیکھ کر شہزادیؑ ٔ ملکِ عدن
رو کے کہتی تھی تو آ جا اے میرے شاہِ زمنؑ
ماں کا سایہ ڈھل چکا ہے اے میرے ابن حسنؑ
رونمائی ہو رہی ہے قبر بھی تیار ہے
آؤ مل لو ماں سے ان کا آخری دیدار ہے

www.jamanshah.com

جس کی گودی میں پلے ہو کر گئی ہیں وہ سفر
اے یتیمی کے مسافر اے میرے خستہ جگرؑ
ماںؑ تمہاری جا چکی ہیں دار ِفانی چھوڑ کر
دیکھنا ماںؑ کا میسر ہوگا روزِ حشر پر
ماں کو تربت میں اتارو آخری دیدار لو
زرد چہرہ ماںؑ کا دیکھو ہو سکے تو پیار لو

پھر ہوا معصومؑ سردابِ مبارک سے عیاں
اک گریباں چاک اور آنکھوں سے آنسو بھی رواں
سر پہ چھوٹا سا عمامہ ادھ کھلا ، لب پر فغاں
سر میں کچھ خاک ِشفا رخ سے عیاں محرومیاں
ننھے رخساروں پہ تو گرد ِیتیمی کا اثر
اور ہر اک نوک ِپلک پر اشک ِخونی کے گہر

آکے ماںؑ کی لاش پر معصومؑ رو کر گر پڑا
اس قدر روئے لپٹ کر ضبطِ غم نہ ہو سکا
سر کو چھاتی میں چھپانا بچپنے کی اک ادا
سر رکھا چھاتی پہ اور پھر سسکیوں کی انتہا
بندھ گئی ہچکی تھا دل میں موجزن دریائے غم
کر رہی تھی تر کفن کو آتشیں اشکوں کی نم

www.jamanshah.com

اک طرف رخ سے کیا رو رو کے دامانِ کفن
دیکھ کر چہرے کی زردی خشک ہونٹوں کا چمن
ماںؑ کے چہرے پر جھکے روتے ہوئے شاہِ زمنؑ
دیکھ کر خاموش لب دل سے اٹھے فطرت کے گھن
ضبط کا دامن چھٹا ماتھے پہ دیتے پیار بھی
ماںؑ کے رخساروں سے مس کرتے کبھی رخسار بھی

رو کے کہتے تھے میرے بچپن کو بہلائے گا کون
گود میں لے کر مجھے وہ لوریاں گائے گا کون
گرد آلودہ میری زلفوں کو سلجھائے گا کون
بے سہارا زندگی کو پیار دکھلائے گا کون
اک اکیلا رہ گیا ہوں دشتِ پر آلام میں
اب نہیں کوئی کشش الفت کے میٹھے نام میں

غم سے گھبرایا ہوں دو دامانِ شفقت میں اماں
اس یتیمی میں ہمارا کون ہے اب مہرباں
سب میرے دشمن ہیں جاؤں اک اکیلا میں کہاں
آج کیوں چلتی نہیں بالوں میں میرے انگلیاں
پیار کیوں کرتے نہیں کیا آج ہیں مجھ سے خفا
کس قدر مایوس کن ہے روٹھنے کی یہ ادا

www.jamanshah.com

ماں کی باہیں کھل گئیں یہ لاش سے آئی صدا
آ میرے کمسن میری چھاتی سے لگ جا مہ لقا
تیرے آنسو دیکھ کر روتی ہے میری مامتا
تیرے بچپن کی یتیمی پر ہزاروں جاں فدا
تو صدا مہکے اے میری آرزوؤں کے چمن
تو نہ دکھ دیکھے کبھی ہنستے رہو ابن ِحسنؑ

جعفرؑ عالم میں بڑا صدمہ ہے ماں کا انتقال
یہ وہ گہرا زخم ہے جس کا نہیں ہے اند مال
رات دن کر یہ دعا اے کردگارِ ذوالجلال
ختم ہو آلِ محمدؐ کا یہ دور پر ملال
والیٔ خضراؑ کی آمد سے مٹیں درد و الم
بھیج قائمؑ کو الٰہی تجھ کو قائمؑ کی قسم

آمین یا رب العالمین

www.jamanshah.com

یاھو یامن ھو لا ہوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ہوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

حوالہ جات

1.....مہدی موعود از عماد زادہ ص260.....دارالسلام 94 اکمال الدین صدوق
2.....غیبت طوسی ص125
3.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
4.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
5.....غیبت طوسی ص25
6.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
7.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
8.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
9.....بحارالانوار جلد 51 ص 11.....غیبت طوسی ص125
10.....غیبت طوسی ص124
11.....غیبت طوسی ص125
12.....غیبت طوسی ص125
13.....غیبت طوسی ص125
14.....غیبت طوسی ص125
15.....غیبت طوسی ص125
16.....غیبت طوسی ص128

17.....غیبت طوسی ص128

18.....غیبت طوسی ص128

19.....غیبت طوسی ص128

20.....العسکری ؑ بلگرامی

21.....کتاب اسد الدجیل ؑ کا خلاصہ

22.....مفاتیح الجنان

23.....مفاتیح الجنان زیارت ملکہ روم صلوات الله علیها

24.....غیبت طوسی ص147

25.....بحار الانوار جلد ج 51.....غیبت طوسی.....در مقصود

26.....غیبت طوسی ص134-123

27.....در مقصود.....العسکری ؑ

28.....غیبت طوسی

29.....منتخب الاثر ص323

30.....منتخب الاثر ص342

31.....منتخب الاثر ص342

32.....منتخب الاثر ص330.....غیبت طوسی ص.....143

33.....غیبت طوسی ص144

34.....منتخب الاثر ص341

35.....غیبت طوسی ص142

36.....منتخب الاثر ص337

37.....در مقصود ص16

www.jamanshah.com

38.....منتخب الاثر ص343

39.....منتخب الاثر ص343

40.....منتخب الاثر ص342

41.....منتخب الاثر ص331

42.....منتخب الاثر ص332

43.....منتخب الاثر ص343

44.....منتخب الاثر ص342

45.....منتخب الاثر ص344

46.....منتخب الاثر ص337

47.....غیبت طوسی ص144

48.....غیبت طوسی ص148

49.....غیبت طوسی ص148

50.....منتخب الاثر ص341

51.....منتخب الاثر ص343

52.....منتخب الاثر ص342

53.....غیبت طوسی ص148

54.....غیبت طوسی ص148

55.....منتخب الاثر ص341

56.....غیبت طوسی ص148

57.....غیبت طوسی ص144

58.....غیبت طوسی ص144

www.jamanshah.com

59.....غیبت طوسی ص 144

60.....غیبت طوسی ص 144

61.....در مقصود.....منتخب الاثر ص 357

62.....الزام الناصب ص 105

63.....الزام الناصب ص 105

64.....الزام الناصب ص 105

65.....غیبت طوسی ص 147

66.....غیبت طوسی ص 147

67.....غیبت طوسی ص 217

68.....منتخب الاثر ص 349

69.....منتخب الاثر ص 349

70.....منتخب الاثر ص 349

71.....منتخب الاثر ص 356

72.....العسکری ص 14

73.....العسکریؑ

74.....منتخب الاثر ص 346

75.....منتخب الاثر ص 345

76.....الزام الناصب ص 108

77.....غیبت طوسی ص 131

78.....غیبت نعمانی.....منتخب الاثر.....عدلکستری جہاں.....وغیرھا

79.....بحار الانوار جلد 52 ص 68

80.....العسکریؑ
81.....الزام الناصب ص105.....واقعہ علی بن سنان موصلی
82.....اصول کافی جلد1 ص331
83.....بحارالانوار جلد50 ص328
84.....بحارالانوار جلد50 ص333
85.....غیبت طوسی ص75
86.....غیبت طوسی ص138
87.....منتھی الآمال جلد دوم
88.....منتھی الآمال جلد دوم
89.....منتھی الآمال جلد دوم
90.....بحارالانوار فارسی جلد13 ص450
91.....بحارالانوار فارسی جلد13 ص130
92.....الزام الناصب ص105
93.....الزام الناصب ص106
94..... غیبت طوسی ص176
95.....الامام النقی 233
96.....بحارالانوار جلد52 ص68، جلد50 ص331
97.....اکمال الدین جلد اول ص302، اعلام الوریٰ ص300، اثبات الھداۃ ص463
بحارالانوار جلد51 ص109، منتخب الاثر255، سی ڈی المہدیؑ از جناب گلپایگانی
98.....غیبت طوسی ص
99.....غیبت طوسی ص

www.jamanshah.com

100.....غیبت طوسی ص

101.....غیبت طوسی ص

102.....الزام الناصب ص105

103.....الزام الناصب ص105

104.....بحارالانوار جلد50 ص332

105.....منتخب الاثر ص343

106.....العسکری ص62

107.....العسکریؑ

108.....بحارالانوار جلد کمپانی جلد13 ص140 ص93

109.....بحارالانوار.....درمقصود ص95

110.....بحارالانوار جلد49/50

111.....العسکریؑ

112.....غیبت طوسی ص151

113.....خلافۃ المشرقیہ جی لی سٹرینج درضمن حلہ

114.....درمقصود ص95

115.....درمقصود ص92

116.....غیبت طوسی ص162

117.....درمقصود ص109

118.....درمقصود ص110

119.....فرق الامم جلد3 ص48

120.....درمقصود ص95

www.jamanshah.com

121.....غیبت طوسی ص149
122.....درمقصود ص116
123.....درمقصود ص120
124.....درمقصود ص118
125.....فرقے اور مسالک
126.....غیبت طوسی ص163
127.....بحارالانوار جلد فاری جلد 13 ص450
128.....بحارالانوار جلد 52 ص153، سی ڈی نور
129.....بحارالانوار جلد 6 ص243، سی ڈی نور